آئینہ کالپی
ہدیہ
تین روپے
پبلشر: دار العلوم محمدیہ خانقاہ شریف کالپی

آئینہ کالپی

مرتبہ

جناب شبیر احمد انصاری جہان آبادی

پبلشر

دارالعلوم محمدیہ خانقاہ شریف
کالپی (جالون)

ہدیہ

انتساب

میں اپنی اس کاوش بعنوان
آئینہ کالپی کو جناب ڈاکٹر
لطیف الرّحمٰن قریشی
میڈیکل آفیسر کالپی کی ذات گرامی
سے معنون کرتا ہوں جن کے بخشے ہوئے
عزم و حوصلہ نے اس کتاب کی تیاری
میں تقویت پہونچائی۔

اسمائے گرامی

معاونین حضرات

۱۔ جناب ڈاکٹر لطیف الرحمٰن قریشی صاحب

۲۔ جناب نتھو خاں صاحب

۳۔ جناب کھجورے خاں صاحب

۴۔ جناب نصیر قریشی (ٹھیکیدار صاحب)

۵۔ جناب شفیق الرحمٰن قریشی صاحب

۶۔ جناب عبد الشکور منصوری صاحب

۷۔ جناب نوشے خاں صاحب

۸۔ جناب محمد یعقوب راعین صاحب

۹۔ جناب بشیر صاحب راعین

۱۰۔ جناب عبد القدیر ہیڈ ماسٹر صاحب

۱۱۔ جناب عبد الوحید حاجی نانا صاحب

۱۲۔ جناب سجاد انصاری صاحب

۱۳۔ جناب عبد الحمید خاں صاحب

۱۴۔ جناب رستم خاں صاحب۔

۱۵۔ عبد الخالق انصاری ۱۶۔ عبد الحفیظ تیل والے

۱۷۔ محمد اسحاق لکڑی والے۔

★

شکر ہے پروردگار عالم کا کہ آئینہ کالپی جو کہ پچانوے سال سے
قلمی نسخہ کی شکل میں اپنی اصلی حالت میں محفوظ رہا۔ سیکڑوں عقیدتمندوں
نے اس کو پڑھنے اور دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ مگر ہزاروں چاہنے والے
اسے دیکھنے اور پڑھنے سے محروم رہے۔

خاکسار کو بھی دلی تمنا تھی۔ کہ آئینہ کالپی پڑھنے کو ملے برسوں
بعد میری دلی مراد بر آئی اور وہ روز سعید آ ہی گیا کہ یہ متبرک قلمی نسخہ جسے
آئینہ کالپی کہتے تھے۔ مجھے محمد ابراہیم نیتا (مرحوم) کالپوی کے توسّل سے ۱۱، اکتوبر
۱۹۷۸ء مطابق ۷، ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ کو دستیاب ہوا۔

چونکہ برسوں بعد انتظار کی گھڑیاں گذارنے کے بعد یہ بیش بہا
قلمی نسخہ ہاتھ آیا تھا۔ چنانچہ خاکسار نے فوراً ہی اسے نقل کرنا شروع کر دیا۔
الحمدللہ کہ ۲۶، اکتوبر ۱۹۷۸ء مطابق ۲۲، ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ کو محفوظ
کر لیا۔ مگر ایک کسک ابھی میرے دل میں باقی رہ گئی تھی۔ اور وہ تھی
اس کی اشاعت مگر سرمایہ کی کمی ہونے کے سبب محرومی کا شکار ہونا پڑا
مگر اللہ تبارک تعالیٰ بڑا ہی کارساز ہے۔ کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے
قصبہ کالپی شریف میں جناب ڈاکٹر لطیف الرحمٰن قریشی صاحب کو معمور فرمایا۔ اور
انہوں نے ۷، جولائی [illegible] کو بحیثیت میڈیکل آفیسر سول اسپتال کالپی کا

چارج سنبھالا۔

کچھ ہی عرصہ بعد خاکسار کو ملاقات کا شرف حاصل ہوا یوں تو میں اپنی عمر میں تمامی ڈاکٹروں سے ملا تھا۔ مگر میں نے ان کو ان تمامی ڈاکٹروں سے نرالا پایا۔ ان کے سینے میں ملک و قوم کے درد سے دھڑکتا ہوا دل پایا یہ ایک انسان دوست باحوصلہ حساس دل انسان نظر آئے ڈاکٹر صاحب ایک رحم دل انسان ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے قول و فعل اور نیک و پختہ ارادوں کے بھی پختہ انسان ہیں۔

بہرحال روز و شب کی ملاقات میں ایک روز میں نے ان کی خدمت میں آئینہ کالپی بھی پیش کیا جسکو جناب والا نے بغور مطالعہ فرمایا چونکہ آئینہ کالپی کے پہلے باب نے ذکر حضرت میر سید محمد ترمذی قدس سرہٗ پڑھا۔ بولے کہ مجھے کالپی آئے ہوئے ایک سال سے زائد عرصہ ہوگیا۔ مگر مجھے آج تک یہ علم نہیں کہ یہ دیار مقدس کس جگہ واقع ہے۔ چنانچہ میں نے انھیں زبانی جو کہ میرے علم میں تھا بتانا شروع کیا کہ جناب والا جسے خانقاہ محمدیہ کالپی شریف تشریف کہتے ہیں۔ وہ ظاہری و باطنی علم کی ایک بہت ہی بڑی درس گاہ رہی ہے جہاں بہت سے لوگ درس حدیث اور فقہ جیسے عظیم علم سے فارغ التحصیل ہوکر نکلے اور ہندوستان کے کونے کونے میں علم کے دریا بہا دیئے۔ مگر وہی درس گاہ آج زمانے کے حادثات کا شکار ہے

ڈاکٹر صاحب ایک روز اکیلے ہی خانقاہ شریف جا پہونچے۔ آستانہ
حضرت میر سید محمد ترمذی قدس سرہٗ پر حاضری کے بعد موجودہ مدرسہ بھی دیکھا۔
ابتدائی تعلیم کے ہونہار بچے اپنے مستقبل کے لیے کوشاں نظر آئے مگر مدرسہ
کی شکستہ حالی دیکھ کر ڈاکٹر صاحب کا دردمند دل بیقرار ہو گیا اور اسی وقت
اپنے قبضہ میں کر لیا، کہ مدرسہ کو بہتر حالت میں چلانا ہے۔

اب کیا تھا ہر وقت مدرسہ کی فکر دامنگیر تھی۔ لوگوں سے رابطہ قائم
کرنا شروع کر دیا۔ خصوصاً کالپی کے مسلمانوں سے اپیل کی۔ کہ اے مسلمانان
کالپی شریف جس دیار سے آپ لوگوں کو بے حد پیار رہے اور جس شخصیت
سے تم اپنی عقیدت اور وابستگی کا اظہار کرتے ہو۔ بیشک اس میں کوئی شک
کی گنجائش نہیں کہ سرزمین کالپی شریف انھیں بزرگوں کے طفیل قابل تعظیم و
تکریم ہے۔

مگر مجھے بڑے ہی دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ جس سرزمین
پاک کو علم کے سرچشمہ کی ایک قابل قدر حیثیت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔
اور جس سرزمین کی علم کی آبیاری سے ہندوستان کا گوشہ گوشہ سیراب
ہوا آج وہی علم کا گہوارہ خشکی کا شکار ہے۔ حالی آپ سبھی لوگوں کی نظروں کے
سامنے ہے۔ بلکہ یوں کہیے کہ جس کی حالت ناقابل بیان ہے ذرا غور فرمائیے کہ
جس درسگاہ نے علم و دانش کے خزانے لٹائے ہوں، آج وہی درسگاہ ابتدائی
تعلیم دینے سے بھی قاصر ہو۔ فیصلہ کیجئے کہ ہماری وابستگی اور عقیدت کا یہی

تقاضہ ہے۔ کہ اسکو اسی کے حال زار پر چھوڑ دے دیکھیں یا یونہی اسکی گذشتہ
خدمات اور خوبیوں کا ذکر صرف زبان ہی سے ادا کرتے رہیں۔ نہیں ایسا نہیں
اے مسلمانوں ایسا ہرگز درست نہیں۔ بہت ہی وقت ضائع ہو چکا۔ بہت سی
سوئے۔ مگر اب جاگو ابھی وقت ہے۔ اب بھی ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔ مگر یہ
ممکن جبھی ہوگا جبکہ ہم زبانی دعووں سے پرہیز کریں۔ اور عملی دنیا میں پختہ
عزم کے ساتھ قدم اٹھائیں۔ اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں جب تک اپنی
منزل مقصود نہ پالیں

الحمدللہ کہ مسلمانان کالپی شریف نے ڈاکٹر صاحب کی اس
اپیل کا خیر مقدم کیا اور مدرسہ کے چندہ میں بہت ہی زندہ دلی کا ثبوت
دیا۔ اور یقین دلایا کہ ہم لوگ پوری طرح سے آپ کے ساتھ ہیں۔

بعدہ ڈاکٹر صاحب آئینہ کالپی کی اشاعت کے بارے میں جناب
حضرت سید ضیاءالدین صاحب قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ شریف کالپی
شریف سے اجازت حاصل کر کے مسلمانان کالپی سے اشاعت کے اخراجات
کی درخواست کی اور اس میں بھی لوگوں کو انتظار و اشتیاق تھا منظر عام پر آگیا۔
حالانکہ میں کیا اور میری دعا کیا حقیقت کش۔ پھر بھی میں اس معبود حقیقی و رب حقیقی
سے التجا کرتا ہوں کہ یا الٰہ العالمین مسلمانان کالپی خصوصاً ڈاکٹر لطیف الرحمن قریشی جن کی
مسلسل کاوشوں کے نتیجے میں یہ آئینہ کالپی اشاعت کی منزلوں کو طے کر کے منظر عام پر
آیا پروردگار عالم ان کو ہر بلا و آفت سے محفوظ رکھنا۔ آمین ثم آمین

شبیر احمد جہان آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد یکہ بذات رو دوا ہے
شکر یکہ ابشان او سزا ہے
جاری ہو زباں سے وہ روا ہے
بس دل کا میرے یہ مدعا ہے

ستائش بیحد و سپاس لاتعداد اس خالق و کون و مکاں زبانِ انسان ضعیف بیاں سے کب ادا ہو کہ سُن عقل لنگ اور لسان ناطقہ گنگ ہے۔

ابیات

کیسے کیسے کھلائے لاکھوں گل
جن و انساں ملک نبی و رسل
آپ سے آپ ہے ظہور اسکا
اُوسکی او رایک میں سن حیر الکل
کُن کے کہنے سے اسکے سب مخلوق
نیست سے ہیں ہوئے بالکل

نعت

اور نعت اوس نبی مکرم شفیع امم باعثِ ایجادِ عالم حبیب خدا رسول کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و اصحابہ سلم کی لسان عاجز سے کب بیان ہو کہ خلعتِ فاخرہ احدیث نے لولاک لما خلقت الافلاک کا پہنلیا اور خطاب وما ارسلنٰک الا رحمتہ اللعٰلمین مزیب شان کیا۔

ابیات

ملک جن و انساں سے کب ہو سکے
کہ نعتِ رسولِ معظمؐ لکھے

کلام خدا ان پہ بس خوب ہے
بھلا بڑھ کے اب کوئی کیا کہہ سکے

درود و سلام میں تب زباں
رہے جاری ہر دم نہ یکدم رکے

بیت

درودِ خدا ان کے اوپر مدام
دیگر آلِ ناصحاب سب پر تمام

ابیات

اندھیرے سے ہمیں باہر کیا ہے
چراغ اک ہاتھ میں ایسا دیا ہے

قیامت تک چلے گا بادِ پیہم
نہ ہوئے روشنی اس کی کبھی کم

چمن میں اسکے کیا گل اور کلی ہیں
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ ہیں

بھلا ایسا بھی کوئی راہبر ہے
درود ان پر اور ان کی آل پر ہے

قصیدہ

کانِ وجود خلق محمدؐ کا نور ہے
اس نور پُر سرور سے سبکا ظہور ہے

ہے ذات پاک باعث ایجاد دو جہاں
جو کچھ جہاں میں ہے وہ طفیل حضور ہے

جو کوئی جان و دل سے شیدائے مصطفیٰ
اسکی نظر میں کچھ بھی نہیں حسن حور ہے

آدم سے تا بہ عیسیٰ نبی جتنے ہو گئے
یہ سب ہیں جسم جان محمدؐ کا نور ہے

دیکھے جو چشم غور سے معلوم ہو اسے
ہر شے میں نور پاک کا جلوہ ضرور ہے

اے شاہ دو جہاں مری اب لیجئے خبر
پامال جان الم سے ہے دل غم سے چور ہے

ہوئے گا بحر قہر خدا جب کہ موجزن
کس کو بغیر آپکے چشم عبور ہے

راہ محمدیؐ کے کوئی گر خلاف ہو
کہنے کو امتی ہے مگر اہل زور ہے

اہل وفا کے سامنے کیونکر اٹھیگا سر
گردن پہ اپنی کیا نہیں بار قصور ہے

اے شاہ دیں بلائیے مجھکو مدینے میں
سینے میں بیقرار دلِ ناصبور ہے

خواجہ تڑپ رہا ہے مدینہ کے شوق میں
باطل میں قرب ہے ظاہر میں دور ہے

اوصاف مرشد

سرآمد کاروانِ منازلِ شریعت و طریقت و شمع شبستانِ معرفت حقیقت و سالک طریق شریعت کی قلم کی کیا طاقت جو شمع اوصاف اس ذات جامع الکملات مجمع الحسنات کو تحریر میں لاسکے اور زبان کی کیا قدرت کہ تفصیل وار بیان کرسکے ۔ ہادیٔ گم کردہ راہاں رہنمائی سبیل عارفان واقف اسرار ناسوت و ملکوت کاشفِ استار جبروت ۔ لاہوت مربع نشین تختِ خلافت الٰہی صدر گزین صفتہ نامتنہی چشم و چراغ خاندان محمدیؐ گلِ غنچہ باغ ارجمندی یگانہ گوہر بحر شہود دُرِ ابتہاج افسر وجود سالک ناہج مناہج حقیقت عالم علوی دہی حافظ نبوی مقبولِ بارگاہ محمد عالم حاجی سید سلطان احمد مدظلہٗ علی

ابیات

سالکِ مسلکِ شریعت را ناہج منہج حقیقت را
طالبانِ رَاہمیتہ ہمیشہ دم از پئے سالکانِ جوایرکرم
طالبے را بیک نظر جون دید بر سر مطلب دلی بر رسید
حامی دین سرورِ کونین مظہر نور خالقِ کونین
نونہال ریاضِ مصطفوی گل نبستان سرالی مرتضوی
داردئی بیدلانِ کلام مرجعِ خلق کافئہ انام

رباعی

تنا میں آپکے گر ناطقہ کرے تقریر دبیہ خام کرے دفتروں میں کبھی تحریر
ہووے کچھ بھی بیان وصف آپکا اصلا خوارق آپکے روشن ہیں بر صغیر وکبیر

در مداح نواب ریاست باونی کدورہ

بحیطہ النوادلطاف الہی مخصوص بخصائص الطاف شاہنشاہی فروزندہ کوکب اوج اقبال نیر تابندہ اوج اجلال اعظم الامرا فخر الدولہ ظفرجنگ نواب محمد حسین بن نواب مہدی حسن خاں بن نواب عظیم الدولہ عرف سعادت علی خاں بن نواب امیرالملک بن نواب لفیرالدولہ بن نواب غازی الدین

خاں صالح اور عادل اور ذی مروّت باوجود مشاغلِ دنیوی کے شغل دینی سے بیکار اور غافل نہیں تھے اور طریقہ سادہ روشنی روی اور زہد و عدل سے آراستہ اور جود و سخا سے پیراستہ اپنے دادِ گستری سے ہر کہہ مِہہ کے دلوں کو محفوظ کیا اور رعایا پروری اور غربا نوازی میں شہرۂ آفاق ہوئے۔

ابیات

سکندر شان ہے اور فرّ آرا
فریدوں جم صفت ہے سند آرا

سخاوت میں روش حاتم آرا
حکومت کو عدالت سے سنوارا

شہ اور ... مثال التمش ہے
اور ذی فہموں میں عاقل آشکارا

حسد اور کبر سے وہ دور تر ہے
اور حرص و لعب سے کرتا کنارا

وجودِ نیکوی سے ہے وہ نامور
دلے اسم زبوں سے ہے نیارا

الٰہی فضل سے ترے ہمیشہ
رہے اقبال کا تاباں ستارا

رہیں سرکش ہمیشہ زیر فرماں
نہ کوئی پاوے سرتابی کا یارا

اور چنانچہ اوصاف میں آپ کے مولوی محمد سعد اللہ صاحب کالپوی نے قطعہ صفت شیخ میں کیا خوب لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔

قطعہ در صفت توشیخ کہ نام نامی نواب محمد حسن خاں کہ مصرعہ کے اول حرف

کو جمع کرنے سے نام پیدا ہوتا ہے

نیک سیرت ہے خوش اخلاق ہے نیکو کردار
واہ کیا عاقل و فرزانہ ہے دانا ہوشیار

اختر برج وزارت ہے سب کہتے ہیں
بخت بیدار جوان سال ہے نیک اطوار

معدن جود و کرم منبع الطاف اتم
حامی ہر حالمیں بیکس کے لئے غمخوار

ماہ اوج فلک دولت اقبال مدام
مہر تابندہ فلک رتبہ رفیع الاقدار

دادخواہوں کیلئے کرتا ہے فریادرسی
حاکم وقت ہے انصاف پہ ہے دار و مدار

ہمارے اوصاف پسندیدہ کا ہے وہ مظہر
نامور دار ریاست کا نیکو سردار

خویش بیگانوں پہ رکھتا ہے نظر شفقت کی
اس پر الطاف الہی ہے رہے بر لیل و نہار

نیر اوج وزارت ہے امیر ابن امیر
فخر الدولہ ہے ظفر جنگ خطاب سردار

در وصف مدار المہام

غرۂ ناصیہ کامگاری قرۂ باصرۂ نامداری ممہد قواعد عدالت شیوا ارکان نصفت وایالت برگزیدہ کونین منشی شرف الدین حسین خان مدار المہام ریاست باونی کہ دورہ نیک بختی اور غربا پروری ان کی مشہور ہے اور نہایت حسن تدبیر کار ریاست انجام دیتے ہیں کہ ہر شخص خوش و خرم ہے اور آپکے اوصاف میں جناب مولانا مولوی سعد اللہ صاحب کا یہ قول ہے کہ انکی ذات مغتنمات سے ہے منصف توشیح میں یہ

قطعہ ارقام فرمایا ہے۔

قطعہ در صنعت توشیح کہ نام مبارک منشی شرف الدین حسین خاں کہ ہر مصرعہ کے اوّل حرف کو جمع کرنے سے نام ہویدا ہوتا ہے۔

میان خلق ترا نام نیک اشتہر ہے
نگینہ وار بالواح دل منقر ہے

شرف جو اہل ریاست کو آج حاصل ہے
یہ تیرے نام کا بیشک شرف مقرر ہے

شمیم خلق سے تیرے زمانہ ہے نامور
ریاض حسن و شمائل کا تو گل تر ہے

فضائی باغ ریاست ہے تجھ سے رشک بہار
اثر یہ تیری نیکو طینتی کا اظہر ہے

لبیب و زیرک و ہشیار و عاقل و دانا
دیار دولت اقبال کا تو افسر ہے

یمین و یسار میں تیرے ہو حفظ خالق کل
نجوم سیر میں جب تک فلک کے اوپر ہے

حدیث خوبی اوصاف کی تیری اکثر
سنی ہے ہر جگہ ہر شخص کی زبان پر ہے

یہ کرو فر ریاست میں حق نے تجھ کو دیا
نگاہ خلق میں تیرا نہ کوئی ہمسر ہے

خدا کے بندوں سے نیکی سے تو پیش آیا
اسی کا لطف ترے حال پر سراسر ہے

نظر صنعت توشیح کر کہ ہو معلوم
اگر تو طالب ممدوح نام او دہ ہے

مناجات

ز فضل تو اُمید دارم چنان — کہ بخشی مرا اے خدائے جہان

تو غفار ہستی و پروردگار — منم عاصی و در سیہ شرمسار

کنم التجا کن دعایم قبول — بحق محمدؐ و آلِ رسول

بہ بخش از کرمہائے خود جرم من — ز تو دارم امید ای ذوالمنن

تو آگاہی از انچہ در دل مراست — بجود کے تو الم کنم کار رواست

ولے فضل تو دستگیری کند — رہائی ز بندہ اسیری کند

بدمدار خود جانمن را نواز — خدایا بر تو جانم و دل درگداز

ز ملکِ عدم این چنین کردۂ — باکرام بیحد تو پروردۂ

ادا کہ شود شکر این لطف ہا — کہ بر ما بودی تو اے کبریا

نباید ز حد جز خطا و گناہ — بحالِ من رو سیاہ کن نگاہ

نیاز و نعم پرورش کردۂ — باکرام بے حد تو پروردۂ

ہدایت مرا دہ ثابت قدم — شنودل تر شود عشق تو دمبدم

بحق عبادت خوانم بہر باب — کنی این دعائی مرا مستجاب

ز ہمین دارم امید اے کردگار — از آنا یت دا این محفوظ دار

— ✲ — ✲ —

حال مؤلف مع سبب تحریر کتاب

یہ احقر العباد عباد اللہ خواجہ عنایت اللہ بن خواجہ حشمت علی
کہ بزرگ اس خاندان کے بخطاب خواجگان معروف ہیں حسب الطلب
نواب زین العابدین شہر عظیم آباد عرف پٹنہ سے دار الفضیلت
کوڑا جہان آباد میں آئے اور محلہ صلواتی ٹولہ میں مسکن پذیر
ہوئے کچھ اراضی موضع پورن پور کے متصل کوڑا ہے نواب
ممدوح نے معافی میں دی جبکہ خواجہ رحمت اللہ اور عمودی
خواجہ عظمت اللہ نے قصد دکن کیا اور مفقود الخبر ہو گئے اور
بعد چندروز کے معافی بھی ضبط ہو گئی اس لئے بہ کشتش پیران طریقت
اور حاکمان باطنی کالپی کے بہ تقاضائی آب و خورش سکونت کالپی
اختیار کی اور بتوفیق لم یزلی ۱۳۰۵ھ ہجری میں کتاب مرآۃ الکاملین
لکھی اور ملاحظہ میں میاں افضل الدین احمد خلف الرشید اکبر اور
میاں تفضل حسین احمد خلفِ اصغر صاحبزادگان مولائی مرشدی
حافظ جی سید سلطان احمد عرف چھوٹے صاحب پیش کی پسند کیا اور
فرمایا کہ پیران طریقت کے حالات اور کاملین مع حاکمان ظاہری
و باطنی کالپی علیحدہ درج ہوں تو اب ہے اس جہت سے کل
حالات کاملین کالپی اور حاکمانِ ظاہری جو معلوم ہوئے تحریر کئے

اور نام اس کا آئینہ کالپی رکھا اور چار باب میں منقسم کیا
اول باب میں حالات پیران طریقت کالپی کہ جنکا سلسلہ
چورہ شریف ہے دوئم باب میں حالات دیگر کاملین
کہ جنکے مزارات وگنبد مشہور ہیں سوئم باب میں حالات عمارات
ظاہری و بنائی کالپی مع کوائف بعض مکانات چہارم باب میں
اذکار فوائد دین و دنیا مع چند نقول حالات صالحین جو اس
احقر کو ایسا علم نہیں ہے کہ مضمون آرائی کرے سہو اگر کوئی رقم
لالمین پادیں تو ناظرین تمکین بموجب اس شعر کے

شعر

بقدر وسع در اصلاح کوشند | اگر اصلاح منشور نند پیوسند

اور بدعائی خیر یاد فرمادین اللہ تعلیٰ بطفیل رسول مقبول
و جمیع پیران طریقت و کاملین زماں مجھ کو اور جمیع مسلمین کو اپنا ذوق
و شوق و اپنے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا فرماویں آمین ثم آمین

باب اول حالات پیران طریقت کہ جنکا سلسلہ چورہ شریف ہے ذکر زبدۃ العارفین خلافتہ الواصلین احمد خلق ابراہیم حلم یحییٰ مروت یوسف طلعت جعفر حال مسیح کمال کلیم کلام سلیمان مقام نتیجہ تجلیات الازل والا ابد

قطب الاولیا حضرت میر سید محمد ترمذی الکالپوی قدس سرہ۔

بیان نسب مبارک کا یہ ہے کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی دو زوجہ مطہرہ تھیں ایک فاطمہ بنت حسن کہ ان سے چھ لڑکے پیدا ہوئے بڑے حضرت امام محمد باقر اور چھوٹے حضرت حسین اصغر انکے پسر سید علی دستگیر انکے سید حسن خمس کہ نام شہر کا ہے۔ مابین عرب اور عجم کے واقع ہے اکثر اشراف مدینہ طیبہ کے اس شہر میں آباد ہوئے اور سید حسن خمس کے سید محمد مدنی عرف شاہ ناصر ترمذی ان کے سید حسن ثانی انکے سید حسین انکے سید علی کاکی وجہہ تسمیہ کاکی کی یہ ہے کہ اہل حجاز آپ نان تقسیم کرتے تھے ان کے بیٹے سید احمد تخت مثال رسول کہ مدفون لاہور میں ہیں اور وجہہ تسمیہ تخت مثال رسول یہ ہے کہ آپ ہر جمعہ کو نماز کے واسطے تخت پر سوار ہوکر ہوا پر مکہ معظمہ کو جاتے تھے آپ نے اپنے پسر خورد کو ترمذ میں چھوڑ کر لاہور میں تشریف لائے اور انتقال فرمایا اور ایک بزرگ نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس حصول زیارت کی کہ جمال پر انوار سے مشرف ہوں۔ ایسا ہوا کہ ایک شخص فرزندان

میرے سے کہ شبیہ میری ہے ہر نماز جمعہ کو تخت پر سوار ہو کر ہوا میں مکہ معظمہ کو آتا ہے اگر اس کو تو دیکھے گویا زیارت میری کی چنانچہ حسب ایما حضرت صلی اللہ وعلیہ وسلم کے اس طرح اس نے دیکھا اور سید احمد کے بیٹے سید محمد ان کے سید عمران کے سید ابوبکر ان کے سید حمزہ ان کے سید احمد زاہد کہ ترمذین ہیں کہ شہر **توران** سے ہے سکونت رکھتے تھے۔ سلطان سبتگین غزنوی نے طلب کر کے اپنی دختر سے نکاح کر دیا تھا تین پسر پیدا ہوئے اول سید حسن دوئم سید حامد اولیاء سوئم زاہد بعد سبتگین کے جب سلطان محمود تخت پر بیٹھا سید زاہد سے بالتفات نہ پیش آیا آپ مع فرزندان و چاکران در فیقان کے کہ دو ہزار آدمی تھے غزنوی سے لاہور میں آکر مزار متبرکہ حضرت سید احمد تخت پر کہ جد امجد تھے رات کو قیام کیا بشارت ہوئی کہ تمھارا مقام سوانہ کہ نواح لاہور میں ہے اور اس جگہ راجہ سرکش ہے وہ منع کریگا اور آمادہ جنگ ہوگا لیکن تمکو فتح ہوگی اور علامت اس مکان کی یہ ہے کہ نیزہ زمین میں مارنے سے خون آلودہ نکلے گا آپ بموجب بشارت کے وہاں آئے اور راجہ پر فتح پائی اسی جگہ قیام کیا فرزند اوسط آپ کے سید حامد معروف بہ اولیاء اور ان سے سید مجید الدین اور ان سے سید سیف الدین ان سے سید الہ بخش ا[illegible]

سے سید عماد الدین ان سے سید بہاؤ الدین ان سے سید ابو سعید
دانش مند والد ماجد حضرت سید میر قدس سرہٗ کے جو کہ آپکے
بھائیوں میں سے کہ ان کا منصب نقد قضا کا تھا اس سبب کونت
کالپی البد آخر شاہ جہاں بادشاہ دہلی اختیار کی نقل ہے کہ قبل پیدائش
آپ کے حضرت سید ابو سعید دانش مند کہ والد آپ کے تھے سفر دکن
کا کر کے مفقود الخبر ہو گئے شفقت مادری میں آپنے پرورش پائی
اور تربیت تعلیم شیخ محمد یونس سے کہ بڑے عالم اور بڑے محدث
تھے کوڑا سے کالپی آئے تھے پائی نزہت الارواح پڑھ کر آپ کی
والدہ کو کہ سوائے آپکے اور فرزند نہ تہا کمال محبت تھی اجازت
سے والدہ کی آپ پہلے قصبہ جاجمئو گئے وہاں سے دارالفضیلت
کوڑا جہان آباد میں آئے اور خدمت میں شیخ المشائخ حضرت
شیخ جمال اولیا قدس سرہٗ کے رہے اور طریقت چشتیہ
میں بیعت حاصل کی اور اجازت سلسلہ قادریہ و سہروردیہ
و مداریہ کی پائی اور کہتے ہیں کہ آپ کو ہر روز یہ خدمت تہی کہ
وضو کو پانی دیتے اور جب شیخ المشائخ حضرت شیخ جمال حضرت شیخ
جمال اولیا قدس سرہٗ مسجد سے مکان جاتے ہمراہ جاتے جب کہتے
واپس جاؤ چلے آتے اکثر ایسا اتفاق ہوا کہ وقت پہونچے مکان
کے شیخ نہ کہا کہ پہر جاؤ آپ دروازہ پر رات بھر کھڑے رہتے بلکہ غلبہ

نیند سے تہجد کے وقت جب شیخ کو کواڑ کھولتے گر پڑتے اور عرض
کرتے نیند آ گئی۔ شیخ فرماتے ہم کہنے کو بھول گئے۔ شیخ کی نظر شفقت
آپ پر بہت تھی ایک روز آپ وقت آخری کے شیخ نے سب
مریدوں کو گلگلہ عطا کئے آپ پیچھے سے آئے شیخ نے دونوں
ہاتھ میں گلگلہ لے کر آپ سے فرمایا لیو آپ نے دونوں ہاتھ
سے دامن جبّہ کے پہنے تھے شیخ نے کہا پونجی تھوڑی ہے اور تم نے
بڑا دامن پھیلایا دامن میں ڈال لئے اور فرمایا کہ اتنی پشتوں تک
تمہاری نسل میں کرامت بے مشقت رہے گی اب تم جاؤ تمہارا حقّہ
سید ابو العلا اکبر آبادی کے پاس ہے بعض کہتے
ہیں گلگلہ سات تھے بعض منقولہ ہے کہ نو تھے اور بعض کا بیان
ہے کہ گیارہ تھے چنانچہ اب تک وہ کرامت آپکے خاندان میں چلی
جاتی ہے اور رہتی ہیں۔ شیخ آپ کو بہت چاہتے تھے اور سید صاحب
کہتے تھے اور دستار فضیلت آپ کے سر میں روبرو شیخ بندھی
کئی ہزار روپیہ نذرانہ میں آیا وہ روپیہ شیخ آپکو بنا بر کرنے شادی
کے عطا کیا اور رہنگا شیخ کی۔ بیوی صاحبہ نے خوشنودی کا کیا اس میں
گلگلہ تقسیم ہوئے جب ہو بچے تقسیم ہو چکے تھے شیخ صاحب اندر گئے اور
ایک گلگلہ رحم کا دست مبارک سے بنا کر آپ کو دیا اور دعا کی چنانچہ آپ

باجازت کالپی میں آئے بعدہٗ جہت کتخدائی قصبہ جالندھر کا قصد کیا
اثناء راہ میں بملازمت حضرت امیر ابو العلائی احراری کی حاصل کرکے جالندھر
پہونچے بعد معاودت مستقر الخلافت اکبرآبادی میں پہونچکر اجازت
نقشبندیہ حضرت ابوالعلا سے حاصل کی برسوں خواجگان میں مشغول
رہے بعد دس برس کے پھر خدمت میں چار مہینے تک حضرت امیر ابوالعلائی
کے رہے اوائل اوقات شریف ادائے فریضہ اور نوافل اور بحث علم و
دین میں صرف کی اور آخر میں کثرت شوق اور غلبہ شوق حقیقی گوشہ
نشینی اختیار کی اس قدر آپکا جوش ہوا کہ وضو کے بعد جب آپ مسجد
کو جاتے اگر کوئی شخص نقش پایہ قدم رکھتا مست، بیخود ہوجاتا اور جبر
اس مرتبہ پر تھا کہ سید عالم فرزند آپکے کہ ہم صفات موصوف تھے
مرض میں مبتلا ہوئے کہ نوبت نفس شماری کی پہونچی اتفاقاً دن جمعہ
تھا آپ واسطے نماز کے مسجد مدرسہ کو چلے کسی نے کہا حال قطب عالم
کا دگرگوں ہے اثناء راہ سے مکان کو واپس آتے دیکھا کہ لخت جگر
عالم نزع میں ہیں فرمایا کہ ملک مقرب حاضر ہے گواہ رہو کہ فقیر
سید محمد تقدیر ایزد تعالےٰ سے راضی ہے اور پھر مسجد میں جاکر نماز
جمعہ ادا کی اور مکان پر قطب عالم نے انتقال کیا اور احتیاط آپ کا
اس درجہ پر تھا کہ غسل اور وضو اور پینے کا پانی اور دیگر ضروریات کو

سوائے پانی دریا کے اور استعمال نہیں کرتے تھے سفر میں آب غدیر اور
چاہوں کشت کا کفایت کرتے ہیں کہ روز رحلت لسبب بے حواسی
مردمان پانی کنویں سے لاکر چاہا کہ غسل دیں خود بخود ظرف پانی کا ٹوٹ
گیا اور پانی گر گیا متنبہ ہو کر دریا کے پانی سے غسل دیا نقل ہے کہ
آپ ہمیشہ دریائے جمن کا پانی استعمال کرتے ہیں اتفاقاً ایک دن
آپ دریا سے پانی لیکر چلے آتے تھے کہ سادات محمود پرہ نے ایک زندہ
آدمی کو کفن پہنا کر جنازہ آپ کی راہ میں رکھ دیا اور آپ سے کہا
کہ حضرت نماز پڑھ دیجئے آپ نے کہا کہ زندہ آدمی کی نماز نہیں ہے
انھوں نے اصرار کیا کہ زندہ نہیں ہے چنانچہ آپ نے نماز پڑھی کہتے
ہیں کہ جس وقت آپ نے اللہ اکبر کہا اسی وقت اس کی جان نکل
گئی وہ انتظار میں تھے کہ اب اٹھتا ہے نہ اٹھا آپ نے نماز ختم کر دی
جب لوگوں نے دیکھا وہ مردہ ہے تب آپ سے کہا آپ نے فرمایا جیسا
تم نے کیا ویسا پایا یہ نقل زبانی قائم خاں متوکل کے سنی کہ لکھی گئی اور
مشہور ہے اور قریب رحلت دن وصال کے مردمان نے بند آنکھیں
دیکھ کر گمان کیا اور کہا کہ بیہوشش ہیں چاہا کہ تہلیل سے یاد دلادیں۔
حضرت سید احمد خلف ارشد نے باآواز بلند کہا کہ حضرت اس وقت
میں لوگ یہ کہتے ہیں آنکھ کھول کر آپ نے فرمایا کہ ہو موجود الا اللہ

اور جان آفرین جان عزیز کو سونپا ولادت آپ کی دس سو چھ ۱۰۰۶ھ

کو ہوئی اور وصال چھبیس شعبان ۱۰۷۱ھ دس سو اکہتر ہے عمر شریف

پینسٹھ ۶۵ سال کی تھی اور مزار پر انوار آپ کا اندر گنبد مدرسہ منورہ

کے مقابل مسجد بائیس گز قطعی کنارہ حوض کے پورب میں واقع

ہے کہٹرہ چوبی جانب پچھم آپ کا اور جانب پورب صاحبزادے حضرت

حضرت سید احمد کا ہے اندر گنبد دونوں کہٹرے جالدار دونوں

زار بہت عمدہ بنے ہیں نہایت رونق ہے اور آپکی تصنیفات سے

رسالہ توحید و عمل معمول وغیرہ مشہور ہیں اور بعض رسالہ زبان

(؟)ل میں ہے اور آپ کی یہ شعر تصنیفات سے ہیں۔

جہان از عشق سر است بیخبر کردند = کہ گرچہ سر برود مستنم زسر زود

از حکمتم واوراق ستم در دیدم = کہ عز یاد توالی دیست جملہ بیکاری

مکان آپ کا مرزامنڈی شہر کالپی میں واقع

تھا اور مریدوں کی آپ کے تعداد نہیں غالباً ایک لاکھ ہوں خلفاء آپ

کے یہ ہیں۔ شیخ محمد افضل الہ آبادی کہ مشہور عام ہیں انتقال آپکا

ن جمعہ گیارہ ذالحجہ ۱۱۲۲ھ ہجری کو ہوا دوم عاشق محمد کہ بڑے صاحب

مقامات تھے۔ حاجی جنید کہ ایک قریہ میں اکبر آباد کے کہ اس

طرف دریائی جمن سے قیام تھے۔ چہارم شیخ عبدالحکیم موہانی رحمۃ اللہ علیہ

پنجم شیخ کمال رحمتہ اللہ علیہ کہ فاضل و کامل تھے ششم شیخ عبدالمومن اکبرآبادی ہفتم محمد وارث نظام آبادی ہشتم شیخ کمال کڑاکبھتی نہم حاجی ولی محمد دہم سید محمد مظفر رحمتہ اللہ علیہ یازدہم سید ضیاء اللہ بلگرامی قدس سرہٗ کہ جنکا یہ شعر ہے۔

کالپی مکہ بلگرام یمن ایک احمد و بن اویس قرن

اور آپ کے حیات میں نقارخانہ اور دالان اور مسجد تعمیر ہوئے اور باقی مکانات مدرسہ مقدسہ اور گنبد روضہ منورہ بعد انتقال کے آپ کے صاحبزادے بلند اقبال سید احمد قدس سرہٗ کے تعیر ہوئے تاریخ تعیر کا یہ مصرعہ ہے. ملک جاروب کش اینجا ہمیشہ اور آپ کتخدا دختر قاضی جالندھر سے تھے۔

ذکر قلب العرفا تاج الکملا منہاج الطالبین برہان الواصلین یگانہ بارگاہ رب احد سلطان الاولیا حضرت میر سید احمد قدس سرہٗ

آپ خلیفہ اور سجادہ نشین اپنے والد ماجد کے تھے تربیت تعلیم شیخ محمد افضل الہ آبادی کے پائی حیات میں اپنے والد کے کمال کو پہونچے چوبیس ۲۴ سال کی عمر میں بعہد عالمگیر بادشاہ قائم مقام اپنے

باپ کے ہوئے آپ کے جوشِ الہٰی کی یہ کیفیت تھی کہ جس کے اوپر آپ نظر ڈالتے مست و بیخود ہو جاتا وقت مراجعت **اجمیر شریف**
کے آپ کے والد ماجد نے کہ آپ ہمراہ تھے فرمایا تھا کہ خواجہ نے دستار سر پر سید احمد کے باندھا مجلس چشت کی کریں کہ بعد معاودت کے مجلس سرود کی اس لیے آپ ہر سال عرس قطب الاولیا کا کرتے اور گھڑے پانی کے دریا سے لاتے راہ راہ میں قوالان حقانی گاتے نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے نعرہ مارا جانور پانی پینے کو جاتے تھے آوازِ نعرہ سے بسمل صفت لوٹنے لگے یہ حال سنکر شیخ محمد افضل الہٰ آبادی نے لکھ بھیجا کہ اب آنا میرا قطب الاولیا میں آنا محال ہے کہ سر پر سوہن رکھنا اور نہ خلاف یاروں کے کر سکتا ہوں آپ نے بجواب تاکید شیخ کو بلایا جب وہ آئے تین روز تک آپ نے کھانا نہ کھایا بعد مبالغہ کے شیخ کی اجازت سے قوالان نے بعد نماز مغرب حقانی گایا کہتے ہیں یہ کیفیت ہوئی کہ ہر ایک مست و بیخود ہو گیا۔ اور شیخ کی یہ حالت تھی کہ تسبیح ہاتھ میں لے بیخودی سے کھڑے ہو گئے اور لفظ اللہ کہنے لگے اور رقت میں آئے اس وقت نے گوشہ اختیار کیا خلوت سے یہ آواز آئی ؎

ہر کہ بمیخانہ اقامت کند — از سفر ندامت کند
سید محمد بن این خفتہ گفت — نغمۂ مطرب ہمہ کاتب کند

توبہ ازیں شیوہ نخواہم کرد　　گو کہ ہمہ خلق ندامت کنند

نقل ہے عہد آپ میں چہار دیواری مدرسہ منورہ اور
دالان محاذی مسجد و مکان واقعہ مدرسہ تعمیر ہوئے اور ہموارا مکان مرزا
منڈی میں جانب اُتر رنگ محل کے جب بنا ایک شہتیر بہت چھوٹا تھا
آپ کے ارادہ سے ایسا بڑا ہوا کہ مکان میں ہو گیا خلفاء آپ کے ہیں شیخ
محامد جونپوری شاہ جالی سرونجی قاضی سید صفی صفی پوری
شیخ غیاث اللہ فلشوری بلگرامی قاضی احمد جونپوری برادر کلاں
شیخ محامد کے سید لطف اللہ معروف شاہ لڈھا بلگرامی پیر سید غلام علی
آزاد بلگرامی کے آپ کتخدا دختر قاضی جالندھر سے ہوئے انتقال آپکا
۱۹ صفر روز شنبہ دس سو چوراسی ۱۰۸۴ھ کو بعہد عالمگیر بادشاہ ہوا
عمر چھتیس ۳۶ سال خلافت بارہ ۱۲ سال رہی ۔

قطعہ تاریخ وفات

سید پاک نسب حامی دین　　آنکہ بود اہل صفا را ناموس
سال نقلش زجہاں گفت سُتا　　سید احمد زجہاں ۱۰۸۴ھ رفتہ فسوس

ذکر شہسوار مضمار علم و یقین شہنشاہ اقلیم
ملت و دین حقایق و معارف آگاہ سید

شاہ محمد فضل اللہ معروف شاہ قدس سرہٗ

آپ خلیفہ و سجادہ نشین و خلف ارشاد سلطان اولیا سید احمد کے ہیں آپ کے خوارق بہت مشہور ہیں اور ذوق و شوق الہی و تواضع و انکسار و حسن و خلق و جمیع خصائل رضیہ شمائل مرضیہ میں بے مثل تھے آپکے وصف میں شیخ محمد افضل الہ آبادی نے کہا ہے ؎

عمان فضل سید فضل اللہ آنکہ ہست :: برشان فقر پس از عمل و علم دو گواہ
سیاح بحر صبر و توکل و امتثال :: سیاح بر و بحر و قناعت بد انتباہ
پیوستہ خاطرش ز عبادت بہ نصیب :: دایم نہان باطنش از حق خواہ شاہ

نقل ہے ایک مرتبہ قحط آپکے عہد میں پڑا تھا بہت لوگ تنگ ہوئے اور آپ نے رات دن میں کہ سد رمق کو کافی ہو نہیں کھایا اور حتی المقدور محتاجوں کو بہت کچھ خیرات کیا کہ قحط جلدی دفع ہو گیا اور آپ کو یاد الہی میں ایسا جوش تھا کہ اکثر خدام وقت نماز سے اطلاع دیتے اور تصنیف آپ کی ہدایت الطالبین اور مکاتیب وغیرہ ہیں آپ بعہد عالمگیر بادشاہ تھے آپ کی معاش کو موضع ہر دوئی دکنو انکبیہڑہ و شرکت میں برسم برادران معافی میں تھا ولیکنیم روپیہ نقد روزانہ پرگنہ جلالپور سے اور انگا بیگ اراضی مواضعات بخش پور رودہ وغیرہ سے بلا شرکت مقرر تھی خلیفہ آپ کے یہ ہمیں سید برکت اللہ
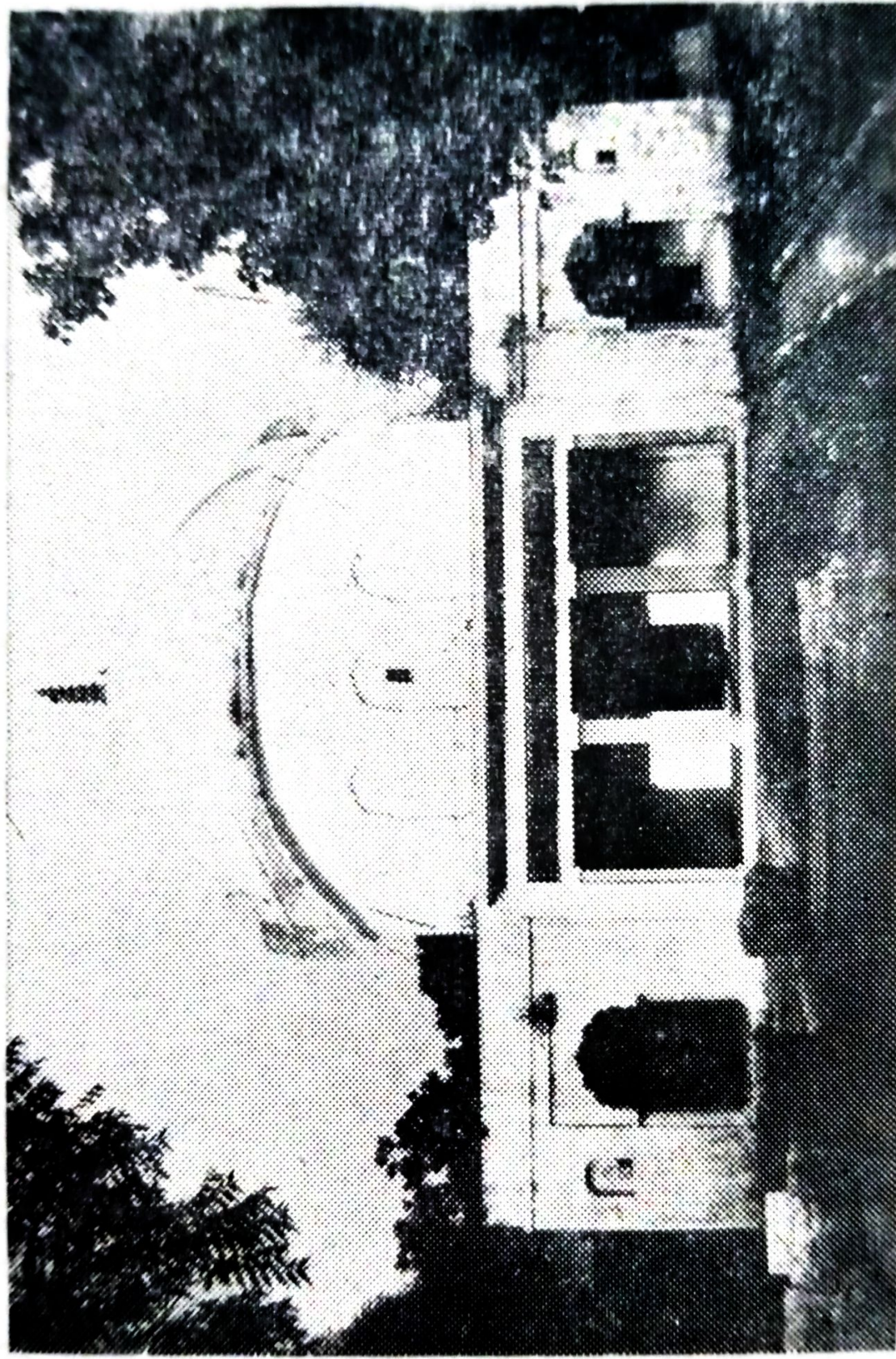
آستانہ شاہ فضل اللہؒ و میر سید مسعود صاحب (کالپی شریف)
(فوٹو و بلاک منجانب کمیٹی خانقاہ شریف)

بلگرامی معروف صاحب برکات آپکی اجازت مارہرہ میں قیام کیا
تاہنوز خطہ مذکور میں نزول فیض برکات ہے اور اولاد ان کی اکثر
بزرگ مثل شاہ آلِ احمد عرف اچھے صاحب کہ صاحب کشف
وکرامات ہوئے مشہور ہیں۔ دوئم شاہ حمزہ بسبب عبادت وریاضت
کے نہایت صاحب نسبت تھے حسب اجازت آپ کے کوچ میں اقامت
اختیار کی مثل اصحاب صفہ کے مجرد تھے تکیہ آپکے نام کا کوچ میں مشہور
ہے اور آپ کو دختر قاضی دوست محمد جالندھر کی کتخدائی تھی اور
آپ کے چار پسر تھے اول سید ابوسعید معروف سلطان صاحب دوئم
سید محمد یوسف سوئم محمد اشرف چہارم سید محمد اصف ولادت دس سو
ساٹھ ۱۰۶۰ھ ہجری میں اور انتقال چودہ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ کو ہوا مزار ایکبارہ
دری میں متصل دیوار شرقی مدرسہ منورہ کے واقع ہے جانب مغرب
آپکا اور پورب کی طرف پہلو میں برابر حضرت سید سلطان مسعود برادر
کلاں آپکا مزار واقع ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

چو شد زجہاں سید شہ فضل اللہ	خلق زغم فراق او گفت ای واہ
تاریخ وفات او ز سر گفت از سوز	فردوس بریں مقام او شد ناگاہ

ذکر حضرت سلطان مقصود فرزند دوئم سلطان اولیا

آپ بہمہ صفات بزرگان کے موصوف تھے بعد حضرت شاہ فضل اللہ قال
اپنے کے سجادہ نشین خلافت ہوئے نہایت ذوق و شوق الہٰی کا تھا اور
ہزاروں آدمی آپ سے فیضیاب ہوئے نقل ہے آپ سے چند سوار نواب
محمد خان بنگش کے بسبب عقیدہ وہابیت بد اعتقاد تھے اور بطور
طعن کے باتیں کرتے آپکو معلوم ہو گیا بروز عرس قطب الاولیا کہ قوالان
حقانی گانے اور مریدان گاگریں سر پر دھرے لے جاتے تھے اور وہ سوار
ان بدعقیدہ راستہ سڑک پر اتفاق سے موجود تھے آپ نے ایک نعرہ
اللہ اکبر مارا کہ اسی وقت سب بیخود ہو گئے اور سواران کی یہ کیفیت
ہو گئی کہ لبسمل صفت لوٹنے لگے اور مست ہو گئے بعدہٗ آپ سے سب
سواران نے پشیمانی ہو کر قصور معاف کرایا اور دست بیع ہوئے اور
خوارق اور کرامتیں آپ کی دیکھ کر نواب محمد خاں بنگش بھی مرید ہوا
آپکی دعا سے منصب ہفت ہزاری پر پہونچا سب طرح سے آپ کی
دعا سے منصب ہفت ہزاری پر پہونچا سب طرح سے آپ کی خدمت
کرتا تھا۔ یہاں تک کہ گیارہ موضع اپنی جاگیر سے علاوہ نقدی کے کہ بند
کرتا تھا لگا دے اور سند اس کی پیشگاہ محمد شاہ بادشاہ سے حاصل کر کے
آپ کے پاس بھیج دی جب ضعف سلطنت محمد شاہ میں ہوا اور بوندیلوں
نے یورش کی عمل بنگش نہ رہا اور بوندیلوں سے اکثر دن نے تکلیف پائی
متفرق ہو گئے۔

اسوقت آپ نے بھی قصبہ ملکپور امرودھا محلہ سید واڑہ
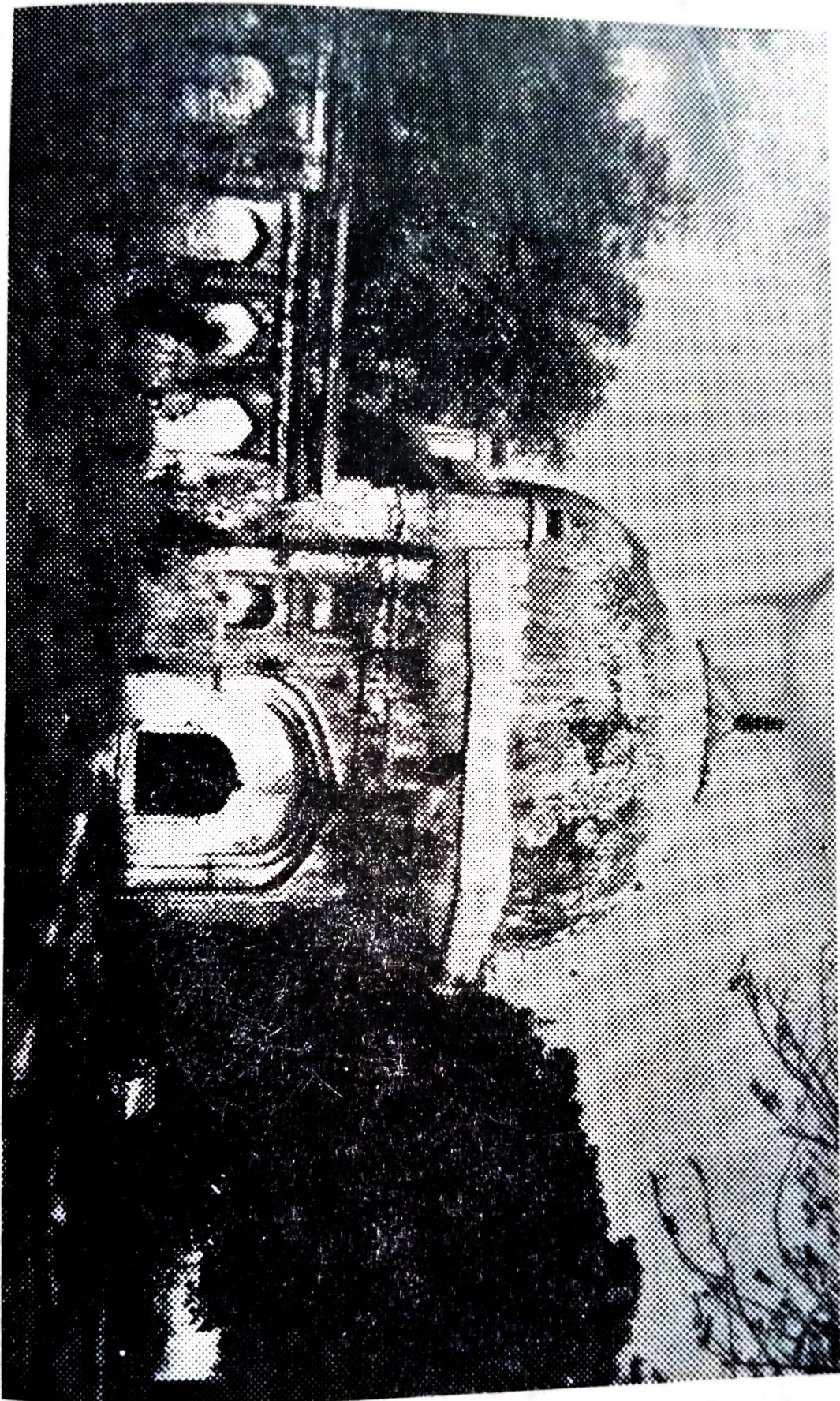
آستانہ سید سلطان مقصود صاحب و آستانہ سید میر اعظم صاحب (کالپی شریف)

میں ایک مکان کی بنیاد ڈالی اور **کالپی** محلہ مرزامنڈی
میں پیچھے مسجد کے ایک مکان تعمیر کرایا جس وقت کوئی فساد
کالپی ہوتا آپ قصبہ مذکور میں تشریف لیجاتے اور جب
قصبہ میں کوئی ایسا واقعہ ہوتا آپ کالپی آتے ارادہ
قیام موضع **رسول پور** کا کہ اس وقت میں بہت
آباد تھا رکھتے ایک مسجد و کنواں بنوایا تھا آخر عمر میں
علی پور چھوڑہ کہ سوانی میں تھا خانقاہ اور
مسجد اور مکانات پختہ تیار کرائے اور ارشادالطالبین
واسطے خلف ارشد **سید احمد سعید** کے آپ
نے تالیف کی اور آپ دختر قاضی محمد حسین بن قاضی معصوم
اوسط سے کتخدا تھے ایک دختر دو پسر ایک سید احمد
سعید دوئم سید قطب عالم اور انتقال آپ کا نہم[۱۵] ذی‌ الحجہ
جمادی الاخر ۱۱۴۷ھ گیارہ سو سیتالیس ہجری میں واقع
ہوا اور قطعہ تاریخ وفات آپ کا سید غلام علی آزاد بلگرامی
نے لکھا ہے ــ

قطعہ

فردوس سلطان ابوسعید قطب دوراں ÷ شد منزلش آن سید اکمل فردوس
دریاب کہ از آیۂ قرآن مجید ÷ تاریخ نوشتم بر ثون الفردوس

مزار آپ کا دروازہ گنبد قطب الاولیا جانب مغرب واقع ہے۔

ذکر حضرت سید محمد یوسف فرزند حضرت شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ۔

آپ جامع کمالات صوری اور معنوی کے تھے بموجب بیت

مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست ٭ کر بخدمت سلطان بند و صوفی باش

آپ نے اوائل میں نوکری اختیار کی اور حضور بادشاہ خطاب بہادری اور خان کا ہوا نقل ہے کہ ایک ملازم ممتاز شاہی ہندو کی عورت جن نے نہایت تنگ کیا اور جو شخص اس دفع کو جاتا اس کا سر پکڑ کو تیر سقف اٹھا کر داب دیتا وہ مرجاتا اس واقع سے کوئی پاس نہ جاتا تھا یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی چونکہ بادشاہ آپکے حال سے واقف تھا آپکو بلا کر کہا اس کی دفع کی تدبیر کرئے جب آپ اس کے پاس پہونچے جن نے سلام علیک کیا اور کہا آپ عمل کرئیے میں نہ چھوڑونگا کہتے ہیں کہ آپ عمل کرتے تھے اور وہ پتھر دیوار میں مارتا تھا یہاں تک کہ دیوار خالی ہوکر قریب گرنے کے ہوگئی کہ آپ نے عمل پورا کرکے حضور میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رجوع کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایما ہوا کہ اس جن کو باندھ لیو جن نے جو یہ معاملہ دیکھا فوراً بھاگا عورت کو صحت ہوگئی اسی وقت عورت نے اسلام قبول کیا اور آپ کی خدمت میں رہا یہاں تک

کہ آپ نے اس سے عقد کر لیا اور نوکری ترک کرکے خلوت اختیار کی مزار آپ کا دروازہ دالان جنوبی گنبد شاہ فضل اللہ کے واقع ہے۔

ذکر سید محمد اشرف پسر سوئم حضرت شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ

آپ نہایت صاحب ذوق و شوق مرید آپکے اکثر مجذوب ہوتے ان میں سے ایک عزیب شاہ مجذوب کے تکیہ ان کا شہر **فرخ آباد** میں ہے ان کی کنیت ہے ساکنان شہر بہ شہر واقع ہیں دوسرے رحمت شاہ مجذوب کے تکیہ ان کا **کالپی** میں مشہور ہے اور ساکنان شہر کو انکی مجذوبیت کا حال معلوم ہے تیسرے نور شاہ مجذوب کہ قبر ان کی عقب پوربیہ کھنہ سمت مشرق واقع ہے اور آپ ہی جالندھر میں کتخدا تھے **نقل** ہے آپ فرخ آباد گئے اور نواب فرخ آباد نے ذریعہ سید ابو سعید برادر کلاں آپ کا حسن و خلق اور شجاعت سے بہتر کر التماس کی کہ آپ یہاں رہیں پذیرائی کیا آپ **لکھنؤ** آئے والئی لکھنؤ نے آپ کی خوارق کرامات دیکھکر موضع راجی پرگنہ **مالوہ** سے آپ کی خدمت میں متحاف کیا لکھنؤ سے آپ **غازی پور** تشریف لے گئے وہاں مسلمانان و حاکم شہر بسبب نہ برسنے پانی نماز استسقا کو شہر سے نکلے کہ آپ بھی اسی وقت ہی پہونچے اور دو رکعت نماز پڑھا

ایک بدعقیدہ نے بطور طعنہ کہا کے پیرزادہ کالپی نماز میں شریک شامل ہوئے ہیں ان کی دعا سے پانی برسے گا یہ بات کو ناگوار گذر معلوم ہوئی باہر شہر کے ایک مسجد میں برہنہ سر دو زانو آفتابہ میں بیٹھکر اعداد بسم اللہ کے پرچوں میں لکھکر گھڑے میں ڈالے جب گھڑا پرچوں سے بھر گیا اس قدر پانی برسا کہ گھڑا حرکت میں آیا فرمایا جب تک عمارت شہر کی نہ گرے گی عمل سے نہ اٹھوں گا یہ خبر حاکم شہر کو ہوئی آیا پیروں پر گرا اور بہت سماجت کرکے اپنے مکان پر لایا آپ راضی ہوئے اور وہیں قیام فرمایا مزار آپکا مدرسہ کالپی میں پشت مزار سلطان مقصود مقابل سید احمد سعید کے واقع ہے۔

ذکر سید محمد آصف فرزند چہارم حضرت شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ۔

آپ بھی کتخدا جالندھر میں ہوئے مزار آپکا عقب دالان مسجد مدرسہ واقع ہے۔

ذکر سید فخر الدین احمد خلف حضرت سید سلطان مسعود قدس سرہٗ۔

آپ صاحب ذوق شوق تھے آپ سے بھی عجیب و غریب

کراماتیں ظہور میں آئیں اور گرد نواح سے اکثر آدمیوں نے آپ سے بیعت کی روضہ آپ کا قصبہ **سکندرہ** ضلع **کان پور** میں ہے نقل ہے کہ رئیس و امیر قصبہ سکندرہ سے سخت بیمار ہوا اور علاج سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا یہاں تک کہ حالت نزع کی پہونچی تب ایک شخص نے قربیوں اپنے سے آپ کے مزار پر رجوع کی کہتے ہیں کہ اس کو خوبی صحت ہو گئی بعد صحت اس رئیس نے چاہا کہ روضہ مزار آپکا درست کروا دے بشارت ہوئی کہ ہمکو سایہ آسماں کا کافی ہے۔

ذکر حضرت احمد سعید خلف اکبر سعید سلطان ابو سعید قدس سرہٗ۔

بعد انتقال اپنے والد ماجد مسند آرا سر پر خلافت ہوئے اور جیسا کہ چاہیئے آپ میں سب وصف بقول اس کے دست باکار دل بایار یعنی مریدوں اور طالبان کو تعلیم بھی فرماتے اور حصول دولت باطنی اور ریاضت قلبی سے غافل نہ تھے مکانات **علی پور** **رچورہ** آپکے اہتمام سے تحریر ہوئے اور آپ کی معصوم شادی دختر قاضی شرف الدین بن قاضی محمد حسین بن قاضی محمد معصوم اوسط جالندھر سے ہوئی وفات آپکی پانچویں ذیقعدہ گیارہ سو ستر ۱۱۷۰ھ عہد عالمگیر ثانی میں ہوئی مزار آپکا مدرسہ میں بائیں بر مزار سید محمد اشرف کے زیر پائے مزار

والد اپنے کے واقع ہے تاریخ وفات کا قطعہ یہ ہے ؎

کرد سفر سید احمد سعید | گشت جہاں تیرہ بچشم انام
پیر رسا از سر تلطف بگفت | یافت بفردوس مقام قیام

ذکر حضرت سید حسین علی خلف سید احمد سعید قدس سرہٗ۔

آپ کا حسن خلق اور جود سخا اور مروت و وفا اور فقر ریاضت مشہور ہے آپ کی شادی دختر قاضی نجیب الدین سے دختر قضا کالپی پر مامور تھے اور رنگ محل و دیوان خانہ قاضی موصوف کے بزرگوں نے بنوایا ہے سوائے ایک لڑکی کے کوئی نہ تھا دیوانخانہ جہیز میں دختر کو دیا جب وہ مرے کل ملکیت دختر کے قبضہ میں آئی اور آپ کے تحت تصرف میں ہوئی میر فقیرے اور میر گھسیٹے نے تغلباً و تصرفاً اس املاک پر قبضہ کر لیا آپ سامان امراء رکھتے تھے انکا بیان ہے دل میں یہی کہتا کہ سید حسین علی بالباس امرا رہتے ہیں فقیری سے کیا تھا نسبت ہے چنانچہ ایک دن بخیال اسکے کہ آپ کے باغ میں رات کو کوئی نہیں رہتا میں جا کر پھل باغ کے توڑ کر آپ کی خدمت میں پیش کروں جس سے باغبان پر تاکید ہو کہ باغ میں رہا کرے رات کو باغ میں علی پور

چورہ لے گیا جو ہر قسم کے میوہ دار درخت سے جس درخت کی طرف
جاتا ہوں کہ ایک محافظ سفید پوش موجود ہے لبنور میں نے دیکھا اور پہچانا
کہ آپ سید حسین علی موجود ہیں لوٹ آیا اور یہ معاملہ دیکھکر میرے بدن
پر لرزہ پڑا اور اپنے خیال باطل سے میں بہت نادم اور پشیماں ہوا
صبح کو جب آپ کے پاس طالبان مریدان گئے میں بھی حضور میں گیا مجھکو
دیکھکر آپ نے فرمایا کہ جب فقیر باغ دنیا سے غافل نہیں ہے تو باغ دیر
سے کب غافل ہوگا اس بات سے میں بہت شرمندہ ہوا اور اپنے خیال باطل
سے تقصور معاف کرایا اور آپ سے بیعت حاصل کی دیوانخانہ تو علی
پور چورہ میں بنوایا آپ کا ہے عمر آپکی ترپن ۵۳ سال انتقال چوبیس ۲۴
رمضان شریف گیارہ سو ننانوے ۱۱۹۹ھ ہجری کو ہوا اور مزار مدرسہ
کا ہی مشہور ہے - قطعہ تاریخ وفات یہ ہے۔

چو سید حسین باعلے رفت	در خلد بریں بقصر نایق
تاریخ وفات او رسا گفت	در مدرسہ دفن شد محقق

ذکر حضرت ابوسعید عرف شاہ خیر العلی خلف سید حسین علی قدس اللہ سرہما

آپکے والد ماجد نے کہ عمر آپ کی سولہ ۱۶ سال تھی خلافت عطا کی

بعد انتقال اپنے والد کے آپ نے تحصیل و تکمیل بخوبی حاصل کی کہ مقامات فقر و فنا میں پہونچے اور جس جگہ آپ کا مزار ہے اس جگہ غلہ انبار کرکے مسکینوں کو تقسیم کرتے اور ایک ساعت میں مقام بالا دیکھتے نقل ہے کہ آپ نے اپنا مقام جانب بائیں عرش دیکھ کر نہایت اضطراب کیا یہاں تک کہ رات و دن آہ و زاری میں گزارتے اور جناب الٰہی میں نالہ کرتے کہ ملکا بادشاہ تو نیک جانتا ہے کہ بائیں عرش کے دوزخ ہے اور میں دوزخ سے ڈرتا ہوں اسی کیفیت میں جناب الٰہی سے ایما ہوا کہ جو مقام تو نے دیکھا وہ نسبت تیرے بائیں عرش کے ہے اور نسبت میرے دائیں عرش کے مت اضطراب کر اس مژدہ سے اضطراب جاتا رہا شکر خدا بجا لائے اور ایک مرتبہ آپ نے شب قدر کو دیکھ کر فرزند چہارم حضرت سید سلطان احمد و چودہری دراب علی اور مخصان و معتقدان سے تھے۔ دکھلا کر دعا حصول مقاصد کی زبانی قبل انتقال تین سال کے باوجود کثرت علائق سب سے قطع تعلق کرکے علی پور چھوڑ کے مدرسہ منورہ تلاوت قرآن میں مصروف رہے۔ یہاں تک تلاوت قرآن کی کہ نصف حفظ ہو گیا آپ فرماتے کہ انشاء اللہ و تعالیٰ نصف قبر میں حفظ کروں گا اور باوجود مسافت قرب کے عزیزان نے بہت اصرار کیا مگر چھوڑ کے ہو کے نہ گئے اکثر مزار پر حضرت قطب الاولیاء کے نماز فجر سے اشراق تک رہتے ایک دن حسب معمول روضہ میں تھے اتفاقاً باہر آئے اور کہاروں کو بلایا خدام

سے فرمایا کہ شریک ہونا محفلِ میلاد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم میں ضرور ہے چنانچہ مکان پر گئے سات دن تک نحیف
رہے آٹھویں دن سات ربیع الثانی کو بعد برخاست محفل میلاد بدن
مبارک پر تپ محسوس ہوئی اور نوبت اور ہوئی کہ بائیس ۲۲ ربیع الثانی
بارہ سو سینتالیس ۱۲۴۷ھ ہجری کو انتقال ہوا مزار مدرسہ منورہ میں مشہور
ہے نقل ہے کہ مولانا اسمٰعیل کالپی میں آئے اور جیساں اس کے کہ
ہم چل کر آپ سے کچھ گفتگو کریں اور آپ کے ہمراہ اور بہت سے آدمی
تھے اور اکثر آپ بعد مغرب نفل دوگانہ نہ پڑھتے تھے کہ مغرب کے وقت
پہونچے اور نماز میں شامل ہوئے یہ کیفیت مولانا کی ہوئی کہ جب تک
آپ نماز پڑھتے رہے مولانا بھی نفلیں پڑھتے رہے چنانچہ بعد نماز کے مولانا
سے بعضوں نے کہا کہ آپ بعد نماز مغرب کے اکثر نفل تک نہ پڑھتے تھے
آج خلاف معمول آپ نے بہت نفلیں پڑھیں مولانا نے فرمایا یہ کشش
اور تصرف شیخ کا ہے اگر رات بھر وہ پڑھتے میں بھی پڑھا کرتا خلفہ آپ
کے یہ ہیں سید سلطان عالم صاحب عالم مارہروی معروف بسرکار
خورد ہیں کہ بوقت انتقال والد آپ کے کم سن تھے۔ آپ سے بیعت
کی اور حافظ علی رضا ابن شاہ نوندی ابن شاہ برکات مارہروی
اس ارادہ سے کالپی آئے کہ اجازت عام حضرت سید حسین علی حاصل کریں
چنانچہ مارہرہ سے روانہ ہوئے قبل پہونچنے کالپی کے سید حسین علی
کا انتقال ہو گیا اس وقت عمر آپ کی سترہ سال کی تھی اور جانشین

اپنے والد کے یعنی ایک شخص کو اپنے خواب میں دیکھا کہ آپ کے والد نے ہاتھ اس کا پکڑ کے آپکے سپرد کیا یہ کیفیت خواب کی آپ سے مجھ نے بیان فرمائی جس وقت حافظ علی رضا پہونچے آپ نے جیسا کہ خواب دیکھا تھا پہچانا موافق پایا اجازت عام دی وہ فیضیاب ہوکر روانہ ہوئے اور مرزا حسن علی محدث رحمتہ اللہ علیہ نے اجازت نقشبندیہ ابوالعلائیہ آپ سے لی اور مرید آپکے بہت ہیں کہ ان کا حساب نہیں اور آپ کی اولاد سہ دختر پنج پسر اوّل پسر حضرت سید نور احمد دوم حضرت حاجی محدث و فقیہہ سید ظہور محمد سوم حضرت سید علی احمد چہارم حضرت حافظ عارف و حاجی و عالم سید شاہ سلطان احمد پنجم حضرت شاہ تراب علی۔

ذکر حضرت سید نور احمد قدس سرہٗ۔

آپ بڑے صاحب کشف و صاحب باطن تھے نقل ہے کہ ایک انگوٹھی گم ہوگئی بہت ڈھونڈھا نہ ملی آپ نے کشف سے دریافت کرکے فرمایا کہ اندھیارے میں محل کے کوٹھے میں پڑی ہے چنانچہ لاکر دے دی اور ایسے ہی رویت ہلال رمضان المبارک کے میں خلاف پڑا اور سبھوں نے دیکھا نظر نہ پڑا آپ گنبد میں قطب الاولیا کے تھے نکل آئے اور فرمایا کہ آج رویت ہلال ہے چنانچہ دیکھا اور سب کو دکھلایا اور ایک مرتبہ تکلیف حرارت کی تھی آپ نے سید ظہور محمد برادر خورد اپنے سے فرمایا کہ نواب

آستانہ حاجی مولانا سیّد شاہ ظہور محمد محدث (خانقاہ کابلی شریف)

ذوالفقار بہادر رئیس باندہ سے روپیہ روانہ کیا ہے عنقریب پہونچتا ہے چنانچہ تھوڑے عرصہ میں اول خط آیا بعدہ روپیہ آگیا خوارق آپ کے بہت بہت مشہور ہیں انتقال آپکا دسویں جمادی الآخر سنہ ۱۲۶۲ بارہ سو چونسٹھ ہجری میں ہوا اور مزار برابر مرقد والا والا ماجد خود کے واقع ہے۔

قطعہ تاریخ وفات سید نور احمد

جناب قطب اقطاب زمان را	شدہ از عمر حرف زندگی تنگ
زدن ہاتف ندامی سوز دادہ	مقیم روضۂ فردوس بیتک

ذکر سلسلۂ خاندان محمدی و نقادہ دودمان احمدی صاحب مقامات صدق و صفا و پاکیزہ نفس و بے ریا راضی برضا صابر بقضا برگزیدہ بارگاہ رب الاحد مولانا حاجی سید شاہ ظہور محمد قدس سرہ

آپ عالم باعمل اور محدث بے بدل و کامل تھے اور خوارق آپ کے بیشمار ہیں کہ حیطۂ تحریر سے باہر ہے اور سند حدیث کی بارہ سو اڑتالیس سنہ ۱۲۴۸ ہجری میں مولانا جمال الدین محمد حسین علی سے حاصل کی کہ دونوں سندیں موجود ہیں اور سفر حج میں بہت آدمی

آپ کے اقربات سے دست بیع ہوئے بعد حج کے آپ نے خلوت اختیار
کی اور آوازہ کمالیت آپ کا نہایت مشتہر ہوا کہ ہزاروں آدمی
آپ کے مرید ہوئے اور شریعت پر آپ کے مستقیم ہوئے کہ سرود
کو بالکل ترک کر دیا۔ **نقل** ہے آپ سید کاظم علی برادر زادہ اپ
کو اشغال جاریہ میں تاکید فرماتے کہ غافل نہ ہو چنانچہ کاظم علی شاہ
ایک دن بارغ سیر میں غافل ہو گئے اسی وقت آواز شل آواز آپ
کے سنا کہ تنبیہ فرماتے ہیں فی الفور ذکر قلبی جاری ہو گیا اور ایک دن
برگز **پیلانی** ضلع **باندہ** میں پاس تبارک حسین کے سید کاظم
علی شاہ محفل سرود معروف ہوئے اسی حالت میں ایک شبیہ بصورت
آپ کے دیوار سے پیدا ہوئی اور ندا دی کہ اے کاظم یہ کیا حرکت
خلاف شرع ہے حضار مجلس اس واقعہ سے نہایت متحیر ہوئے اور
سید کاظم علی شاہ عبرت ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ یہ نقل حضرت سید
سلطان احمد عرف چھوٹے صاحب کی ہے اور بہت مستند ہے اور
مشہور ہے اور انیس ۱۹ رجب بارہ سو پچپن ۱۲۵۵ سنہ ہجری کو نواب
امیر الملک بہادر ظفر جنگ مرض المدت کنیں گرفتار ہوئے کہ غرغرہ
طاری تھا اور امید حیات نہ تھی بیچینی نواب ممدوح سے امیر علی نائب
سرکار نے کو دوا اور تدبیروں سے مجبور ہوا تھا بحالت پریشانی
آپ کی خدمت میں رجوع کی چنانچہ آپ کی دعا سے صحت ہوئی
اور ایک دیوانے کو مردمان لسبب گالی دینے کے مارتے ہوئے آپکی

خانقاہ میں لائے اس وقت آپ مسجد میں تھے دیوانے دیکھ کر آپکو سلام کیا اور باتیں ہوش میں کرنے لگا اور کہا میں نے انکو گالیاں نہیں دی اس واقعہ سے زارث دس کے دیگر مردمان متعجب ہوئے آپ نے ایک تعویذ اسکو دیا سلام کرکے چلا گیا ایک ہندو اپنی عورت مجنونہ بغرض بانے صحت آپکے پاس لایا چنانچہ جنون اس کا جاتا رہا خاوند اس کا اپنے گھر لے گیا اور فرید آپکے بہت ہیں ان میں سے اول مریدا جلہ سے نواب انوار الدولہ سعید الملک خواجہ محمد سعد الدین خاں بہادر ریاست باؤنی ہیں دوئم فخر مریدان سید وزیر علی برادر خورد سید امیر علی نائب ریاست باؤنی سوئم محمد نسیم ولائتی کے بعد حصول بیعت سفر حج کو گئے چہارم عمدہ مریدوں سے مولوی اسد اللہ الہ آبادی پنجم احمد علی پارسا اور حافظ سید ضیار اللہ بلگرامی نے کہ تلمذ رشید حضرت قطب الاولیا رکے تھے پیشنگوئی آپ کی ولادت کی دو سو سال پہلے آپ کی ولادت کی ہے وہ یہ ہے

بیت

کلبی را کم از مدینہ مدان که **ظہور محمد** است دران

نقل ہے کہ آپکے مریدوں میں ایک شخص کہ عید انام تھا بہت فقر اور تنگدستی میں لوگوں کے نزدیک حقیر تھا اتفاق سے ایک سال قحط پڑا اور پانی برستا بالکل بند ہو گیا کنوٹا کہ لوگ نہایت حیران اور پریشان ہوئے موضع کہونظا پرگنہ پسہ جار

ضلع فتحپور کے مرد مان اسکو جانتے تھے کہ مرید آپکا ہے لوگوں نے رجوع کی اور پانی کے بارے میں کہا عیدا نے اسی وقت کہا کہ جب تک پانی نہ برسے گا میں نہ اٹھوں گا چنانچہ تین دن تک بے آب و دانہ بیٹھا رہا اور توسل حضرت کے دعا جناب باری سے مانگی نہایت پانی برسا کہ قحط رفع ہو گیا۔ انتقال آپ کا ۲۲ شعبان ۱۲۷۵ھ کو ہوا اور مزار چھوٹے گنبد میں اندر مدرسہ واقع ہے اور آپ کے عہد میں چاہ مدرسہ تیار ہوا ـــ

ذکر حضرت شاہ علی احمد خلف سوئم حضرت شاہ خیر العلی قدس سرہٗ

آپ کا ورع تقویٰ اور فقر و فنا مشہور ہے آپ ۱۲۵۰ سنہ بارہ سو پچاس ۱۲۵۰ھ ہجری کو واسطے سپاہی در رافع مقدمہ علی پور چورہ مع شیخ دراب علی کارندہ عظیم آباد کو گئے اور شیخ نے وہیں انتقال کیا مرقد پاک عظیم آباد میں باقر شاہ کے تکیہ میں واقع ہے شادی آپ کی دختر مولوی ماہ علی خیرآباد سے ہوئی ایک دختر و سہ پسر ہوئے فرزند اول ظہور حسن مجذوب مادرزاد اور فرزند اوسط سید ریاض مصطفیٰ حافظ و قاری و فاضل ۱۲۷۳ سنہ بارہ سو تہتر ہجری میں بعمر تین ۳ سال کے انتقال فرمایا اور فرزند سوئم سید محمد ہادی حافظ و عالم

ذکر قدوۃ الاوتاد خاندان عزنادہ دودمان فقر

آستانہ حاجی حافظ، مفتی علی رحمۃ و مسند شاہ سلطان احمد (جو ... شریف)
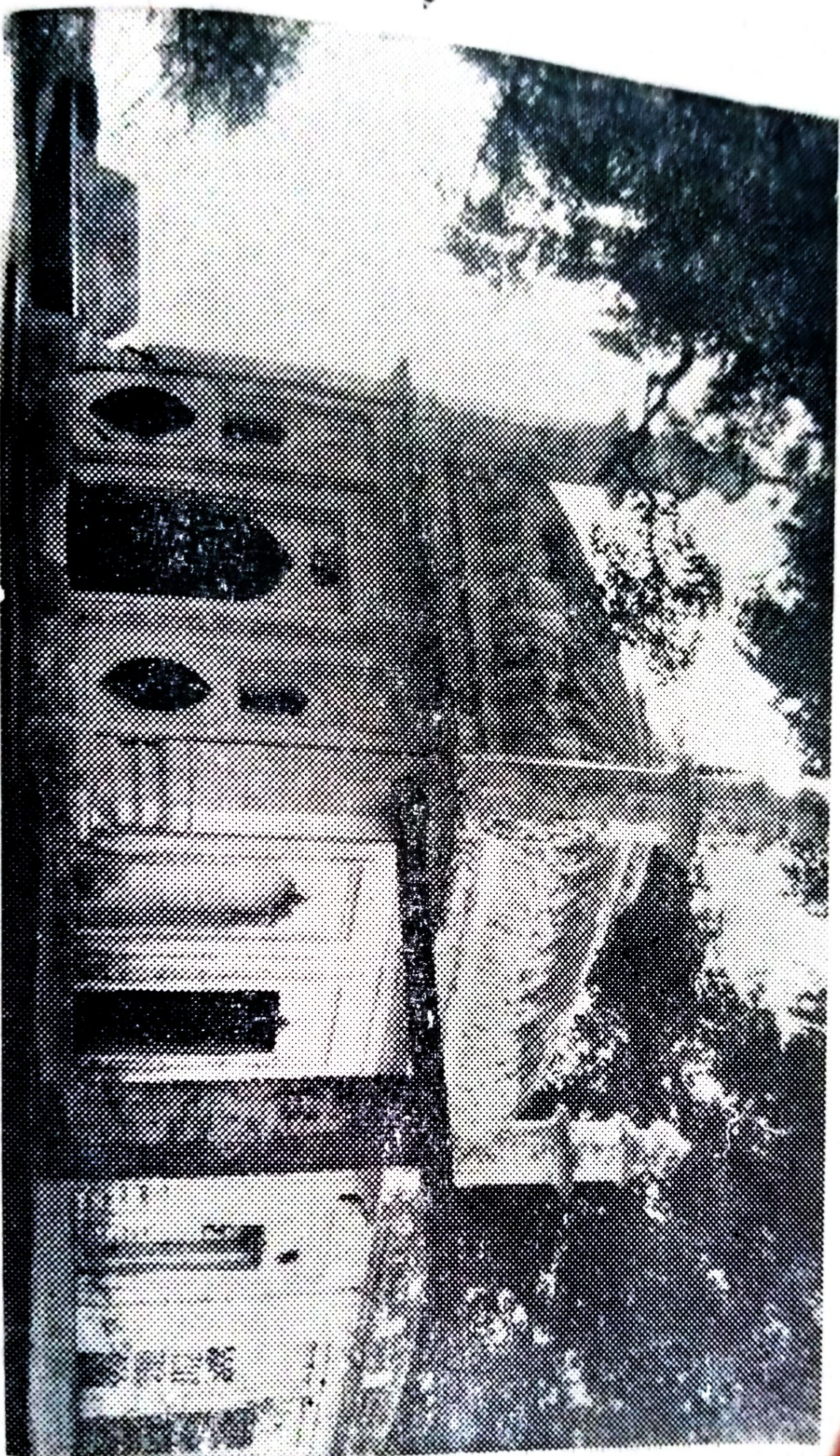
اکمل زمان وقطب دوران مقبول بارگاہ احد مولوی ومرشدی حضرت مولانا حافظ وحاجی سید سلطان احمد قدس سرہٗ احمد

آپ خلیفہ اپنے والد ماجد ابو سعید عرف شاہ خیر التعلیٰ کے ہیں
نام آپ کا سید سلطان احمد عرف چھوٹے صاحب ہے آپ ولی و عالم
باعمل اور قاری و حافظ قرآن اور حاجی تھے اور مقامات فقر و قناعت
تسلیم و رضا و صبر و توکل سے موصوف تھے اور آپ خلاصہ ارباب شریعت
و طریقت میں اور مقتدوہ اصحاب معرفت و حقیقت کے تھے عجز و انکسار
اس قدر اختیار میں رکھتے کہ سبقت سلام کی کوئی نہ کرتا ہنگام تقریر فقر
کے کیفیت گوہر شاہوار کی تھی اور وقت بیان فنا کے قلب آہنی موم
ہوتا تھا اور شان آپ سے یہ ظاہر تھا کہ حال و قال ختم اس خاندان
پر ہے اگرچہ حصہ حال برادر کلاں کا ہے اور قال حق آپکا ہے درمیان
دونوں صاحبان کے فرق تو اسقدر ہے کہ ایک فائق ہے تو دوسرا لائق
ہے وہ خیر ہے تو سعادت ہے وہ بحر جلالت ہے تو یہ کان نبالت دونوں
نور دیدہ دین اور ایمان کے ہیں اور جان و جگر یقین کے ناکتخدائی
آپ کی دختر سید پیر علی بخاری سے قنوج میں ہوئی اور آپ کے خوارق
و کرامات کا حال حیطہ تحریر سے باہر ہے گو آپکو ہر طرح سے نمائش نہ پسند تھی

مگر بے ساختہ خوارق آپ سے ظاہر ہو جاتے تھے نقل ہے بعہد طفلی آپ کے باغبان سے آپ کے والد ماجد نے تاکید کی کہ انار جو درخت میں عمدہ قسم ہے پکا ہے کوئی نہ توڑے اتفاق سے وہی انار آپ نے توڑ لیا باغبان نے جاکر عرض کردیا اسی وقت آپ کے والد نے بلاکر پوچھا آپ نے کہا میں نے انار نہیں توڑا بلکہ درخت میں دو انار لگے ہیں جاکر دیکھا تو لگے پائے اس وقت آپ کے والد نے فرمایا ابھی سے یہ حال ہے خبردار اب ایسا نہ کرنا کہ راز ظاہر ہو اسی وقت سے آپ کو ظاہری نمائش ناپسند تھی۔ **نقل** ہے کہ ایک دن مجھ احقر العباد سے ایک روز بزرگ نے کہا کہ ہم نے ترے شیخ کو دیکھا کچھ نہ پایا میں نے کہا کہ میرے سنگ چلو چنانچہ وہ اور میں مدرسہ میں حضور کی خدمت میں گئے دیکھا کہ آپ مسجد سے تکیہ لگائے منبر قطب الاولیا رکی طرف حالت استغرا میں بیٹھے ہوئے اشعار شوقیہ کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم دونوں نے قدم بوسی آپ کی کی آپ اسی کیفیت میں رہے دیکھا کہ چیونٹیاں تلے سے اوپر تک آپ کے چہرۂ مبارک پر آتی ہیں چاہا میں نے کہ دور کردوں اسی وقت آپ نے پہچانا اور فرمایا کہ کیا ہے عرض کیا کہ چیونٹی ہیں اس حال کو دیکھ کر ان بزرگ نے فرمایا کہ آپ دریا ہیں کہ جسکی تھاہ نہیں ہماری ایسی آنکھیں نہیں کہ ہم تھاہ پائیں۔ **نقل** ہے کہ مجھ سے مولانا مولوی استاذی **سید منظہر الحسن** موہانی کہ مرقد پاک بوضع کھونٹا پرگنہ **پچار**

ضلع فتحپور میں واقع ہے اور وہ مولد احقر ہے فرمایا کہ تو ربہ حضرت جورہ
سے ہونا چنانچہ یہ خاکسار جس وقت موضع قصبہ لالپور ضلع
کانپور میں پہونچا جناب الہیٰ سے یہ درخواست کی کہ خداوندمیری ایسی
آنکھیں نہیں ہیں کہ میں پہچانوں اگر پیر حضرت چھوٹے صاحب اچھے
ہیں اور آگے سے دو راہیں گئی ہیں گھوڑی سواری میرے آپ سے
چورہ کی راہ جاوے گی تو میں بیعت کرونگا ورنہ نہ کرونگا چنانچہ جب
میں اس راستے پر پہونچا تو گھوڑی اسی طرح سے جانب چورہ
بھاگی کہ میں گر پڑا ایک شخص نے مجھ سے پہچان نہ تھی گھوڑی پکڑ کر مجھ کو
دی میں چورہ شریف جاکر دست بیعت ہوا نقل ہے کہ حافظ
عبدالمجید ساکن مکوکہ میرے ایک احباب سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ
میں مسجد کدورہ میں بماہ صیام کو ستائیسویں شب کہ نیت ختم قرآن
کی تھی ایک رکعت میں چار پارہ قرآن شریف پڑھے اور بعد سلام
کے حضرت نے دست مبارک ران پر دو تین مرتبہ مارا اور فرمایا کہ بچ گیا
بچ گیا اس وقت آپ حالت استغراق میں تھے کسی کو مجال پوچھنے کی
نہ ہوئی آخر الامر موقع سے میں نے پوچھا کہ یا حضرت آپ نے جو فرمایا وہ
گیا تھا فرمایا کہ حافظ موسیٰ تھا وہ گر پڑا لیکن بچ گیا تھا فرمایا
کہ وہ تاریخ لیجئے لکھو رکھی جب حافظ موسیٰ حج سے آئے تب دلیا

ہی بیان کیا اور اسی تاریخ کو کہ جیسا آپ نے فرمایا اور میں نے لکھ
اور یہ بات مشہور ہے سب جانتے ہیں اور حافظ موسیٰ صاحب بھی
ابھی زندہ ہیں۔ **نقل** ہے کہ شاہ باقر علی صاحب کعبہ شریف
کو گئے اور جہاز طوفان میں آیا اس وقت نہایت پریشانی ہوئی
اور حضرت نے وقت چلنے کے کہدیا تھا کہ جس وقت کوئی آفت ہو
فقیر کو دور نہ جاننا یاد کرنا چنانچہ شاہ باقر علی صاحب نے اس وقت
میں خیال کیا تو دیکھا کہ حضرت نے نیچے جہاز کے کاندھا دیا جہاز
طوفان سے باہر آگیا کہتے ہیں کہ آپ کا کاندھا دینے سے کچھ نشانات
بطور خراش کے ظاہر ہو گئے تھے اس سبب سے حال خراش کا آپ
سے پوچھا جب آپ نے بیان فرمایا کہ اس تاریخ کو لوگوں نے دیکھ
لیا جبکہ شاہ باقر علی صاحب حج سے واپس آئے موافق حال پریشانی
اور کاندھا دینے آپکا بیان کیا **نقل** ہے ایک مرتبہ آپ نے
ارہر کو آگ میں کلہار کر بوادی اور لوگوں نے کہا یا حضرت یہ ارہر
نہ جمے گی آپ کے تصرف سے ایسی پیداواری ہوئی کہ کسی کی ارہر
ایسی نہ پیدا ہوئی بلکہ ہزاروں کھیت پالا سے گئے اور اس کھیت
کوئی گزند نہ پہونچا **نقل** یہ بہت مشہور رہے کہ اس واقع سے بہت
مردمان آپ کے دست بیع ہوئے وہ یہ ہے کہ بارہ دن تک آپ

حالتِ استغراق میں رہے نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا مگر برائے نام
ایک دن یا دو دن یہ حالت رہی کہ لوگوں نے سمجھا کہ آپ نہیں ہیں۔
چند حکماء نہایت متحیّر تھے کہ نبض کا پتہ نہ تھا بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہیں
اور بعض کہتے تھے کہ حرارت باقی ہے۔ آپ حیات میں ہیں۔ بارہ
دن تک یہی کیفیت رہی آخر الامر آپ اک بارگی اللہ اکبر کہکر اٹھ
بیٹھے سبھوں کو نہایت تعجب ہوا جب آپ نے فرمایا کہ میں نے خیال کیا
کہ حضرت والد ماجد نے جو خیال کیا تھا کہ میں بائیں عرش ہوں چنانچہ
میں نے پوچھا فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے علیین میں جگہ عنایت فرمائی
اس سبب سے میری یہ کیفیت رہی آپکی تصنیفات کے یہ اشعار جالسوز ہیں۔

غزل

تیر اگر نسبتے از عالم بالا شود پیدا
مذاق قطرہ از مینائے باردئی اشد پیدا

کسے گر سرمۂ ما زاغ زاد چشم نے البصر
طلوع آفتاب آئتہ الکبریٰ شود پیدا

چو یکساعت بباغ رحمت حق سیر فرمائی
نسیم خوش شمیم از جنت الماویٰ شود پیدا

برلئے گر بادج آسمان نیستی یکدم
جمال شاہد رعنائی او رادنی شود پیدا

اجل ان جہان نیما جمال یوسفی سلطان
کہ از جن دلبر آواز ما ہذا شود پیدا

غزل

کسیکہ عازم کوئی نگار من باشد
نثار نقدم او چشم زاد من باشد

زہے ادا است ہمیں آرزو فرین دلم
کہ جلوہ گاہ نگارم کنار من باشد

ہجر ماند دام روز بیدل نے جان
کجا است دل کہ دریں حال یار من باشد

اگر ز ہجر تو جانم رود ازیں عالم
ز داغ آہ منقش مزار من باشد

برادش بزن بیش تر قدم سلطان
کہ لب بہ مرگ ہمیں یادگار من باشد

غزل

[illegible] امکان است
لیکن [illegible] دھان است

[illegible] زغت ز وقت ہجرت
مرغ دل من تصیدہ خوان است

[illegible] آمد بوئے تو خوش رسیدہ من
از خم نکہت در استخوان است

[illegible] گل جنون رسیدہ
بلکہ بہ تنم کہ بولستان است

[illegible] زعشق سلطان
وابستہ عشق او جہان است

نقل ہے ۔ ایک سال کالپی میں نہایت کثرت سے وبا کا [illegible] دور تک رہی کہ ہزاروں آدمی میرے ہر شخص نے اپنے اپنے طور [illegible] بہت خیرات دہندہ سے کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا بڑا واویلا رہا آخر [illegible] لوگوں نے [illegible] روضہ شریف جا کر حضور میں بہت آرزو و منت [illegible] کی کہ الٰہی [illegible] اللہ تعالیٰ اس بیماری کو دفع کر دے آپ نے سن فرمایا

خداوند کریم اپنا فضل وکرم کرے جب کابل سے نکل کر مردمان زنانان اہل ہونے بعد ہو جا دیرہ کے ایک گاڑی میں دو بکرا لگا کر جانب چھورہ چھوڑ کر واپس آئے اور وہ گاڑی قریب چھورہ پہونچی اتفاق سے آپ رات حالت استغراق میں مکان سے نکل کر سڑک پر قریب باغ چھورہ شریف کے موجود تھے دیکھا کہ ایک عورت مہیب صورت گاڑی میں سوار اور دائیں بائیں دو مشعلیں روشن مثل بادصرصر چلی آتی ہیں اور نہایت سہمگیں ہے کہ اکثر لوگ جنھوں نے دیکھا چلے گئے آپ اسی حالت میں کھڑے رہے جس وقت قریب پہونچی آپ نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا کہ آپ کے نعرہ سے وہ عورت بھاگی اور مشعلیں پا بند ہو گئیں. اس وقت سے بیماری وبا دفع ہو گئی اور قائم خاں متوکل کہتے ہیں کہ وہ عورت مہیب صورت جنیہ تھی کہ جس کو اہل ہنود دیوی یا بھوانی کہتے ہیں **نقل** ہے کہ مکان میں آپ کے عزیزوں سے ایک عزیز بیمار ہوا اور ایک شخص بستی سے تھا اپنے مکان رہ بھی بہت بیمار تھا آپ تلاوت قرآن شریف کرتے تھے اثنا تا سر اٹھا کر تعلیم السلام کہا کہ ادھر آئی یا ادھر پر ادھر کہتے ہیں قرآن مجید جزدان میں بند کر دیا تھوڑی دیر کے بعد اس عزیز کا انتقال ہو گیا **نقل** ہے کہ ایام ہولی میں ایک دن آپ نے حافظ کلو سے فرمایا تم جا کر سڑک پر کھڑے ہو ایک پالکی مشعل جلتی آویگی آپ نے ہمراہ لے آؤ اور بعد جانے حافظ کلو

پیچھے سے آپ بھی چلے کہ پالکی آئی اور حافظ کلوؔ نے کہا میں لینے آیا ہوں جو کہ
پالکی میں مولانا **عبد الحق** تھے ان کو تعجب ہوا کہ کس طرح آپ کو معلوم
ہوا کہ آدمی بھیجا جا با کہ کچھ عذر کریں کہ آپ پر نظر پڑی اس وقت مکان
میں آئے تب آپ نے فرمایا مجھکو اگر نہ دیکھتے نہ آتے **نقل** ہے ایک دن
بیعت برحلت آپ کے مجھ خاکسار سے قاضی احمد حسن نے کہا کہ حضرت کی
طبیعت بہت بیمار ہے **چورہ** شریف سے میں کالپی بنا بر لینے ادویات
کے آیا ہوں. سننے [illegible] سے طبیعت کو نہایت تردد ہوا نوکری سے
بلا اجازت عزم کیا کہ چورہ جاؤں کہ گھاٹ دریائی **جمن** آمد و رفت
سے بند ہو گیا تھا جانے سے مجبور رہا لیکن رات کو نہایت اضطراب
مثل ماہی بے آب تڑپتا رہا کہ اسی خیال میں نیند آگئی کیا دیکھتا ہوں کہ
ایک طشت پیوس شیر مثل شیرینی مرضی سے بھرا ہوا حضرت کے روبرو
رکھا ہے آپ نے میاں فضل الدین احمد سے فرمایا کہ ایک ایک سب کو
تقسیم کردیا آخر کو حضرت نے فرمایا یہ جواب طشت میں موجود ہے سب
اس کو یعنی مجھکو دیدو کہ میں نے حسب ارشاد لیکر کھا لی لیا بعدہٗ
آنکھ کھل گئی [illegible] سے چورہ شریف کھا گا پانچ بجے گھاٹ سے عبور کرکے
چلا کہ قاضی احمد حسن نے کہ جو چورہ شریف [illegible] تھے کہا کہ وصال حضرت
کا [illegible] نہایت صدمہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے **نقل** ہے ایک مرتبہ ایام غدر
میں کہ کیسا تہلکہ پڑا تھا اور کوئی کسی کی نہ سنتا تھا نہایت لوٹ مار بھی.

جب فوج آئی چوره شریف سے سب بھاگ گئے لیکن عالم استغراق
میں آپ وہیں بیٹھے رہے کوئی حضرت سے کسی طرح پر مزاحم نہ ہوا بلکہ
کوئی شخص بہ نیت بد آپ کے مکان پر بھا نہیں گیا یہ مشہور ہے **نقل ہے**
کہ نواب مہندی حسن خاں والی ریاست **کدورہ** نے بعہد خود اپنے دونوں
برادران خورد کو کل اختیارات ریاست سپرد کئے اور آپ خود موضع
ایکورشہ میں سکن گزیں ہوئے دونوں بھائی ریاست پر متصرف اور
مالک سیاہ سفید تھے کہ کسی شخص نے آپ سے ان کے حالات بیان کئے تو فرمایا
جب تک فقیر زندہ ہے اس وقت تک چین کر لیں کیونکہ دونوں بھائی
حضرت سے معتقد تھے اور ہر طرح سے خدمت کرتے تھے چنانچہ ایسا ہی
ہوا کہ بعد وفات آپ کے کام ریاست ان سے نکل گیا اور نقدی ماہواری
مثل اور بھائیوں کے مقرر ہو گئی جو کہ احوال کمالات اور خرق عادات
آپ کے مشہور ہر خاص و عام ہیں اور کمالات صوری اور معنوی اظہر من
الشمس ہیں مجال خامہ نہیں کہ لکھے اور زبان کو تاب نہیں کہ بیان کرے
خوارق روز مرہ اگر آپ کے درج ہوں تو دفتر چاہئے اس لئے تبرکاً کچھ
ادر شمہ مذکور ہے۔ **نقل ہے** کہ ایک دن خود جزو حالت استغراق
میں یہ کیفیت ہوئی کہ حس و حرکت باقی نہ رہی معلوم ہوا کہ رشتہ حیات
منقطع ہوا **سید شاہ ظہور محمد** برادر حقیقی کہ آپ سے نہایت
محبت رکھتے تھے یہ خبر سنکر پریشان خاطر تشریف لائے دیکھا کہ فی

فی الحقیقت بے ہوش ہیں بہ ملاحظہ کشف باطنی آپ نے فرمایا کہ عمر
حضرت کی ابھی تمام نہیں ہوئی اور یہ وقت آخری نہیں ہے حالت
استغراق اور راز و نیاز کی ہے تجہیز و تکفین نہ کرنا چاہیے چنانچہ
اس طرح کئی دن گذرے اور مخالفت درباره دفن رہی آخر الامر
حالت مبدل ہوئے اور معاملات ظاہر ہوئے کہ ظاہر کرنا ان کا
مستحسن نہیں ہے کہ سر دلبران گفتہ اید در حدیث دیگران **نقل** ہے
اکثر حالت آپ کی استغراق میں رہتے تھے ایک دن حالت استغراق
میں اللہ اکبر کہہ کر دست مبارک دراز فرمایا اس طرح پر کہ کوئی
آنے والی کو روکے مردمان حاضر وقت نے پوچھا فرمایا کہ اس وقت
میں جہاز سید شاہ باقر علی کا تباہی میں بڑا تھا اس کو تباہی
سے باز رکھا چنانچہ تاریخ لکھ لی جب شاہ باقر علی آئے دلیا ہی
بیان کیا **نقل** کہ درخت انبہ اینچہ میں بسبب ناقص ہونے
زمین کے نہ ہوتے تھے آپ نے خود دست مبارک سے لگائے اور
وقت لگانے کے مردمان نے منع کیا کہ حضرت اس زمین میں درخت
انبہ نہیں ہوتے چنانچہ اثر پذیرا کیا برکت دست شریف سے درخت
انبہ ہو گئے کہ اب تک موجود ہیں اور پھل دیتے ہیں **نقل** ہے زبانی
دیوانجی زادے سید تفضل حسین احمد کو بابر نماز حضرت مسجد میں
تشریف لائے اور نظر سمت آسمان کرکے فرمایا کہ فرشتہ

واسطے قبض روح لپسر سید باقر علی کے نواسہ آپ کا ہوا کرتے ہیں
جلدی۔ یہاں سے چلنا چاہیے کیونکہ مردمان تلاش میں آدیں گے چنانچہ
فوراً باغ کو روانہ ہوئے اور گھر میں شور و غل ہوا مردمان پاس
پاس آپ کے آئے آپ اندر محل کے تشریف لائے وہ لڑکا فوت
ہوا تھا بعد دریافت معلوم ہوا کہ وہ طفل یکبارگی مرض مہلک میں
مبتلا ہو کر فوت ہو گیا نقل ہے کہ سید ارشاد حسین باغیچہ میں
حضرت کو قرآن سناتے تھے۔ بعد سنانے ایک منزل کے حضرت نے
فرمایا کہ خدا دانائے تر ہے خیال میرا اس راز مخفی کو نہیں ہو سکتا
اس جگہ پر قبر میری ہو گی چنانچہ انھوں نے حسب اجازت حضرت
کی آراضی ناپ کر نشان کر دیا اور بھی بعض اشخاصوں سے قبل
رحلت ایک دو سال کے آپ نے فرمایا کہ اس جگہ میری قبر ہو گی
جب پیمانہ حیات آپ کا لبریز ہوا باغیچہ میں سید ارشاد حسین سے فرمایا
کہ سرکار سے میری طلبی ہے بعد ایک ہفتہ کے جاؤں گا یہ مضمون ان
کی فہم میں نہ آیا کیونکہ طبیعت جناب کی بہت صحیح و تندرست تھی
بعد اس کہنے کے آپ مکان میں تشریف لائے اور یہی مضمون ظاہر
کیا بعدہٗ استراحت فرمائی جو بیدار ہوئے بخار تھا اور اسہال
کبدی جاری ہو گئی صاحبزادے ضرور برکت والا منزل معدن فیض و

کرامات مقبول بارگاہ احد حضرت سید فضل الدین احمد کہ الفت نہایت
رکھتے تھے بہت مضطرب و متفکر ہوئے کہ دوا دوش اور معالجہ انتہا کیا
اور کس طرح پر غذا اور ادویات میں فرد گذاشت نہ کی جسقدر تھا
صرف کیا اور بہت سی خیرات کی لیکن فائدہ نہوا آخر وقت پہونچا
سب کی محنت بے فائدہ ہوئی چنانچہ حسب فرمودہ آپ کے بعد ہفتہ
تاریخ بائیس ۲۲ شعبان ۱۲۸۹ھ بارہ سو نواسی ہجری کو وصال ہوا حسب
الایما معدن وصدق و صفا مولوی سید علی رضا کے قبر مدرسہ **کالپی**
میں تیار کرائی چاہا کہ نعش مبارک کو لیجلیں صاحبزادہ یعنی فضل الدین
احمد نے منع کیا اور بگواہی گواہان کہا کہ حضرت نے اس جگہ کو فرمایا ہے
اور نشان دیا ہے چنانچہ اسی جگہ میں آپ دفن ہوئے قطعہ تاریخ وفات
منشی بیدک شاعر ضرب المثل برگزیدہ کونین منشی کاظم حسین داماد منشی
نادر حسین نائب ریاست **باؤنی**۔

قطعہ۔ تاریخ وفات

جو کرد طبع مکدر زگرد این عالم = جناب حضرت سلطان ما و امرشد ما
سروش گفت زروی ادب چنین تاریخ = بہشت جای فنا برگزیدہ ملک ۱۲۸۹ھ لقا

دیگر قطعہ تاریخ وفات

جو سلطان احمد فقیہہ ازنیجا = بدار البقا ہائے افسوس رفتند
شنیدم از ہاتف غیب تاریخ = کہ سلطان احمد بفردوس رفتند

سید فضل الدین احمد خلف اکبر حضرت نے تعمیر گنبد مزار کرایا اور مسجد و حجرہ نا تمام رہا کہ اب فضل ایزدی مسجد و حجرہ قریب گنبد سید تفضل حسین احمد خلف اصغر حضرت بعہد نواب محمد حسین خاں بہادر رئیس کدورہ کے سنہ ۱۳۰۶ھ تیرہ سو چھ ہجری ہے بعمارت عمدہ تیار کرایا۔

ذکر اوقات شبانروزی حضرت

نماز اشراق سے فارغ ہوکر اپنی کاشت کے گیہوں پر اکثر تشریف لے جاتے جس وقت سے باغ تیار کرایا باغ میں بھی رونق افروز ہوتے اور اشعار مضامین و صوفیانہ زبان مبارک سے بطور راز و نیاز جاری رہتے قریب دو پہر مکان مبارک پر آتے و قیلولہ و وضو کرکے نماز ظہر سے عصر تک مسجد میں رہتے بعدہٗ گشت باغ کا فرماتے وقت مغرب مسجد میں آکر عشاء تک قیام رکھتے اور ہر ایک حالت استغراق کی طاری ہوتی کہ اشعار صوفیانہ اور عاشقانہ زبان سے برآتے مریدان با اعتقاد اس وقت فرد حاضر

دیگر قطعہ تاریخ وفات

جو سلطان احمد فقیہے از ینجا = بدار البقا ہائے افسوس رفتند
شنیدم از ہاتفِ غیب تاریخ = کہ سلطان احمد بفردوس رفتند

سید فضل الدین احمد خلف اکبر حضرت نے تعمیر گنبد مزار کرایا اور مسجد و حجرہ نا تمام رہا کہ اب فضل ایزدی مسجد و حجرہ قریب گنبد سید تفضل حسین احمد خلف اصغر حضرت بعہد نواب محمد حسین خاں بہادر رئیس کدورہ کے سنہ ۱۳۰۶ھ تیرہ سو چھ ہجری ہے بعمارت عمدہ تیار کرایا۔

ذکر اوقات شبانروزی حضرت

نماز اشراق سے فارغ ہو کر اپنی کاشت گیہوں پر اکثر تشریف لے جاتے جس وقت سے باغ تیار کرایا باغ میں بھی رونق افروز ہوتے اور اشعار مضامین و صوفیانہ زبان مبارک سے بطور راز و نیاز جاری رہتے قرب دو پہر مکان مبارک پر آتے قیلولہ وضو کر کے نماز ظہر سے عصر تک مسجد میں رہتے بعدہٗ گشت باغ کا فرماتے وقت مغرب مسجد میں آکر عشا تک قیام رکھتے اور ہر ایک حالت استغراق کی طاری ہوتی کہ اشعار صوفیانہ اور عاشقانہ زبان سے برآتے مریدان بہ اعتقاد اس وقت فرد حاضر

ہوتے ایک ذوق ان کو ایسا حاصل ہوتا کہ دل ان کا جانتا ہے اور
کوئی مگر بغرض حصول ذائقہ بکیفیت حاضر ہوتا تو تفکرات دنیوی
اور مکروہات دنیوی سے فارغ رہتا اور ایک کیفیت ایسی نمایاں
ہوتی کہ بیان واظہار نہیں ہو سکتا بعد نماز عشاء محل سرا میں
تشریف لاکر طعام نوش فرماتے اور خواب گاہ بصورت خواب
استراحت اور باطن میں دل بیدار الفت شب رہتے بعدہٗ ذکر
اور شغل میں مشغول ہوتے اگر کوئی صاحبزادگان سے شوق افکار
رکھتے حاضر ہوتے تو بذکر جہر و خفی وغیرہ افکار اقسام طور پر تلقین
فرماتے بعدہٗ سبق باطن میں مصروف ہو کر نماز تہجد ادا کرتے اشراق
تک مشغول رہتے ذکر افکار میں پھر نماز صبح کی ادا کرتے اور اکثر
اپنے ماہ صیام میں علاوہ تراویح و شوق حضرت کا ہر وقت میں ہر
حالت میں تھا اور ظرف اوراد وظیفہ بجانے کہ چنداں میل نہ تھا اور
انگشت مبارک کا بے تکلیف تسبیح گردانی میں نہ تھی اور آپ کو خواہش
مرید کرنے کی ہرگز نہ تھی اکثر کم کو سلسلہ میں مریدان کے منسلک فرماتے
تھے جو کمال خواہش رکھتا تھا اور بعقیدہ پیش آیا حسب حال طبیعت
شریف نہ تھا تو خلافت کا بیان ہو سکے اکثر آپ فرماتے تھے کہ خلافت
عطاء ربانی اور خوشنودی پروردگار ہے جو شخص حامل نعمت ہے وہی
خلیفہ ہے آپ اگر شمہ ان کے مریدوں کے ذکر میں زبان درازی کروں

تو بیان طول کو پہونچے لہذا واسطے حصول برکت کے صاحبزادوں کا ذکر اور چند مریدان راسخ الاعتقاد کا نام و حالات لکھے جاتے ہیں

ذکر خلف اکبر حضرت شاہ سلطان احمد قدس سرہٗ

مخزن اسرار نہانی معدن فیوضات یزدانی مصدر علم و یقین سید شاہ فضل الدین احمد کہ نظر عنایت پدر بزرگوار کی آپ پر چند دل تھی تمام امور خانہ داری سپرد تھے اور خلافت نہایت اپنے والد سے پائی اور بعد وفات اپنے والد کے خانوادہ چشتیہ نظامیہ میں برادر زادہ اپنے کو مورد رموز خفی و جلی سید کاظم علی خلف اکبر سید شاہ نور احمد قدس سرہٗ سے بیعت خلافت حاصل کی۔ اور حضرت صاحب آخری عمر میں تعلیم و تلقین مریدان اور دستخط شجروں پر آپ سے کراتے چنانچہ بعد وفات حضرت کے چند قیام پذیر ہوکر جانب حیدرآباد روانہ ہوئے اور قیام وہاں کا منظور خاطر ہوا چند ہی روز میں شہرت کمال آپ کی شہر حیدرآباد میں ہوئی اور تمام مشائخ میں معزز و ممتاز ہوئے رؤسا و امراء شہر نہایت بلوقیدت پیش آئے یہاں تک نوبت پہونچی کہ فراغت دنیا کما ینبغی حاصل ہوئی اور سرکار نواب حیدرآباد سے وظیفہ تعین ہوا بعد دو سال کے وطن مالوہ کی مراجعت فرمائی اوصاف ذاتی و صفاتی

جیسے کہ آپ میں ہیں بیان سے باہر ہیں چنانچہ آپ کی نسبت مولانا حکیم مولوی غضنفر حسین صاحب الہ آبادی نے بعد وعظ جامع مسجد کالپی میں برسر ممبر بیان فرمایا کہ اکثر بلاد ہند میں قریب و بعید میں سیاحی کی لیکن مثال شاہ صاحب ایسا بزرگ کم پایا اور اس جوار میں آپ کی ذات بہت غنیمت ہے اور میں اپنے بھائیوں مسلمانوں کو مژدہ دیتا ہوں کہ تمھارے جوار میں یہ شخص یکتائے زمانہ ہے خراماں خراماں ان کی خدمت میں پہونچو اور لذت دین و دنیا حاصل کرو۔

ذکر خلف اصغر حضرت سید شاہ سلطان احمد قدس سرہٗ

موردِ فیوضیات مصدرِ خصوصیات کبریائی برگزیدہ داریں سید شاہ تفضل حسین احمد اپنے والد ماجد کے سامنے بعد بیعت بیش خدمت رہے اور معلومات رموزِ فقر سے واقفیت حاصل کی اور علائق دنیوی سے ملوث نہ ہوئے اور صفت الہیہ اور قدرت کاملہ پر نظر ہر دم ہے اور طبع قدس آپ کی ہمیشہ طلب معرفت الہی میں راغب ہے بقول شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ

بیت

برگ درختاں سبز معرفت کردگار
ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

جو بات کہ زبان سے برآتی ہے خالی اشارت الہی سے نہیں

ہوتی طبع سلیم اور فہیم مستقیم اور دیگر اوصاف صوری اور معنوی جیسا
کہ چاہیئے آراستہ اور جامۂ فقر سے پیراستہ ہیں بعد وصال حضرت کے
عبادت الہٰی میں مستغرق ہو کر خلوت نشینی اختیار کی لیکن خیال لوگوں
کا آپ کی صاف باطنی اور کیفیات دلی سے آپ کے فقر و توکل پر کمال
درجہ ہوا اور خود بخود مردمان آپ سے راغب ہوئے چنانچہ نواب
محمد حسن خاں خلف نواب مہندی حسن خاں رئیس باؤنی **چھورہ**
شریف میں مزار حضرت شاہ پر آئے اور دست مبارک پر آپ کے
بیعت کی اور موضع **ترمی** پیشکش کی اور عقیدہ روز بروز ترقی پر
ہے اور آپ کی حالت صغر سن میں مجھ سے **قائم خاں** متوکل نے
شان میں آپ کی پیشنگوئی فرمائی ہے کہ یہ صاحبزادے حضرت کی
روشنی پر ہونگے اچھے ہوں گے چنانچہ صفات میں کاملین کے موصوف ہیں۔

سید شاہ باقر علی برادرزادہ حضرت چھورہ شریف

آپ کی ذات بابرکات بہمہ صفات حمیدہ خصال پسندیدہ
بزرگوں میں نہایت غنیمت واظہر من الشمس ہے کہ لطور نیرما موجود ہیں
افسوس اکثر قیام آپ کا **بھوپال** میں رہتا ہے۔ آپ نے دو حج ادا
کئے خوارق حج آپ کے مردمان کو معلوم ہیں جو اوصاف کہ بزرگوں میں چاہیئے
ہمہ صفات موصوف ہیں آپ نے والد ماجد سے آپ کو بیعت تھی۔
لیکن حضرت نہایت معتقد تھے اور حضرت کی توجہ پر نہایت تھی کہ

تربیت تعلیم فقر و ریاضت آپ سے پائی اور رموزات خفی و جلی
آپ سے حاصل کئے۔

سید کاظم علی شاہ برادرزادہ حضرت تھے اور

برادر کلاں شاہ باقر علی تھے اور سجادہ نشین خلافت اپنے والد
ماجد کے ہوئے اور سب اوصاف اور خصائل پسندیدہ سے موصوف
تھے اور آپ نے سیاحی نہایت کی اور تربیت و تعلیم مقامات فقر وفنا
حضرت سے پائی اور رموزات اسرار نہانی و خفی و جلی حضرت سے
حاصل کی کہ آپ کے حالات کی کیفیت تصنیف رسالہ الف بے
سے کی آپ نے تالیف کیا ظاہر ہے۔

سید معین الدین شاہ برادرزادہ حضرت

آپ اسم بامسمیٰ ہیں آپ کو نمائش بالکل ناپسند تھی کہ خلاف
بزرگوں کا ہے گو ظاہر میں آپ منتظم ریاست ہیں اور انتظام تحصیل
و وصول دیہات میں معروف لیکن نہایت عابد و شب زندہ دار
و خلوت نشینی کا شعار ہے آپ نے بیعت اپنے والد ماجد بزرگوار سے
کی لیکن تربیت و تعلیم فقر و ریاضت حضرت سے پائی مجھکو یہ حالات
پیران طریقت آپ کی توجہ تام اور سید تفضل حسین کی عنایت نبات
سے ملی کہ بطور تبرکاً اندراج اوراق کئے۔ اور اجلہ مریدان میں اوّل

اعتماد الدولہ نواب مہندی حسن خاں خلف نواب سعادت علی خاں
و نواب علی حسن خاں خلف نواب سعادت علی خاں و نواب ہادی
حسن خاں خلف نواب سعادت علی خاں و منشی نجف والد منشی شرف
الدین مدار المہام ریاست باؤنی عنفوان جوانی میں بتقاضائے عقیدت
کامل حضرت کے دست بیع ہوئے اور محبت قلبی روز بروز ترقی
پر ہوئے یہاں تک کہ دن وصال کو موجود نہ تھے خبر انتقال حضرت کی
سن کرکے کابی آئے اور کابی سے پاپیادہ چورہ شریف پہونچے دیکھا
کہ نعش مبارک قبر میں رکھتے ہیں بیساختہ دوڑے قریب پہونچکر بے
ہوش زمیں پر گر پڑے کہ تھوڑے عرصہ میں افاقہ ہوا شریک دفن
ہوئے بعدہٗ آخر بخت ان کا روز بروز ترقی پر ہوا کہ مدار المہام ریاست
باؤنی بخطاب دیوانی منتخب پر مامور ہوئے منشی مظہر حسین ساکن بلاسعت
بجادلپور شوق میں طلب مرشد کے سیاحی اختیار کی اور ہر خانقاہ
و درگاہ میں گئے ذخیرہ سعادت کا پایا لیکن مطلب کو نہ پہونچے کہ اجمیر
شریف میں پہونچکر قیام کیا اتفاق سے وقت سید فضل الدین احمد
صاحبزادے آپ کے الجگہ موجود تھے اور منشی موصوف ملاقی ہوئے
وقت ذکر و حکایات کے حضرت کا بھی ذکر درمیان میں آیا نہایت
شوق سے چورہ شریف آکر قدم بوسی حضرت کی حاصل اور
عرصہ تک قیام کیا بعدہٗ دست بیع حضرت کے ہوئے۔ نزل حسین
ساکن اذواح ضلع غازی پور یہ ایام طفلی میں بشوق طالب علمی

خدمت میں حضرت کے پہونچکر شوق طالب علم ظاہر کیا آپ نے عزیز
حسین نام رکھا اور تعلیم میں سید ارشاد حسین کے سپرد کیا چونکہ کند
ذہن اور بد حافظہ و کم فہم بہت تھے اس لئے دل ان کا پڑھانے کو گوارا
نہ کرتا یہ کیفیت تعلیم حضرت کو معلوم ہوئی اپنا دست بیع کر کے تعلیم
میں ان کے سعیٔ کہ آپ کے تصرف سے تھوڑے عرصہ میں علم و صرف و
نحو اور کتب ہائے دینیہ تفسیر حدیث حاصل کیا باوجود کند ذہنی اور حافظہ
کے کس قدر علم جلدی تحصیل کیا کہ یہ سب پر عیاں ہے یہ صرف تصرف آپکا
وزیر خاں پسر شمشیر خاں کہ متمدان نواب باندا
سے تھے بوجہ عذر آکر سکونت **کدورہ** اختیار کی حضرت کے
دست بیع ہوئے مدت تک حضرت صاحب کی خدمت میں ر
حالت جذب کی رکھتے حج سے واپس آکر ۱۳۰۳ھ تیرہ سو تین ہجری
میں وفات پائی۔ **حافظ عبد المجید عرف حافظ مکو** اس
وقت **کالپی** میں بہت حافظ ہیں۔ لیکن ان کو سب پر فوق ہے اور کیونات
باطن سے حالت شوق و ذوق میں ہر جمعہ کو مزار چورہ شریف جاتے ہیں۔
نعمت غیر مترقبہ حاصل کرتے ہیں۔ ا

اولیا را ست قدرت از اله تیر جستہ باز گرداند ز راہ

خدمت میں حضرت کے پہونچکر شوق طالب علم ظاہر کیا آپ نے نزول حسین نام رکھا اور تعلیم میں سید ارشاد حسین کے سپرد کیا چونکہ کند ذہن اور بد حافظہ و کم فہم بہت تھے اس لئے دل ان کا پڑھانے کو گوارا نہ کرتا یہ کیفیت تعلیم حضرت کو معلوم ہوئی اُستاد دست بیعت کرکے تعلیم میں ان کے سعیٔ کہ آپ کے تصرف سے تھوڑے عرصہ میں علم و صرف و نحو اور کتب ہائے دینیہ تفسیر حدیث حاصل کیا باوجود کند ذہنی اور حافظہ کے کس قدر علم جلدی تحصیل کیا کہ یہ سب پر عیاں ہے یہ صرف تصرف آپ کا تھا

وزیر خاں پسر شمشیر خاں کہ متمدان نواب **باندا** سے تھے بوجہ غدر آکر سکونت **کدورہ** اختیار کی حضرت کے دست بیعت ہوئے مدت تک حضرت صاحب کی خدمت میں رہے حالت جذب کی رکھتے حج سے واپس آکر ۱۳۰۳ھ تیرہ سو تین ہجری میں وفات پائی۔ **حافظ عبد المجید عرف حافظ مکّو** اس وقت **کالپی** میں بہت حافظ ہیں۔ لیکن ان کو سب پر فوق ہے اور کیونکہ باطن سے حالت شوق و ذوق میں ہر جمعہ کو مزار چورہ شریف جاتے ہیں۔ نعمت غیر مترقبہ حاصل کرتے ہیں۔ ؎۱

اولیا راست قدرت از اله تیر جستہ باز گرداند ز راہ ۱۲

ذکر سید شاہ قطب الدین صاحب چونروری خلف اکبر حضرت سید شاہ فضل الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ بڑی بزرگانہ طبیعت کے حامل تھے بے طمع تھے اور بڑے ہی ذی علم واقع ہوئے تھے۔ سارے خصائل بزرگانہ موجود تھے آپ چار صاحبزادے تھے۔ جو آپ کی حیات میں ہی فوت ہو گئے۔

ذکر حضرت سید شاہ معیز الدین احمد صاحب خلف اصغر حضرت سید شاہ فضل الدین احمد صاحب آپ اپنی خصلت میں بڑی ہی بزرگانہ طبیعت رکھتے تھے لگاؤ دنیا سے بے نیاز رہے۔ آپ کو نمائش بالکل پسند نہ تھی تنہائی پسند تھے۔ شور و شغف سے آپ کو روحی تکلیف ہوتی تھی۔ آپ کے پاس بھی کافی کاشت تھی۔ گھر سے بہت خوشحال تھے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ غیاث الدین احمد صاحب صغرسنی میں ہی انتقال کر گئے۔ دوسرے صاحبزادے حضرت سید ظہیر الدین احمد صاحب جنہوں نے ایام طفلی میں ہی دینی تعلیم اپنے بزرگ وار والد سے حاصل کی لبعدہٗ ایم۔ ایس۔ وی انٹر کالج کالپی سے ہائی اسکول تک انگریزی و فارسی پڑھی۔ لیکن عالم شباب میں ہی انتقال ہو گیا۔ تیسرے صاحبزادے حضرت سید شاہ ملفوظ الدین احمد تھے جنہوں نے دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انگریزی تعلیم بھی کافی حاصل کی لبعدہٗ طبابت کی تعلیم حاصل کرنے کے لیئے لکھنؤ مقیم رہے وہاں سے سند طبابت حاصل کرنے کے بعد کچھ روز کالپی میں ہی مطب کیا۔ اور بڑی خوبی کیساتھ علاج کیا قدرت نے دست شفا عطا فرمائی بڑے سے بڑے مریض کو جب ہاتھ لگایا خدا نے شفا بے کامل عطا فرمائی۔ آپ بھی عالم جوانی میں ہی راہیٔ ملک بقا ہوئے۔

چوتھے صاحبزادے حضرت سید ضیاءُ الدین احمد ہیں جو اب موجود ہیں اور
خانقاہ محمدیہ کالپی اور خانقاہ سلطانیہ جونپور شریف کے سجادہ نشین ہیں
آپ بڑے ہی نیک خصلت صاحب علم وفہیم اور صاحب ثروت ہیں۔ اپنے
بزرگوں کے نقش قدم پر گامزن ہیں ہر صاحب حاجت کی مدد فرماتے ہیں۔
آپ اپنے بزرگوں کے دینی و دنیوی صحیح وارث ہیں باوجود عالم شباب
کے آپ کے اندر بزرگانہ خصائل موجود ہیں۔ آپکے تین صاحبزادے ہیں
آپ کو بیعت و خلافت حضرت حسن میاں مارہروی سے حاصل ہے۔
چونکہ آپ اپنے بزرگوں کے زمانے میں سن شعور کو نہیں پہنچے تھے اس لئے
اپنے بزرگوں سے خلافت حاصل کرنے کا موقعہ نہ مل سکا جس وقت حسن
میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف نے سید ضیاءُ الدین
احمد کو بیعت کے بعد خلافت عطا فرمائی یہ کہکر مجمع عام میں ایام عرس شریف
خانقاہ محمدیہ کالپی کے موقع پر آپکی خلافت کا اعلان ان الفاظ میں کیا۔
آج میں نے ضیاءُ الدین احمد کو خلافت کی اجازت دیکر خانقاہ محمدیہ کالپی و
خانقاہ سلطانیہ جونپور شریف کا سجادہ نشین مقرر کرتا ہوں۔ اور یہ ان
کے بزرگوں کا عطیہ ہمارے پاس ہے ہم ان کو ان کے بزرگوں کی دی ہوئی
امانت کا ایک حصہ ان کو دے رہے ہیں۔ ان کو اجازت ہے کہ یہ سلسلہ کو
ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اللہ کا شکر ہے اس وقت آپکے کافی تعداد میں
مریدین موجود ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ ہمارے سجادہ نشین صاحب کا سایہ ہملوگوں
کے سروں پر تا دیر دائم و قائم رہے۔ اور ہملوگ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے
کے قائم رہیں اللہ ہملوگوں کی مدد کرے۔ آمین۔ اور حضرت سید ضیاءُ الدین احمد
صاحب نے اپنے بڑے صاحبزادے سید احتشام الدین احمد کو بیعت و خلافت سے سرفراز
فرمایا۔ جو اللہ پاک انکو بھی ان بزرگوں کے قدم بہ قدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دوئم باب میں حالات وغیرہ کاملین کہ جنکے مزارات و گنبد معروف ہیں ذکر مخدوم شیخ سراج الدین سالار سوختہ مصری۔

آپ حافظ قرآن اور بڑے صاحب خوارق سے صحبت مخدوم جہانیاں کی حاصل کی تھی اور برسوں امامت بھی کی اور بہت سی کرامتیں اور خوارق وقوع میں آئے ہر چند اخفا اس کا چاہتے تھے مگر اکثر ظاہر ہو جاتے تھے چنانچہ **نقل ہے** کہ کمہار اپنے فرزند بیمار کو لیکر آپ کی خانقاہ میں آیا اس وقت اس کی قضا آن پہونچی وہ مرگیا وہ رونے پیٹنے لگا اور کہا کہ اے شیخ میں لڑکا زندہ لایا تھا۔ یہاں مرگیا اب مردہ لئے جاتا ہوں آپ نے اس کے پاس پہونچ کر تیز نگاہ سے دیکھا اسی وقت اس کے بدن میں جان آگئی اور بیقرار ہو کر اٹھ بیٹھا بالکل مرض جاتا رہا آپنے اس سے کہا خبردار یہ حال کسی پر عیاں نہ ہو یہ تیرا لڑکا مرانہ تھا بیہوش ہو گیا تھا اس وقت ایک مرید موجود تھا اس کو بھی آپ نے منع کیا کہ یہ حال کسی کو معلوم نہ ہو اور تو کسی سے نہ کہنا چند روز تو وہ چپ رہا ایک روز ایک شخص کے روبرو مفصل حال اس روز کا ظاہر کیا۔ شیخ کو یہ خبر پہونچی جس وقت ظاہر کی اسی وقت اس کے تمام بدن میں مرض جذام پیدا ہو گیا کسی کو طاقت نہ تھی کہ شیخ سے اس کی

معافی کرا دے آخر کو اس شخص نے اپنا حال ہندی میں مطبوع سا گ گنہار
قوالوں کو سکھایا اور کہا کہ جس وقت شیخ کا مزاج دیکھو اس کو گاؤ
انھوں نے ولیسا کیا آپ نے قصور معاف کر دیا اور اپنے حضور میں طلب
کرکے اوپر ہاتھ پھیرا فوراً اچھا ہو گیا یہ حضرت زمانہ تمادر شاہ بہزا
پور میں بادشاہ کے پیر تھے گنبد آپ کے مزار کا کنارہ دریائے گنگ پر
واقع محلہ راج گھاٹ متصل مدار پورہ کے ہے نہایت جلال کا گنبد ہے
یہ حضرت خلیفہ رشید مخدوم نورالدین جہانیاں جہاں گشت کے تھے
اور بموجب تحریر صاحب تواریخ کالپی کے اور بعض نے لکھا ہے کہ آپ
مرید خلیفہ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہیں نقل ہے کہ شاہ بدیع
الدین مدار عرصہ چودہ سال چار مہینے تک کالپی میں رہے اور کوس شیخ
شیخ کا بجتا تھا جس وقت شاہ مدار کالپی میں آئے اور شیخ کی ملاقات کو
گئے شیخ نے ایک پیالہ شربت کا دیا شاہ مدار نے ایک پھول گلاب کا
ڈالدیا مطلب اس کا بعضے یوں کہتے ہیں کہ شیخ نے ظاہر کیا کہ جس طرح یہ
یہ پیالہ بھرا ہے اسی طرح سے یہ زمین اولیاء اللہ سے پر ہے اور شاہ مدار
جو پھول ڈالا دو مطلب ایک یہ کہ میں ایسے ہوں گا جیسے یہ پھول تیرتا
ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ شاہ مدار کو یہ اشارہ حضرت چشتی اشاہ
ولایت سے ہوا کہ تمھاری جگہ مکن پور درمیان زمین گنگا و جمن
کے ہے وہاں جاؤ جو کہ تمادر شاہ بن شیخ محمود شاہ کا ہے کہ خاندان

بس سلطان نیرد رشاہ دھلی کے تھا مرید شیخ سراج الدین سالار سوختہ
تھا اس باعث سے توقیر شاہ مدار کی چنداں نہ کرتا اور آپ کی خدمت
توجہ نہ رکھتا تھا جب شہرہ کمالیت **شاہ مدار** کا ہندوستان میں مشہور
ہوا تب ایک دن خدمت میں مکان سکونت شاہ مدار کے آیا اور خادموں
نے بسبب منع کر دینے شاہ مدار کے بادشاہ سے کہا کہ ہمکو ایسے وقت میں
اجازت نہیں ہے کہ ہم پاس جا کر اطلاع کریں اس وقت کہتے ہیں کہ
نادر شاہ نے کہا اپنے مخدوم سے کہدینا کہ ہمارے شہر میں نہ رہیں خیاو
خادموں نے شاہ مدار سے ایسا ہی کہہ دیا اس وقت شاہ مدار نے فرمایا کہ
وہ اپنی فکر کرے اور ایک مرید سے یہ کہا کہ جو کیفیت یہاں ہو ہم سے اطلاع
کرنا اور قصد جانب **جونپور** کے کیا کہتے ہیں کہ جس وقت شاہ مدار **کالپی**
سے روانہ ہوئے اسی وقت نادر شاہ کے بدن میں آبلے پڑ گئے اور نہایت جلن
پیدا ہوئی کہ اپنے پیر کے پاس رجوع کی شیخ نے پیراہن اپنا پہنایا اسی
وقت آبلے جاتے رہے تب اس مرید نے جا کر یہ حال بیان کیا اس وقت
شاہ مدار کی زبان سے یہ نکلا کہ سراج الدین حیران سوخت بموجب کہتے
ہیں اس کلمہ کے بدن پر شیخ کے آبلے پڑ گئے اور جلن زیادہ ہوئی تب شیخ کی
زبان سے نکلا کہ من سلسلہ **شاہ مدار** سوختم اس سبب سے آپ کو سراج
الدین سوختہ کہتے ہیں اور خدابخش مصنف تواریخ کالپی نے لکھا ہے کہ
جس وقت شاہ مدار کو حال معلوم ہوا زبان سے یہ نکلا کہ اوپر کے آبلے تو
اچھے ہو گئے اندر کے آبلے کا کیا علاج ہے آخر الامر نادر شاہ نے انتقال کیا۔

اور ملفوظ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ سراج الدین کو لقب سوختہ کا ان کے پیر نے دیا ہے کہ عشق سے آپ سوختہ تھے شاہ مدار نے نہیں سوخت کیا بلکہ ناخوش ہو کر کہا کہ تیری اولاد میری نگاہ سے غائب ہو گیا تھا جب نظر پڑا تب سر اٹھایا فیروز شاہ نے وہ تاریخ لکھی اور کعبہ شریف آدمی بھیجا۔ جب آدمی نے کعبہ شریف میں جا کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ ایسا طوفان آیا تھا کہ کعبہ شریف اس تاریخ کو اس سے نظر نہ آتا تھا نیم گھڑی تک یہ حالت رہی بعدہٗ نظر آیا اس نے آکر بیان کیا فیروز شاہ نہایت نادم و پشیمان ہوا اور اپنا قصور معاف کرایا۔

ذکر قاسم چشتی شاہ ولایت {حضرت خواجہ غریب نواز کے بھانجے تھے}

آپ کا مزار پرانوار شہر سے جانب پچھم واقع ہے اس کا حصار وسیع ہے نہایت فضا کا مقام ہے زمانہ سابق میں ہر پنجشنبہ کو ایک میلہ سا ہوتا تھا۔ قوال راگ حقانی گاتے تھے اب بھی اکثر آدمی بعد بر آنے حاجت کے شیرینی چڑھاتے ہیں مزار آپ کا معروف ہے نقل ہے کہ آپ جنگل میں قیام رکھتے تھے شیر دریائی آنکر کرتا اور آپ کی بکریوں کی بھی نگہبانی کرتا تھا ایک دن بادشاہ وقت نے کہ کشتی پر سوار دریا کی سیر کر رہا تھا دیکھا کہ شیر بکریوں کے ہمراہ پانی پی کر چلا جاتا ہے خیال کیا کہ یہ کسی ولی اللہ کا تصرف ہے آپ بھی پیچھے چلا دیکھا کہ

ـــــــ یہ حضرت بھانجہ خواجہ معین الدین چشتی ہندالولی رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں

آستانہ قاسم چشتیؒ شاہ ولایت (کالپی شریف)
(فوٹو و بلاک بشکریہ جناب احمد حسین)

آپ عبادت الہٰی میں مصروف ہیں اور شیر کھڑا ہے اور بکریاں جنگل میں چر رہی ہیں خدمت میں ہو کر بعد قدمبوسی عرض کیا کہ اجازت ہو تو اس سرزمین کو آباد کروں آپ نے فرمایا کہ پچھم کی طرف میں ہوں اور میرے پورب آدھ کوس کے فاصلے پر بہاؤ الدین گنج رواں ہیں ان سے بھی اجازت لے لے چنانچہ بادشاہ نے حسب اجازت کے آباد کیا اور نام اوپ نگر رکھا اس سبب سے کہ جہاں آپ کا قیام تھا نہایت جنگل تھا اس کو آباد کیا کہتے ہیں کہ قلعہ کی دیواریں چند مرتبہ بنوائیں جب تیار ہوئیں کالب دیو گرا دیتا بادشاہ نے یہ کیفیت آپ سے کہی تب آپ نے کشش باطنی سے کالب دیو کو زیر کر کے نابود کر دیا اور نام اس کا کالپی رکھا جب قلعہ تیار ہو کر آباد ہوا اور ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ رحیم بخش مجاور جاروب کشی آپ کے مزار پر کرتا تھا نہایت تکلیف میں تھا ایک دن آپ نے عالم ظاہر میں کہا کہ ہمارے مزار پر سے ایک چونی ہر روز لے جایا کر مگر کسی سے نہ کہنا چنانچہ ڈھائی سال ہر روز صبح کو جب جاروب دینے جاتا ایک چونی رکھی ہوئی پاتا اتفاقاً ایک دن منحوس طالع سے رحیم بخش راز خفی کا ظاہر کر دیا۔ اسی دن سے ملنا بند ہو گیا یہ تصرف آپ کا ہر شخص کو معلوم ہے اور تا حال رحیم بخش مجاور زندہ ہے صاحب تاریخ کالپی نے لکھا ہے یہ حضرت عہد حکومت لودھی شاہ میں تھے۔ اور آپ برادران میں حضرت

سلیم چشتی فتح پوری کے ہاں

ذکر شیخ احمد ناگوری

اور مزار آپ کا محلہ حیدری پورہ میں واقع ہے۔
آپ بڑے درویش کامل اور صاحب تصرف تھے اور سلسلہ
نسب آپ کا شیخ حمید الدین سلطان التارکین ناگوری میں
میں ناگوری ہیں نتہی ہے اور شیخ حمید الدین خواجہ معین الدین چشتی
سنجری کے مرید کہتے ہیں کہ آپ نواسے اور بعض کا مقولہ ہے
کہ بھانجے مخدوم شیخ سراج الدین سالار سوختہ کے ہیں۔
آپ نے گنبد اور لنگر خانہ عمارت پختہ اندر ایک چہار دیواری
محلہ حیدری پورہ میں بنوایا ہے کہ وہ اب موجود ہے اور
ایک حویلی سکونت کی محلہ آبکھا گنج میں پختہ نداؤ کی مثل
ایک چھوٹے قلعہ کی بنوائی تھی۔ لکڑی نام کو نہیں
چوکھٹ بازو تک پتھر کے ہیں اور آپ کے گنبد میں قبر
عبدالرحیم آپ کے صاحبزادے کی ہے اور چند قبریں مستورات
آپ کے خاندان کی ہیں۔ اور اندر احاطہ چہار دیواری
میں بہت قبریں خاندان اور آپ کے مریدوں کی ہیں
اور آپ کی قبر مسجد سے ملی ہوئی ہے کہ اندر احاطہ جانب
پچھم واقع ہے۔ نقل ہے کہ آپ شیخ عبدالرحیم اپنے
صاحبزادے کو واسطے تربیت وکسب کمال کے حجرہ میں رکھتے تھے

آستانہ حضرت شیخ احمد صاحب ناگوری رح (کالپی شریف)

اور یہ ارشاد تھا۔ کہ اندر مکان کے مستورات میں نہ جانا شیخ
عبدالرحیم اتفاقاً ایک دن حالت استغراق میں حجرہ سے
نکل کر مکان میں چلے گئے۔ جن عورتوں کی نظر آپ پر پڑی
سب نابینا ہو گئیں۔ شیخ کو کہ صاحب کشف تھے ظاہر ہو گیا
جا کر دیکھا کہ سب عورتیں بیخود و نابینا ہیں۔ دعا کی اسی وقت
بینا ہو گئیں اس وقت شیخ عبدالرحیم نے عرض کیا کہ جو گنبد آپ
نے بنوایا ہے اس میں قبر میری اور ان سب عورتوں کی
قبریں ہوں۔ آپ نے منظور کیا۔ سبھوں کی قبریں اندر
گنبد موجود ہیں۔ اور نقل مشہور رہا ہے۔ کہ آپ کے پاس ایک
عورت حسین صورت موسومہ لچھمی عرصہ تک رات کو عرض کرتی۔
کہ مجھ کو قبول کیجئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ فقیروں کو دولت سے
کیا کام ہے۔ وہ واپس جاتی۔ ایک رات آپ کی اہل خانہ
نے دیکھ لیا کہ ایک عورت حسین آپ کے پاس آئی۔ دیکھ کر پوچھا
یہ کیا بات ہے۔ آپ نے تبسم کر کے فرمایا یہ لچھمی دولت ہے
کہتی ہے مجھے قبول کرو۔ تب آپ نے قبول کر لیا۔ لچھمی سے
کہا کس طرح سے آوگی۔ اس نے کہا بڑی کثرت سے اور
جب جاؤں گی آگ لگا کر جاؤں گی۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کی جب
گئی بھنڈار خانہ میں گھاس پھوس پڑا تھا خود آگ لگ گئی اور
آپ نے بے انتہا مسکینوں اور محتاجوں کو دیا کہ بعد آپ کے کالپی

میں چند روز دن تک کوئی گداگری نہ کرتا اور ہزاروں آدمی دور دراز کے آکر آپ کے پاس فیضیاب ہوئے اور آپ نے بہت عمارت پختہ اور عمدہ بنوائی ہیں۔ موضع سٹی ضلع کانپور میں ایک مکان و مسجد اور کنواں و موضع کھنڈوت میں کہ متصل جلال پور ضلع ہمیرپور میں عمدہ عمارت بنوائی اور اور چھپہ ریاست ٹیکم گڈھ میں ایک حویلی بنواکر اپنی لڑکی کو دیدی اب تک اکثر عمارت آپ کی موجود ہیں نقل ہے کہ موضع کھنڈوت میں علاوہ عمارت اور ایک مکان ایسا وسیع بنوایا کہ اس کے واسطے ایک لمبی لکڑی نہ ملی آپ کے تصرف سے کہ لکڑی بہت چھوٹی تھی بڑھ گئی کہتے ہیں کہ وہ اب تک موجود ہے آپ نے درمیان اس لکڑی کے ایک زنجیر آہنی معلق کرادی ہے کہ اس زنجیر کو چور نہیں چھو سکتا ہے اور اس طرح سے لڑکے تک چھو لیتے ہیں جب چور جاتا ہے اوپر ہوجاتی ہے۔ نقل کہ جب محمود شاہ لودھی عرف محمد شاہ نے چوراسی گنبد بنوانا شروع کیا آپ نے حویلی ابھاگنج میں بنوانا شروع کی دن کو سینکڑوں راج مزدور چوراسی گنبد بناتے تھے اور رات کو بسبب زیادہ ملنے مزدوری و کشش شیخ نے آپ کی حویلی بناتے تھے۔ راج وغیرہ کو چوراسی گنبد بنانے میں اکثر نیند کا غلبہ ہوجاتا بادشاہ موصوف نے ایک راج سے پوچھا کہ یہ

کیا سبب ہے۔ جب اس نے کہا کہ رات کو شیخ احمد صاحب
کی حویلی بناتے ہیں۔ تب بادشاہ نے منادی کرادی کہ تیل کوئی
نہ بیچے جو بیچے گا سزا ہو گی جس وقت خادم آپ کے تیل لینے
کو گئے کہیں نہ ملا اور شہر میں کسی کے گھر چراغ نہ جلے۔ راجوں مزدوروں
نے آپ سے کہا کہ تیل نہیں ملتا اب کیا کریں شیخ نے پیالے میں بنوے
رکھوا کر وضو کا پانی ڈالدیا روشن کرا دیا۔ اس کی روشنی میں عمارت
حویلی کی بنتی تھی۔ بادشاہ کو خبر ہوئی اسی وقت مشتاق قدم بوسی
کا ہو کر پاپیادہ آپ کے پاس چلا کہ اپنے کشف سے دریافت کرکے
خادم سے کہلا بھیجا۔ کہ بادشاہ جو پاپیادہ آتا ہے۔ سوار ہو کر آدے
جس میں اس کو تکلیف نہ ہو ان دونوں باتوں سے بادشاہ نہایت
عقیدہ ہوا اور حکم دیا۔ کہ نصف راج مزدور چھوڑ اسی گنبد بنا دیں
اور نصف حضرت کی حویلی۔ اور ایک قول سے ہے کہ کالی
حویلی اس طرح سے بنی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر بہاالدین گنج روان

آپ کا مزار پرانوار محلہ ترک بلاہ میں ہے یہ حضرت حسب
الطلب قادرشاہ کے ولایت سے آئے مشہور ہے کہ محلہ
ترک بلاہ کنارہ دریائے جمن پر جانب پورب ہے انھیں کا

آباد کیا ہے۔ ایسے موقع سے لبا یا کہ طغیانی دریائے چمن میں
کس طرح کا نقصان اُس کو نہیں پہونچتا ہے۔ ہندو مسلمان نہایت
عقیدت سے ان کو مانتے ہیں اور ہندو پیر گجریا کہتے ہیں شاید
وجہ تسمیہ اس کی یہ ہے۔ کہ قاسم چشتی شاہ ولایت شیر پر سوار
ہو کر اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں لے کر ملاقات کو آپ کے پاس
آئے آپ گچ یعنی پختہ دیوار پر بیٹھے تھے۔ دیکھ کر دیوار سے
کہا تو بھی چل پختہ دیوار چلی۔ اس دن سے آپ کو پیر گجریا کہتے
ہیں۔ اس سرزمین میں سات ہزار اولیاء کرام تشریف رکھتے ہیں جن
حالات وتصرفات اظہر من الشمس ہیں۔

ذکر علاوالدّین قریشی گوالیری

(بھولے سلار صاحب)

آپ کے مزار پُرانوار متصل سری دروازہ وسط بازار میں
موجود ہے۔ آپ کے مزار پر پیلو کا درخت ہے مزار پختہ
نہایت نیچا قریب بیس فٹ کے ہے اس کے تین طرف دیوار پختہ
مکانات کی ہے اور ایک طرف جانب پچھم نیچا چھ فٹ کے قریب ہے
ایام برسات میں پانی نکلنے کی کہیں سے راہ نہیں ہے۔ مگر جب دیکھو پانی
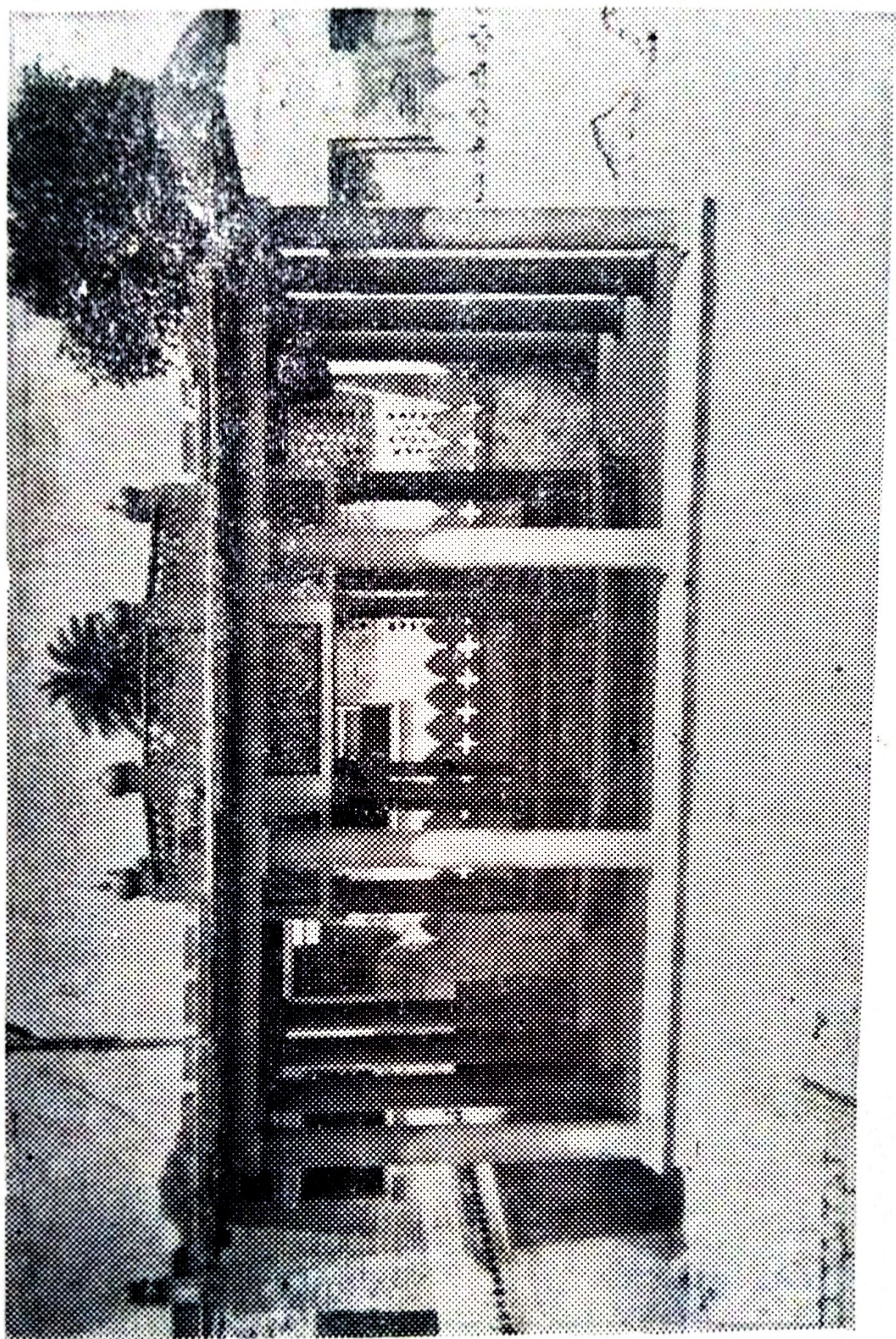
آستانہ حضرت علاء الدین قریشی گوالیاری ؒ بھولے سالارؒ (کالپی شریف)

ذرا بھی نظر نہیں آتا۔ یہ تصرف آپ کا سب جانتے ہیں اور مشہور ہے۔ نقل ہے کہ ایک شخص ساکن نواح لکھنؤ محلہ عباس خانی کنواں میں مقیم تھا۔ واسطے حج کے گیا اتفاق سے ایک جزیرہ ریگستان میں تنہا بلا اسباب رہ گیا۔ اور جہاز چلا گیا بعض کا مقولہ ہے کہ بعد معاودت حج کے یہ معاملہ ہوا اور بسبب نہ میسر آنے آب و دانہ کے پتی درختوں کی کھاتا۔ چند روز کے بعد ایک سوار نظر آیا۔ اس کے پیچھے جاکر دیکھا کہ ایک مکان مثل جنت کے ہے دروازہ کے قفل کو انگلی سے اشارہ کیا کھل گیا اندر ہزاروں آدمی سفید پوش ہیں سمجھو نگلی مزاج پرسی کر کے واپس آیا اس نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا چلا گیا۔ دوسرے دن جب پھر سوار آیا اس نے رگام تھام کے کل حال اپنا بیان کیا اس وقت وہ اندر گیا اور اس کا حال ظاہر کیا ان میں جو بادشاہ تھے انھوں نے آپ کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ اس کو کالپی پہونچاو چنانچہ آپ اس کے پاس آئے اور بعد دریافت حال کے کہا کہ ہمارا مزار کالپی میں ہے مردمان اس پر کوڑا ڈالتے ہیں اور ہم کو بھولے سالار کہتے ہیں۔ اور کل پتہ مزار کا بتایا اور یہ کہا کہ جو تجھکو پتہ نہ ملے تو حضرات چورہ سے کہدینا وہ صاف کرادیں گے بعد ان کے کہنے کے اس نے پوچھا یہ مکان کس کا ہے اور یہ جو حضرات باعیش ہیں کون ہیں اور یہ سوار کون تھا آپ نے فرمایا یہ سب شہید ہیں اور بادشاہ سید الشہداء حضرت امام

حسین علیہ السلام ہی ہیں۔ اور یہ مکان شہیدوں کا ہے۔ اور
وہ سوار فرشتہ ہے جناب باری کی طرف سے ہر روز مزاج
پرسی کو آتا ہے۔ اور سب سامان عیش یہاں مہیا ہے اور کہا
کہ آنکھیں بند کر جس وقت اس نے آنکھیں بند کیں کالپی میں
آن پہونچا آپ کی قبر کا بہت پتہ لگایا نہ ملا تب پاس سید
صاحب چورہ کے مقام مدرسہ میں گیا اور کل حال بیان کیا۔
سید صاحب نے کشف سے دریافت کر کے اس جگہ پر آئے۔
جس جگہ قبر تھی کوڑہ کرکٹ سے بند تھی آپ نے کھدوایا مردمان
کہتے تھے کہ حضرت یہاں کوڑہ ہے قبر نہیں ہے۔ یہاں تک کہ
قریب نو ہاتھ کے آپ نے کھدوایا۔ جب آپ کی قبر نمودار ہوئی
کہ تا حال بنی ہے۔ اور یہ شیخ علاؤالدین قریشی مرید اور خلیفہ سید
محمود گیسو دراز کے ہیں۔

ذکر مخدوم ابوالفتح قریشی

آپ مرید اور خلیفہ سید محمد گیسو دراز کے ہیں گنداآب
کے مزار پر انوار کا محلہ بیٹے گلی میں بہت مضبوط بنا ہے **نقل**
ہے کہ قریب آپ کے گنبد کے سادات رہتے تھے۔ اتفاق سے
ایک سید کی لڑکی پر نگاہ راجہ یعنی حاکم وقت کی پڑی اور وہ نہایت
شیفتہ ہوا اور سید صاحب مکان کے اندر گئے اور نہایت متردد
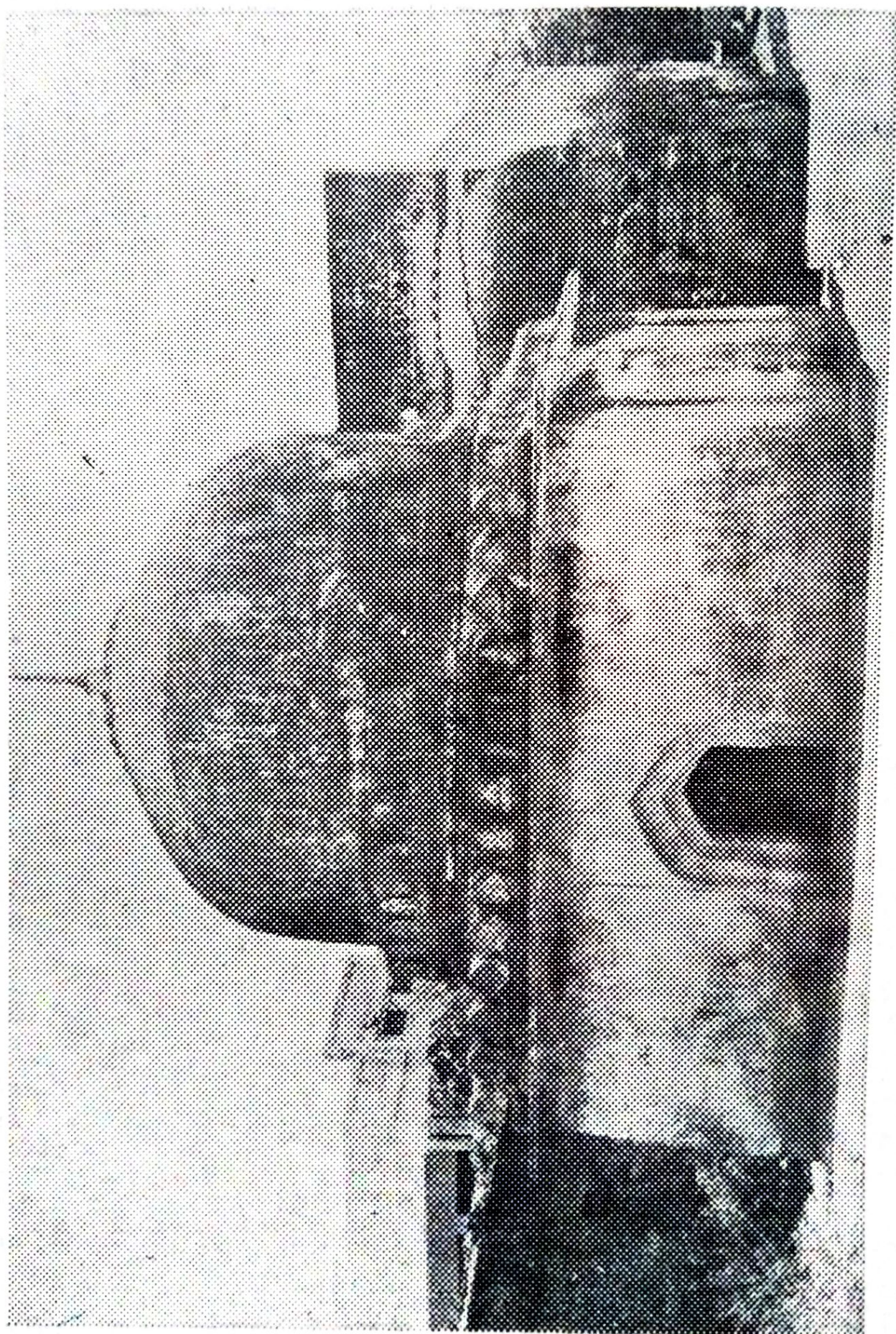
آستانہ مخدوم ابوالفتح قریشیؒ (کالپی شریف)

اور تفکر میں ہوئے۔ لڑکی کی شادی تک نہ ہوئی تھی۔ عقل سے دریافت کر کے کہا کہ آپ کچھ اندیشہ و فکر نہ کریئے۔ مجھ کو مخدوم شیخ ابوالفتح کے گنبد تک لے چلیے۔ اور لڑکی بڑی عارف اور پابند روزہ نماز تھی گنبد میں گئی اور رجوع کی۔ قدرت خدا سے اور تصرف شیخ سے زندہ زمین میں سماگئی سب دیکھ کر رہ گئے اور اسی جگہ جس جگہ سماگئی قبر اندر گنبد کے دروازہ مغرب کی طرف گوشہ جانب دکن واقع ہے۔ اور کنواری بی بی کے نام سے مشہور ہے۔

ذکر مولانا شیخ احمد تھانیسری

یہ حضرت مرید اور خلیفہ شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے ہیں۔ فضائل ظاہری میں مستثنیٰ وقت کے تھے۔ جس وقت کہ امیر تیمور ان کی فوج دہلی میں آئی اور شہر کو لوٹا مولانا بھی قید ہو گئے۔ آخر کو رہائی پائی اور امیر کی مجلس میں حاضر ہوئے اور امیر کے دل میں تصرف کیا گنبد آپ کے مزار کا اندر قلعہ کالپی واقعہ ہے۔

ذکر مولانا خواجگی

یہ حضرت خلیفہ و مرید شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی

کے ہیں۔ ابتداء میں مشائخ اور درویشوں سے اُن کو انکار رکھا اتفاقاً
آپ کو نزلہ کا مرض ہوا اور اس مرض نے یہاں تک ترقی کی کہ حکیموں
نے معالجہ سے تنگ ہوکر جواب دیا لوگوں نے کہا کہ اب آپ دوا
کر چکے ہیں کچھ نہ ہوا۔ آپ کو چاہیئے کہ شیخ نصیر الدّین کی طرف رجوع
کیجئے اور ان سے دفع کے واسطے ہمّت چاہیئے۔ جوکہ آپ اس
مرض کے سبب سے بہت بیقرار تھے۔ حضور میں شیخ مخدوم کیئے گئے
اس وقت آپ طعام تناول فرمارہے تھے اور دسترخوان پر دہی
بھی موجود تھا۔ مولانا خواجگی کو دیکھ کر آپ نے فرمایا آؤ اور یہ کھاؤ
انھوں نے بسبب سرفہ کے دہی کھانے میں تامل کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ
بسم اللہ کہہ کر کھاؤ کچھ فکر نہ کرو جو آپ نے کہا یا اُسی وقت صحت حاصل
ہوئی۔ مولانا خواجگی قبل آنے تیمور کے دہلی میں آئے تھے اور مغلوں
کی فوج آنے کی خبر دی تھی اور سید محمد گیسو دراز نے خواب
میں دیکھ کر یہ ماجرا دریافت کیا تھا گنبد مولانا کا متصل مزار قاسم حشتی
شاہ ولایت کے جانب مغرب واقع ہے اور یہ رباعی تصنیف مولانا کی ہے

رباعی

برائے خدائے عزیزان من
کہ چوں خواجگی در تہ خاک شد

نویسید بر گورِ من این بجد
بکوشتہ کہ حکم جہان پاک شد
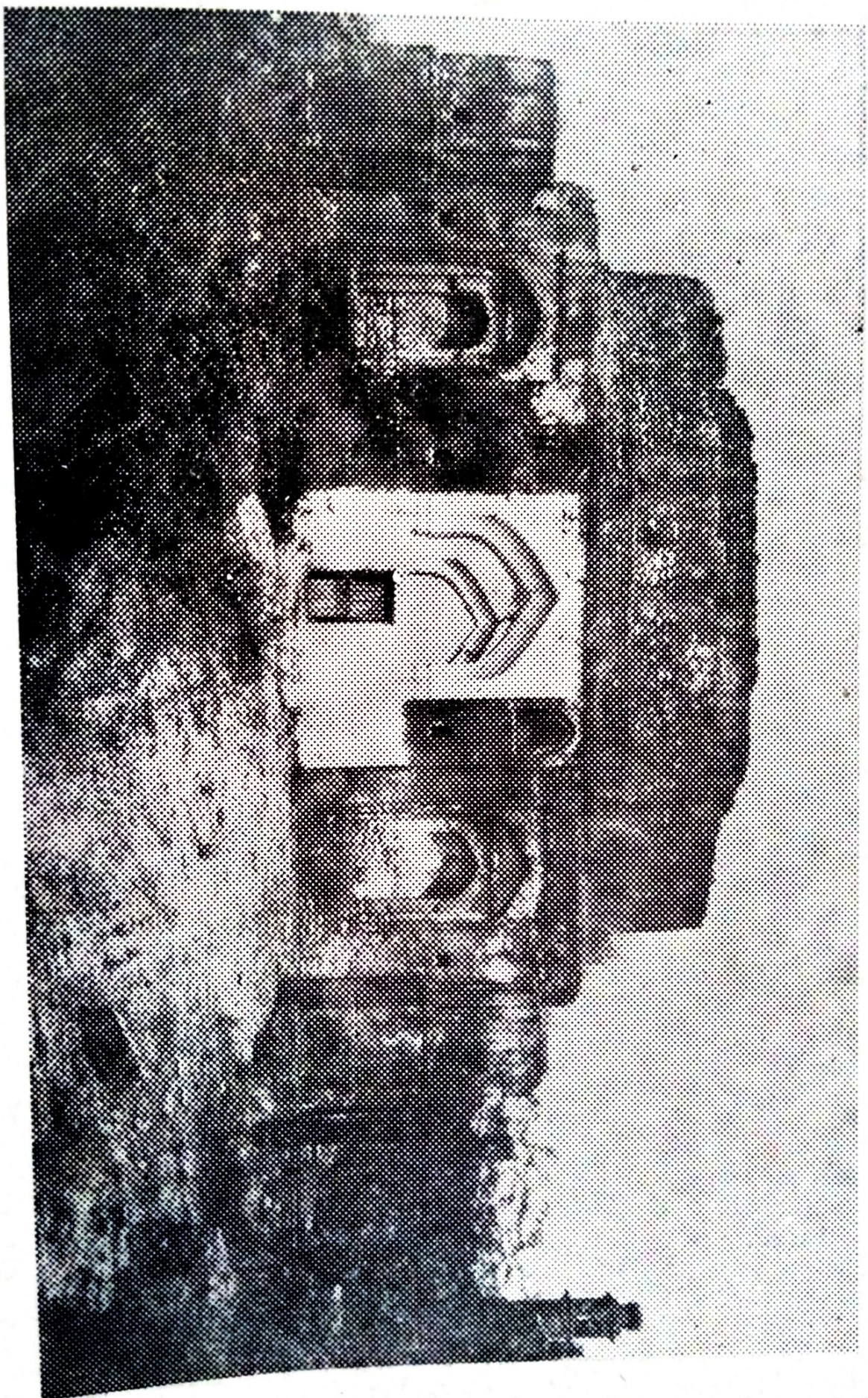
آستانہ سیّد شاہ عبدالوہاب صاحب (کالپی شریف)

ذکر حضرت مولانا شاہ ابراہیم مکئی

یہ حضرت مولانا اور خواجگی ماموں بھانجہ کے نام سے مشہور ہیں حسب الطلب نادر شاہ بادشاہ ولایت سے آئے تھے اور آپ خلیفہ اور مرید خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے تھے آپ کے مزار پرانوار کا بہت عمدہ پائیدار متصل و برابر گنبد مولانا خواجگی کے واقع ہے کہتے ہیں کہ جنازہ ہندوگان مزار دونوں ماموں بھانجہ کے درمیان ہو کر نہیں نکلتا وجہ اس کی زبانی ایک عارف کامل محمد عاشق کے زمانہ دراز سے یوں سنائی جاتی ہے کہ ایک جنازہ ہنود کا انھیں گنبدوں کے درمیان میں سے لے آئے جس وقت کنارہ دریائے جمن کے پہنچا کر ہر چند چاہتے تھے کہ جلادیں مگر نہ جلتا تھا مجبور ہو کر ویسا ہی چھوڑ دیا نقل ہے کہ بعد انتقال آپکے دو شاگرد عرصہ تک مزار پر آپ سے سبق پڑھا کئے اتفاق سے ظاہر ہو گیا آپ نے شاگردوں سے کہدیا کہ اب تم چلے جاؤ چنانچہ دم چلے گئے۔

ذکر سید شاہ عبدالوہاب

آپ کا مزار پرانوار منڈیا گنبد میں متصل چوراسی گنبد واقعہ ہے اور اسی کے قریب نواب صاحب یاؤنی کی مسجد پختہ اور مقبرہ خاندان انھیں کا ہے آپ کے عہد حکومت میں محمد شاہ عرف محمود شاہ

لودھی کو فیروز شاہ دہلی کے سبنی الحام میں تھا آپ کے مزار پر انوار
پر بڑی رونق ہے اور اکثر دن کو ایک کیفیت حاصل ہوتی ہے آپ بڑے
کامل تھے اور آپ کے منڈیا گنبد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس وقت یہ
گنبد عہد محمود شاہ میں بنکر تیار ہوا تو اس کے اوپر کی چھتری از خود
گر پڑی بادشاہ نے پھر مستحکم بنوائی۔ پھر گر پڑی کئی بار متواتر بادشاہ
نے بنوائی مگر نہ رہی گر پڑی یہاں تک کہ لوہے کی بنوائی گئی وہ بھی
نہ رہی بادشاہ نے مجبور ہوکر ویسا ہی رہنے دیا اور منڈیا گنبد نام
رکھا چنانچہ منڈیا گنبد مشہور ہے کہ آپ نے اپنے ایک مرید کو کہ
موجود تھا جس وقت گنبد ہوکر چھتری گر پڑی خواب میں بشارت
دی اور شعر فرمایا ؎

گنبد سازند مردم بر مزار اغنیا
بر سر گور غریباں سایہ گردوں بس است

اور کہتے ہیں کہ محمود شاہ لودھی کو بھی آپ نے خواب بشارت
دی تھی کہ یہ چھتری نہ بنائے ہمکو سایہ آسمان کا کافی ہے۔

ذکرِ مقیم شاہ حیدر عرف سگھا پیر

آپ کا مزار پر انوار متصل سرائے کی جسکے قریب ۱۸۶۵ء اٹھارہ سو
پینسٹھ عیسوی میں شفا خانہ انگریزی تعمیر ہوا ہے واقع ہے آپ کے مزار
پر بھی چھتری نہیں ٹھہرتی اور آپ برادران میں سید شاہ عبدالوہاب

کے ہیں چنانچہ مصنف تواریخ کالپی نے لکھا ہے کہ ایام میری قفلی میں ایک بقال نے گنبد کے اگرد مرمت کرا کے چھتری بنوائی جب تیکر تیار ہوا گر پڑی اب اس گنبد کے اندر ایک درخت نیم مثل چھتری کے ہے اس میں تمام دن سایہ رہتا ہے کہتے ہیں آپکو ساگ روٹی مرغوب تھی اکثر بچے دتپ لرزہ والے یا دیگر قسم کے مریض واسطے صحت کے آپ کے مزار پر رجوع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے بعد ہو جانے صحت ساگ روٹی چڑھاتے ہیں۔ اور یہ مشہور ہے کہ ہر پنجشنبہ کو جو چراغ آپ کے مزار پر روشن ہوتا ہے اور شاہ عبدالوہاب کے مزار پر بھی روشن ہوتا ہے آپ کے گنبد سے روشنی چراغ سید عبدالوہاب کے گنبد کی نمودار ہوتی ہے باوجودیکہ فاصلہ قریب ایک میل کے ہے اب درمیان میں مکانات بن گئے ہیں سابق نہ تھے اور سابق پنجشنبہ کو اجتماع ہوتا تھا اور ساگ روٹی چڑھاتے تھے۔

ذکر ملک دراج

بموجب تحریر خدا بخش مصنف تواریخ کالپی آپکا حال یہ ہے کہ ملک دراج و ملک خطاب و ملک سدا و ملک چھجا چار بھائی عہد حکومت راجہ سری چند عرف لہریا سرداران لشکر و مصاحب راجہ کے تھے یہ چاروں شہید ہوئے وجہ ان کے شہادت کی یہ ہے کہ راجہ لہریا باستماع شہرہ حسن

کے ہیں چنانچہ مصنف تواریخ کالپی نے لکھا ہے کہ ایام میری طفلی میں ایک بقال نے گنبد کے اگرد مرمت کرا کے چھتری بنوائی جب تیکر تیار ہو گئی گر پڑی اب اس گنبد کے اندر ایک درخت نیم مثل چھتری کے ہے اس میں تمام دن سایہ رہتا ہے کہتے ہیں آپکو ساگ روٹی مرغوب تھی اکثر بخاری دتپ لرزہ والے یا دیگر قسم کے مریض واسطے صحت کے آپ کے مزار پر رجوع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے بعد ہو جانے صحت ساگ روٹی چڑھاتے ہیں۔ اور یہ مشہور ہے کہ ہر پنجشنبہ کو جو چراغ آپ کے مزار پر روشن ہوتا ہے اور شاہ عبدالوہاب کے مزار پر بھی روشن ہوتا ہے آپ کے گنبد سے روشنی چراغ سید عبدالوہاب کے گنبد کی نمودار ہوتی ہے باوجودیکہ فاصلہ قریب ایک میل کے ہے اب درمیان میں مکانات بن گئے ہیں سابق نہ تھے اور سابق پنجشنبہ کو اجتماع ہوتا تھا اور ساگ روٹی چڑھاتے تھے۔

ذکر ملک دراج

بموجب تحریر خدا بخش مصنف تواریخ کالپی آپکا حال یہ ہے کہ ملک دراج و ملک خطاب و ملک سما و ملک چھجا چار بھائی بعہد حکومت راجہ سری چند عرف لہریا سرداران لشکر و مصاحب راجہ کے تھے یہ چاروں شہید ہوئے وجہ ان کے شہادت کی یہ ہے کہ راجہ لہریا باستماع شہرہ حسن

ایک لڑکی برہمن پر جو کہ متصل اٹاوہ کسی موضع میں رہتا تھا عاشق
ہوا اور ایک روز اس راجہ نے دربار کرکے کہا کوئی ایسا سردار ہے جو بیڑہ
اس لڑکی کے لانے کا اٹھائے ہنددسردار تو خاموش رہے مگر ملک دراج
وغیرہ چار بھائیوں نے بیڑا اٹھایا اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اٹاوہ
کے قریب اس گاؤں میں پہونچے وہ برہمن نہایت صاحب دولت تھا
سوچا اس تو نوکر چاکر تھے موقع وقت پاکر ملک دراج نے تلوار لیکر اسکے
پیٹ پر رکھکر کہا کہ ہم مرسلہ راجہ ہرپال تیری لڑکی کے واسطے آئے ہیں وہ
بڑا راجہ ہے تیری بڑی عزت اور توقیر کرے گا تو اس کام سے انکار
نہ کر انکار کرے گا تو میں تجھکو جیتا نہ چھوڑونگا یہ بات سنکر اس برہمن
کے منھ سے بیساختہ نکل آیا میری وہ آپ کی لڑکی حاضر ہے یہ سن کر اس
برہمن کو چھوڑ دیا اور اس سے کہا کہ خاطر جمع رکھ اب یہ لڑکی میری ہے
تو میں ہرگز راجہ کو نہ دونگا اس کو کچھ عرصہ ہوا چغل خوروں نے راجہ ہرپال
سے چغلی کی کہ مہاراج مسلمانوں کا کیا اعتبار ہے اس لڑکی کو دیکھ کر خود
عاشق ہونے لگے یہ سنکر راجہ کو غصہ آیا اور کچھ فوج ان کی گرفتاری کو بھیجی
انھوں نے یہ خبر پاکر سردار اس فوج سے حال اس برہمن اور اس لڑکی کا
بیان کیا اس نے اس کو جھوٹ جانا اور مستعد ہوا تب تو یہ چاروں بھائی
مع غلامان و ہمراہیان مستعد جنگ ہو کر مقابلہ کیا فوج بھاگ گئی انھوں
نے پیچھا کیا چنانچہ ملک چھپانے تو تمام موضع ملک پور امرودھا پرگنہ

ہوگئی پور ضلع کانپور میں شہادت پائی کہ گنبدان کے مزار کا عمدہ
پختہ تیار ہوا اب تک موجود ہے اور ملک دراج و ملک خطاب و ملک
سما بمقام کالپی شہید ہوئے ملک سما کا مزار تو کنارہ دریائے جمن تھا
دریا برد ہو گیا اور ملک خطاب کا مزار محلہ راون گنج میں پختہ موجود ہے
مشہور ہے اور ملک دراج کا حال یہ ہے کہ یہ زخموں سے چور ہوئے لوگ
ان کو اپنے مکان میں اٹھا لائے اپنی بیوی سے کہا کہ جو کچھ روپیہ پیسہ نقد
ہو دو لا۔ چنانچہ بیوی ان کی سب لائیں وہ سب ایک غلام کو دے کر کہا
اس کو جس طرح ممکن ہو اس برہمن کے پاس پہونچاؤ اور اس سے کہو میری
لڑکی کی شادی کر دینا یہ کہہ کر جاں بحق تسلیم ہوئے گنبدان کے مزار کا پختہ
وسیع محلہ نکاسے پورہ میں آبادی سے جانب مغرب ابتک موجود ہے
اور ملک سما کو ملک پتا بھی کہتے ہیں۔

ذکر حضرت سید محمد زنجانی جیلانی پیر زنجانی

یہ حضرت بھی حسب الطلب نادر شاہ بادشاہ ولایت سے یہاں
آئے تھے گنبد آپ کے مزار کا آبادی سے جانب مغرب واقع ہے نہایت
رعب و جلال کا مزار اس گنبد کے دروازہ پر ۱۱۰۹ھ گیارہ سو نو ہجری
میں بعہد حکومت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ شیخ عبد الغفور زنجانی
حاکم شہر کالپی نے ایک کنواں پختہ بنوایا پانی اس کا نہایت سرد اور شیریں

ہے یہ تاریخ اس کنویں میں کندہ ہے

قطعہ تاریخ چاہ

شیخ عبد الغفور زخانی — حاکم شہر کالپی شد از

زائر سید محمد گشت — ساخت چاہے برد مہ اش بنگو

گر بہ پرسند از تو سال تاریخش — شد ز آب حیات چشمہ بگو

تاریخ کالپی قدیم اہل ہنود سے نقل ہے کہ شیخ عبد الغفور حاکم شہر کالپی تھے حکومت ترک کر کے درویشی اختیار کی بڑے کامل اور صاحب خوارق ہوئے یہ تصرف آپ کا مشہور ہے کہ دلدار خاں مرید آپ کا موہنا بائی دختر حاکم دیوان کیشوراؤ کو دیکھ کر عاشق ہو گیا یہ حالت ہوئی کہ جامہ سے باہر ہو گیا شیخ کو یہ کیفیت معلوم ہوئی اس وقت دلدار خاں سے کہا کہ تو اس کے مکان پر چلا جا جس وقت دلدار خان موہنا بائی کے مکان میں گیا حاکم دیوان کیشوراؤ نے بلا کر نوکر ڈیوڑھی کی حفاظت کو کر لیا بعد چند روز کے یہ خدمت مقرر ہوئی کہ جب موہنا بائی دریائے جمن کو نہانے جاوے ہمراہ رہے جب تھوڑے دن گذرے موہنا بائی بھی اس پر عاشق ہو گئی یہ حال موہنا بائی کی ماں کو معلوم ہوا اس نے دیوان سے کہہ کر **دلدار خاں** کو موقوف کرا دیا اور کیشوراؤ نے بسبب بدنامی کے خط بھیج کر اپنے سمدھی کو کہ راجہ تھا واسطے رخصت کرا لیجانے

موہنا بائی کے بلا بھیجا چنانچہ سمدھی مع سوار پیادوں کے آیا اور
شہر میں مشہور ہوا کہ کل موہنا بائی اپنی سسرال کو جاوے گی دلدار خاں
اپنے پیر سے بہ حال وزاری یہ حال عرض کیا آپ نے ذرا سی خاک
دلدار خاں کو دی اور کہا کہ خاک کو اس کی طرف اڑا کے اس کے مکان
میں چلا جا جس وقت رات کو موہنا بائی کے مکان پر گیا سب غافل
تھے اور دروازہ کھلا تھا یہ موہنا بائی کے پاس پہونچ گیا دونوں
مل کر بہت روئے موہنا بائی نے کہا مجھکو لے چل چنانچہ دلدار خان
نے اس کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے راتوں رات **جالون** کے باغ
میں صبح کے وقت پہونچا جب دیوان کو معلوم ہوا کہ موہنا بائی مکان
میں نہیں ہے سواروں کو چاروں سمت دوڑایا ایک سوار نے جالون
کے باغ میں دونوں کو پایا دلدار خاں کے ہاتھ پیر باندھ کر اور مع
موہنا بائی کو گھوڑے پر سوار کر کے پاس دیوان کیشو راؤ کے لایا دیوان
مذکور نے حکم دیا کہ دلدار خاں کے ہاتھ پیر باندھے کشتی میں کر کے نیچے
قلعہ کے بیچ دریا میں ڈالدو تمام شہر میں یہ خبر ہوئی دیکھنے کو ہزاروں
آدمی گئے اور آپ یعنی شیخ عبد الغفور اتفاقاً اس وقت گنبد میں
میں شیخ سراج الدین سالار سوختہ کے تھے اور موہنا بائی اور اس کی
ماں قلعہ پر واسطے دیکھنے کے جانب دریا کھڑی تھیں کہ ملاحوں نے

دلدار خاں کو بیچ دریا میں دست بستہ کشتی سے دریا میں ڈالدیا قدرت
خدا سے اور تصرف شیخ کا کہ دلدار خاں بہتا ہوا قلعہ کی طرف آیا اور
نگاہ مونہا بائی کی پڑی اسی وقت وہ قلعہ سے دریا میں کود پڑی دونوں
بہتے چلے حاکم نے ملاحوں کو حکم دیا کہ جال ڈال کے دونوں کو پکڑو
چنانچہ ملاحوں کی نگاہ سے دونوں غائب ہو گئے ملاح نکالنے سے
مجبور رہے اور شیخ نے ایک مرید سے کہا کہ دریا کے کنارے چلا جا
جس جگہ پر دونوں کنارے لگیں اپنے ہمراہ لے آ وہ چلا دونوں کو
بمقام موضع امر ملٹہ ریاست باوڑی میں صبح کے وقت کنارے
پر پایا اور کہا کہ حضرت نے بلایا ہے وہ دونوں آپ کے پاس آئے
آپ نے دونوں کا عقد کرادیا یہ خبر دیوان کیشوراؤ کو ہوئی نہایت غصہ
میں آیا اور سوار پیادہ ہمراہ لیکر آپکے مکان کو چلا راستہ میں فرمان بادشاہ
دہلی اسی وقت آیا اور اس میں لکھا تھا کہ فوراً دیکھتے ہی اس فرمان
کے مع فوج دہلی آؤ چنانچہ وہیں سے لوٹ کر دہلی چلا گیا اور شیخ عبدالغفور
کی سکونت کا حجرہ مکان محلہ پٹی گلی میں تھا اور آپ بعہد اورنگ
زیب عالمگیر تھے اور زبانی مولوی خورشید حسن جنجھانوی معلوم ہوا
کہ مرید خلیفہ شاہ العالمین شاہ عبدالرزاق جنجھانوی کے ہیں اور
مزار پاک بموجب نواب خواجہ حمید الدین بندی خاں و رحیم بخش مجاور

مکیہ میں بھنڈی شاہ کے واقع ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر پیر خیرو عرف کھیرو

آپکا مزار متصل مزار حضرت مقیم شاہ حیدر عرف سگھا پیر قریب شفاخانہ ہے آپ درویش کامل تھے۔ نقل ہے کہ ایک دن آپکے یہاں چند درویش آئے اور آپ سے کہا کہ ہم کھیر کھاویں گے آپکے یہاں سوا پاؤ چاول تھے اور ایک بکری تھی جو جنی نہ تھی ان سبھوں سے کہا کہ اس بکری سے دودھ دوھ لو اور چاول جو رکھے ہوئے ہیں لیکر پکاؤ اور کھاؤ کہتے ہیں کہ اس قدر دودھ بکری نے دیا اور چاولوں میں ایسی برکت ہوئی کہ سب درویش کھاکر آسودہ ہوگئے اور کمی نہ ہوئی بعض کا مقولہ ہے کہ تینتیس فقرا تھے اس دن سے آپ کو پیر کھیرو کہتے ہیں۔

ذکر سید علیٰ

آپ کا مزار ایک گنبد میں آبادی سے جانب شمال میں کنارے دریائے جمن تھا ۱۸۵۷ء میں بسبب طغیانی دریائے جمن کے دریا برد ہوگیا آپ کی اس شہر میں بہت شہرت تھی اور انھوں نے ہر قوم ہندو مسلمان شیخ۔ سید۔ مغل پٹھان کے جبرت بنائے ہیں ہندی کلام آپکا

بہت مشہور ہے دو ایک چیرت اس مقام پر لکھے گئے۔

چیرت سید علیٰ

ایکے حلوائی بڑے قصائی گھی میں تیل ملاویں
چار ٹکے کا بھاؤ بکانا پانچ ٹکے بتلادیں
تین پاؤ کا سیر بنایا روغن دیں بتارا
کل کے چیرت کہت سید علیٰ دیکھا عجب تمارا

دیگر چیرت

شیخ ذات دریاؤ سے ہے جس میں آن سماویں
کوری چمرا بھی سلمان سو بھی شیخ کہادیں
یہ کبڑی مجھری کانٹے کجھوے دیں دغارا
کل کے چیرت کہت سید علیٰ دیکھا عجب تمارا

نقل ہے آپ اپنے کو چھپائے رہتے تھے ایکدن اسلئے میں چلے جاتے تھے اتفاقاً ایک بھرجی نے چنے بھرنجے اس کی خوشبو آگہ بیودگی نہ ئیں بے ساختہ ہوکر دو نوں چبانے لگے اور کہنے لگے جب یوں چلے تب یول ہی لبساوے اس دن سے آپ ظاہر ہو گئے۔

ستانہ حضرت مخدوم صاحب (کالپی شریف)
(فوٹو و بلاک منجانب کمیٹی مخدوم صاحب)

ذکر مخدوم حکیم الدین طیت دودھا

آپ کا مزار نہایت پختہ واقعہ محلہ راؤ گنج میں ہے اسکے مقابل ایک مسجد مختصر لداؤ بنی ہے بہت رونق کا مکان ہے زمانہ سابق میں ہر سال عرس آپ کا بروز پنجشنبہ باجتماع عمائد و مشاہیر شہر ہوتا تھا اور قریب مزار آپ کے سید محمد پیر محمود شاہ بادشاہ کا اور مزارات لبسا بزرگ کے ہیں۔

ذکر بہادر خاں شہید

مزار آپ کا شہر کے جانب پچھم قریب عیدگاہ واقعہ ہے بڑی رونق کا مقام ہے ہر پنجشنبہ کو اکثر مردمان و زنان آکے مزار پر جاتے ہیں اور لبعد برائے حاجتوں کے شیرینی اور چادریں چڑھاتے ہیں حال شہید ہونے کا یوں مشہور ہے کہ آپ سرائے محلہ عدل سرائے میں تھے اتفاقاً اسی وقت رہزنوں اور ڈاکوؤں نے عزم لوٹنے کالپی کا کیا اندر آکر سرائے میں دو چار گھسیاروں کی گھاس زبردستی سے چھینی آپ نے منع کیا نہ مانے اور سخت کلامی کی اور کہا جو تمکو کرنا ہو کرو اب ہم کالپی لوٹ کر جاویں گے اس قدر کہنے پر آپ نے شمشیر برہنہ کر کے مقابلہ کیا بہت سے رہزنوں کو مارا کہ سر آپکا دروازہ سرائے پر تن سے جدا ہوا کہ وہیں مدفون ہے آپ بغیر سر کے دھڑ سے رہزنوں کو مارتے

قریب عیدگاہ کے پہونچے سب رہزنوں وغیرہ بھاگے جاتے اور مارے جاتے تھے کہ ایک پیرزن معہ ہمراہیان کے چلی آتی تھی اس نے کہا کہ دیکھو دھڑ تلوار مارتا چلا آتا ہے اسی وقت دھڑ آپکا گر پڑا اور سب رہزن خوف سے بھاگ گئے آپ شہید ہوئے کہ اسی جگہ تن بے سر آپکا مدفون ہے

ذکر دلوان اولیا صاحب

گنبد آپ کا متصل ڈیوڑھی نواب صاحب باڈنی کے روبرو کالبی میں واقع ہے بڑی رونق کی جگہ ہے اور مزار آپکا تہہ خانے میں ہے اور اوپر اس کے گنبد بنا ہوا ہے اور تربت بہت اونچی ہے نقل ہے کہ ایام غدر میں دو چار آدمیوں نے چاہا کہ مزار پر آپکے تہہ خانے میں اسباب اپنا رکھکر دروازہ بند کرکے چلے جاویں جو اندر گئے تو دیکھا کہ جسطرح سے آج کفن دیکر مدفون کیا ہوا آپ لیٹے ہیں اور قرآن شریف رحل پر رکھا ہے یہ معاملہ دیکھکر لوٹ آئے اور دروازہ تہہ خانہ اصل مزار آپ کا بند کر دیا جب سے اوپر کی تربت کی زیارت کی جاتی ہے اور آپ کے پیچھم طرف گنبد کے ایک بزرگ کا مزار چبوترے پر ہے کہتے ہیں کہ اگر چراغ آپ کے مزار پر جلتا ہوا اور آندھی آوے تو نہیں بجھتا
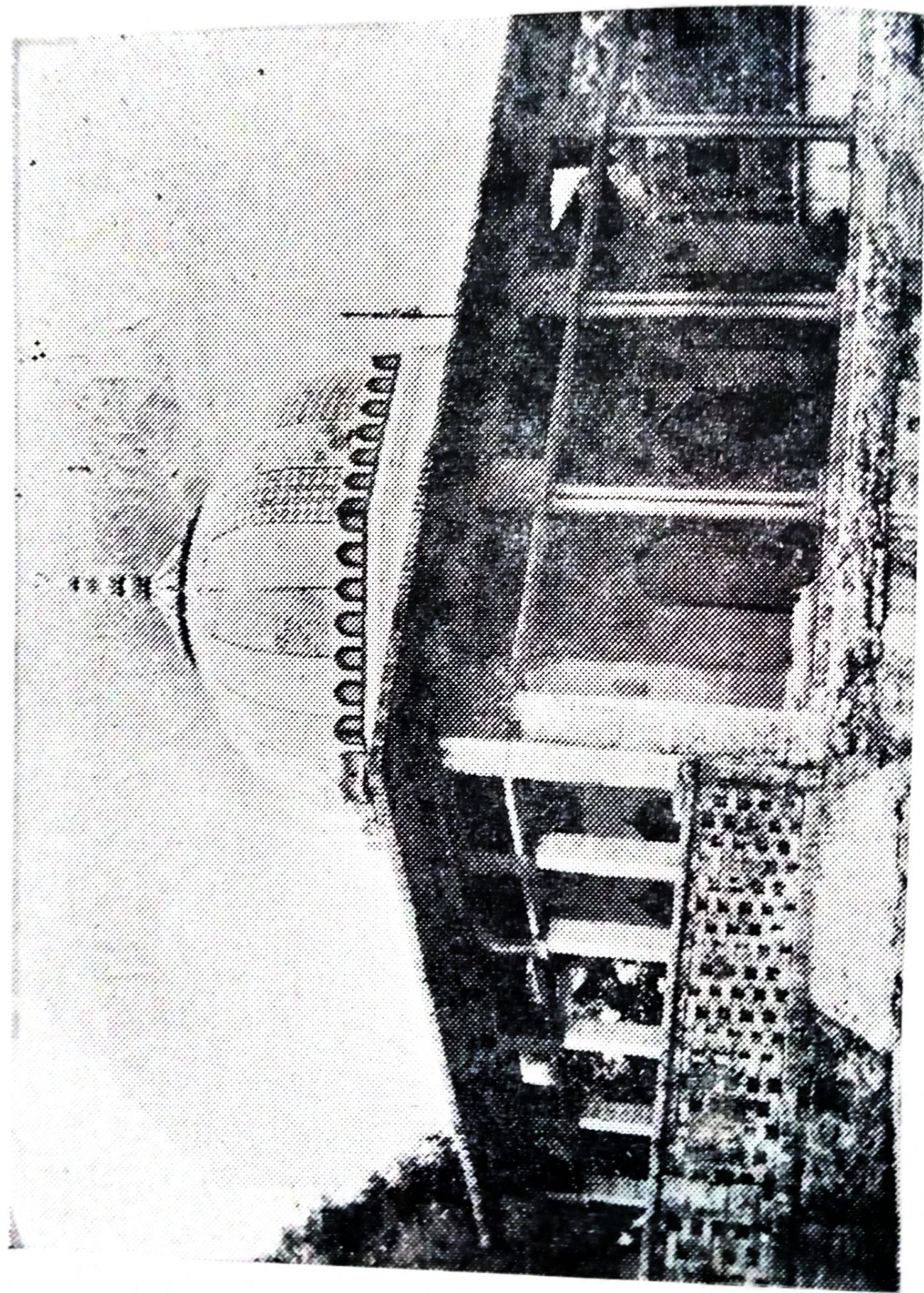
آستانہ حضرت دیوان اولیاؒ (کالپی شریف)

ذکر سید احمد علی شاہ معروف شہید

چبوترہ مزار آپ کا متصل گنبد محلہ عدل سرائے میں ہے آپکے
مزار پر نقارہ رہتا تھا ہر پنجشنبہ کو بجتا تھا صدہا آدمیوں کی حاجت روائی
آپ کے رجوع سے ہوئی تھی۔ مجاور نظر شاہ نے نقارہ ضائع کر دیا کئی
برس سے نقارہ نہیں بجتا لیکن اکثر آدمی شیرینی چادر بعد برآنے حاجت
کے چڑھاتے ہیں نقل ہے اکثر لڑکے آپ کے مزار پر بنے رہتے تھے اور
کھیلا کرتے تھے تھوڑے عرصہ میں متفقی ہوا کہ چند لڑکے آپکے مزار پر
گئے ان میں سے ایک لڑکا مزار پر لیٹ رہا بہت چاہتا تھا کہ اٹھیں مگر
اٹھ نہیں سکتا تھا۔ دوسرے لڑکے نے کہا کہ یا احمد علی شاہ اسکو
چھوڑ دیجیے فوراً وہ لڑکا اٹھ کھڑا ہوا اور لڑکوں کے ہمراہ چلا گیا سابق
میں آپ کے مزار پر مردمان شیرینی وغیرہ بہت چڑھاتے تھے اس
سبب سے لڑکے اور بھی بنے رہتے تھے کہ ان کو شیرینی ملتی تھی۔

ذکر حضرت پیر جھنگا

آپ کا مزار قلعہ کے قریب جانب دکن تھوڑے فاصلے پر واقع
ہے رونق کی جگہ ہے عمارت نقارہ خانہ وغیرہ بہت عمدہ بنی تھی اب گر
گئی کچھ باقی ہے اور مزارات بسیار بزرگان کے آپ کے متصل ہیں اکثر
بیمار آپ کی رجوع سے شفا پاتے ہیں اس سبب سے آپ کو پیر جھنگا

بھی کہتے ہیں **نقل** ہے کہ ایک سوداگر بہت سے گھوڑے بنا بر فروخت
کے لایا اکثر گھوڑے مرگئے اور مرتے جاتے تھے سوداگر نے آپ کے مزار
پر رجوع کی اور کہا کہ میرے گھوڑے نہ مریں اور مجھکو نفع ہو تو میں مرمت
آپ کے مزار کی کرادوں چنانچہ اسی دن سے کوئی گھوڑا نہ مرا اور بہت
نفع ہوئی سوداگر نے بڑی دھوم دھام سے چادر شیرینی چڑھائی اور
اور کہا کہ یہ پیر جھنگا ہیں اور مرمت مزار شریف کی اچھی طرح سے کرادی
اور چبوترہ بھی بنوادیا اور عہد شاہی میں حاکم کی طرف سے تیل بتی یکنیم
روپیہ یومیہ معین تھا اور آپکے مزار پر نقارہ بجتا تھا یہ معروف ہے
نقل ہے کہ غنی بقال محکم نظر آتا تھا اور آپ کا بہت معتقد تھا اور
دوکان اس کی دروازہ پر تھی اور آپکی رجوع سے بہت مالدار تھا اور
سادہ روش ایسا تھا کہ اکثر مردمان بجائے پیسوں کے ٹھکڑیاں دیکر سودا
لیجاتے تھے اور ٹھکڑیاں غنی بقال اپنی گولک میں ڈالتا تھا تصرف پیر
جھنگا اور قدرت خدا سے کل ٹھکڑیاں پیسے ہوجاتے تھے دور فرط عقیدت
سے **غنی** کو معلوم ہوا اس نے سب کو بلا کر کہا جب میں مرجاؤں کوئی میرے
پاس نہ آوے مگر شخص غیب سے آویں وہ دفن کریں یا جو چاہیں کریں
کوئی دخل نہ دیا اور مجھکو پیر جھنگا صاحب کے مزار پر لیچلو گیا اور کہا کہ یا پیر
میں نے آپ کی بہت خدمت کی ہے مجھ کو اپنے پائینتی برابر کے بعد مرنے کے

جگہ دیجیے چنانچہ جب مرا لوگ منتظر تھے کہ کون آتا ہے تھوڑے ہی عرصہ
میں دو سوار آئے اور انھوں نے تجہیز و تکفین کرکے چاہا کہ دفن کریں
اور قبر بھی کچھ کھود گئی تھی اس میں لوگوں نے کہا کہ غنی نے پیر جھنگا
سے جگہ مانگی ہے یہ ذکر کرتے تھے کہ یکبارگی زمین سے دھواں نکلا اور پائینتی
پیر جھنگا کے غار ہو گیا اور لوگوں نے دیکھا ان دونوں سواروں نے غنی
کو اس جگہ دفن کیا اور دوسری قبر کی کھود گئی تھی غلہ بھر کر دفن کرادی
گئی اور کہتے ہیں کہ اس غنی کو رتبہ ابدال کا تھا۔ اور قائم خاں متوکل
نے بھی غنی کو ابدال لکھا ہے۔

ذکر رحمت شاہ

آپ مرید سید محمد اشرف لب رسید شاہ افضل اللہ کالپوی
کے ہیں درویش کامل تھے اور کیفیت مجذوبیت کی بھی تھی آپ کے
گنگا دہر راؤ راجہ نے موضع آغاپور کی زمین کی تھی آپ نے ایک
مالی کو کہ خدمت کرتا تھا دیدی تھی آپ کا یہ تصرف مشہور ہے کہ جسقدر آدمی
مسافر یا باشندہ شہر کے آپکے تکیہ میں جاتے گڑ اور خود بریان دیا کرتے تھے
اور حالت استغراق و جذب میں جب آپ تکیہ سے باہر جاتے پیشاب جاری
رہتا یہاں تک کہ پہر پہر یا دو پہر یا دن بھر یہی کیفیت جاری رہتی اور آپکا
تکیہ بہت مشہور ہے عمدہ عمارت بنی تھی اب گر پڑی کچھ باقی ہے مزار و تکیہ
آپ کا شہر سے جانب پچھم واقعہ ہے اور آپکے مزار پر درخت املی ہے۔

ذکر قاضی شیخ عظمت اللہ جونپوری

آپ کا مقبرہ شہر سے جانب پچھم درمیان گنبد پیر زنجانی اور بہادر شہید کے واقع ہے عمدہ مکان بنا ہے اور آپکے مزار پر بڑی رونق ہے۔
کہتے ہیں کہ جس وقت عہدہ قضات کا بادشاہ نے آپ کو دیا کالپی میں تشریف لائے آپ بڑے کامل اور صاحب خوارق تھے چنانچہ یہ تصرف آپکا مشہور ہے کہ جونپوری کو کالپی سے ایک دن جاتے اور لوٹ آتے تھے مقبرہ آپکا مشہور ہے۔

ذکر نور جمشید

یہ دونوں بھائی بڑے بزرگ تھے تصرف آپ کا یہ مشہور ہے کہ جس وقت آپ کی والدہ نے انتقال کیا اور جنازہ آپکے مزار کے پاس پہونچا وہاں جگہ قبر نہ تھی ایک شخص نے کہا یا نور جمشید تمہاری والدہ نے انتقال کیا ہے اور جگہ قبر کی نہیں ہے اسی وقت کہ قبریں ملیں تھیں علیحدہ ہوگئیں کہ درمیان میں دونوں قبر کے رکھی گئیں مزار آپ کے متصل مزار رحمت شاہ جانب شمال واقع ہے۔

فتح خان شہید

مزار آپ کا سرائے نئی کے جانب پورب تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے
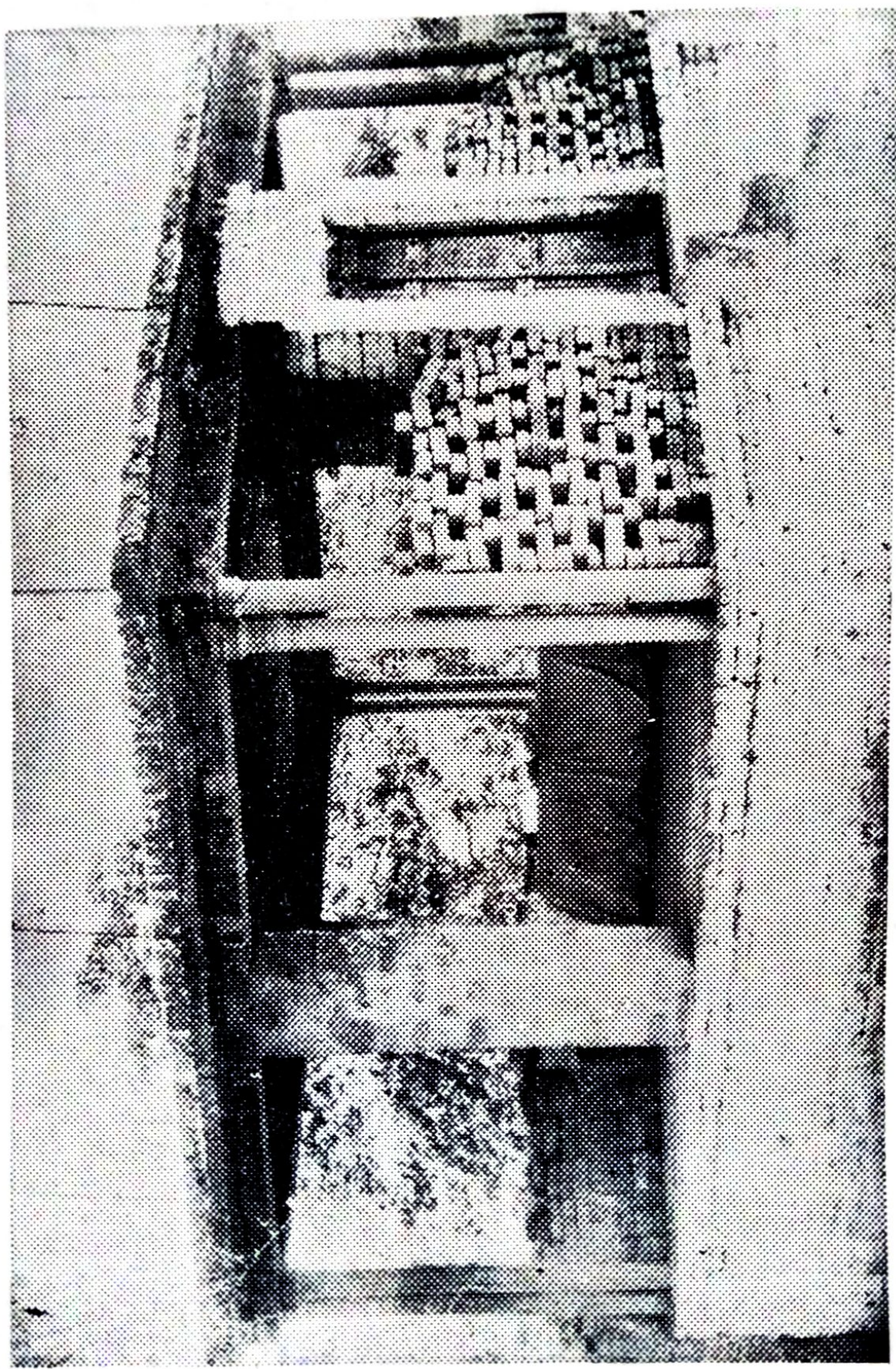
آستانہ فتح خاں شہیدؒ (کابلو شریف)

(فوٹو و بلاک منجانب احمد حسین)

حسن شہید و چندن شہید

مزار آپکے محلہ حیدری پورہ میں واقع ہیں ۔

پیر غیب

مزار آپکا محلہ حیدری پورہ میں واقعہ ہے چبوترہ مزار آپ کا بلندی پر ہے اور ایک درخت نیم کا باہر چبوترہ ہے آپ بڑے بزرگ ہیں۔

کروٹا پیر

آپکا مزار محلہ عدلسرائے میں متصل سڑک قدیم شاہی کے واقع ہے کہتے ہیں چھ مہینے تک قبر آپ کی سیدھی رہتی ہے اور چھ مہینے تک ٹیڑھی ہو جاتی ہے اس لئے مردمان کہتے کہ آپ بعد چھ مہینے کے کروٹ لیتے ہیں۔ اس سبب سے کروٹا پیر مشہور ہیں نقل ہے قریب مزار آپ کے مکان بقال کا تھا مہری مکان برساتی آپکے مزار کی طرف تھی بقال مہری برساتی کو مہری نجاستی کر دیا لوگوں نے منع کیا کہ خراب پانی نہ بہنے دے نہ مانا آخرش چند روز میں تباہ ہو گیا۔ اب کوئی اس کا نام لینے والا نہ رہا مکان برابر ہو گیا۔

آغا اسمٰعیل

یہ بڑے بزرگ ہیں مزار آپ کا کھنڈی شاہ کے تکیہ میں ہے ۔

بہاء الدین شاہ

آپ برادر شاہ عبدالوہاب منڈیا گنبد کے ہیں مزار آپ کا ہنگمڈی شاہ اندر گنبد بلا چھتری واقع ہے۔ اور دیگر مزار سید تاج الدین سید بہولن اور لبابزرگوں کے تکیہ میں ہے۔

بہنڈی شاہ

یہ درویش تھے ان کا تکیہ بہت مشہور رہے عمارت عمدہ بنی تھی اب گر گئی کچھ باقی ہے آپ کا مزار بھی تکیہ میں ہے

گنگا شاہ

یہ مرید بہنڈی شاہ کے تھے آپ کا یہ تصرف تھا کہ کنوئیں میں سیدھے پانی تک چلے جاتے اور چلے آتے تھے اعضا تناسل اتنا بڑا تھا کہ کمر میں پیٹے رہتے یہ مشہور ہے مزار پیر کے تکیہ میں ہے۔

ماموں بہانجہ

کہتے ہیں یہ دونوں شہید ہیں ایک کا نام جمال الدین اور دوسرے کا نام کمال الدین محلہ آبہا گنج میں متصل حویلی شیخ احمد صاحب جانب شمال کونعہ چھم آپکے مزار واقعہ ہیں۔

یانہتی شاہ

آپکا مزار درمیان مزار پیر حفیگا و قلعہ کالپی کے ہیں اور اس جگہ اب زراعت ہوتی ہے مزار آپ کا بند تھا نقل ہے کہ اس کو عرصہ قریب تیس سال کے ہوا کہ سمی گنگا دھر کھورجی لبسبب

لاعلمی کے آپ کے مزار پر کہ بند تھا حاجت ضروری کو بیٹھا آپ نے اٹھا کے پھینک دیا کہ نالہ میں اندر تین ۳ ہاتھ گہرے پر گرا لیکن بالکل چوٹ نہ لگی رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے کہا کہ اب ہم نے چھوڑ دیا آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ ہم تجھکو نہ چھوڑینگے کیونکہ وہاں ہماری قبر ہے جہاں تو بیٹھا تھا بھورجی مذکور نے عرض کیا اگر اجازت ہو میں کھود کر بنوادوں آپ نے فرمایا کہ کھود جیسی قبر بنی ہے ویسی ہی رہنے دے اور خام چبوترہ بنا دیا آپ کے لطف سے بہت سے لوگ کامیاب ہوئے **ممدو حجام** نے آپ کے مزار پر رجوع کی اور جاروب کشی کی کر اس خدمت سے اس کی یہ کیفیت ہوئی کہ اسی جگہ کھیت بوتا تھا نہایت برکت ہوئی اور ایسی پیداوار ہوئی کہ فارغ البال ہو گیا اور قدمبوسی بھی کی آپکی حاصل ہوئی اور آپکی توجہ سے زیارت پیر جھنگا و مخدوم ابوالفتح کی میسر ہوئی آپ نے اس سے منع کر دیا تھا کہ ہرگز یہ حال کسی سے ظاہر نہ کرنا چنانچہ اس نے منحوس طالع سے یہ حال بیان کر دیا اور نہ اب وہ برکت ہے اور اپنے کئے سے پشیمان ہے اور **مداری** چودھری نے واسطے ہونے اولاد کے آپ کے مزار پر رجوع کی خدا نے اس کو اولاد دی تا حال مداری چودھری زندہ ہے اور ممدو نائی کا تھوڑا عرصہ ہوا انتقال ہو گیا۔

عم سید

آپ کا مزار قریب گھو موسیٰ رنگریز کے بڑے بازار میں واقع

شاہ فیروز

آپ کا مزار اندر دوکان ململی گر بڑے بازار میں متصل مزار بہولے سالار صاحب کے واقعہ ہے۔

سونا شہید

نام آپ کا سید احمد عرف پیر سونا شہید مزار قریب باغ بہادر لال راہ راج گھاٹ میں واقع ہے۔

سید بدری

آپ کا مزار بڑے بازار میں عباس خانی کنوے کے قریب دروازہ پردیبی دین سوکل کے واقع ہے

سلطان شاہ کٹڑا صاحب

آپ کا مزار متصل بازار بڑا میں جامع مسجد کی جانب پورب تھوڑے فاصلے پر واقعہ ہے۔

حضرت شیخ برہان ساکن مدینہ منورہ

آپ کا مزار درمیان آہیر عباس خانی محلہ میں راج گھاٹ پر واقع ہے۔

فتح خاں نادر شاہ ہمشیرزادہ احمد شاہ پٹلائی

آپ کا مزار اندر گنبد چلہ شاہ مدار محلہ مدار پورہ میں واقع ہے

اور یہاں مطاہر خلیفہ شاہ مدار کا بھی مزار مدار پورہ میں واقع ہے
اور چبوترہ مزار آپکا معروف ہے۔

قاضی لدو صاحب و حاجی حرمین صاحب

آپ کے مزارات لبشت مدرسہ میاں صاحب چوڑہ واقع ہیں
اور مزارات لبسا بزرگوں کے ہیں۔

بائیسا پیر

مزار آپ کے متصل لیلی کنواں قریب کوٹھی واقعہ احمد پور میں
ہیں آپ بائیس بھائی تھے بڑے بزرگ ہیں کچھ قبریں موجود ہیں۔
اکثر تجاری یا بیرپا والے وحاجتمند آپکی رجوع سے فائدہ اٹھاتے ہیں
اور بعد برآنے حاجت کے مالیدہ وچادر چڑھاتے ہیں۔

ذکر بندگی محمد واصل

آپ مرید وخلیفہ محمد غوث گوالیری کے ہیں مزار آپکا کالپی
میں ہے لبسا بزرگ تھے نقل ہے کہ آپ بہ ارادہ بیعت گوالیار کو گئے
جب خدمت میں محمد غوث گوالیری کے پہونچے تو وہاں بہت شخصونکا
مجمع تھا جو نظر حضرت غوث صاحب کی ان پر پڑی تو فوراً دیکھتے اپنے
پاس بلایا اور کلمات مستحسن ایسے کہے کہ جس سے کامل ہونا آپ کا

پایا گیا اور وسعت بیع کر کے کالپی کو روانہ کیا اور وقت رخصت کے محمد غوث گوالیری نے اپنے طالبان سے کہا کہ جس وقت میرا جنازہ تیار ہو منتظر رہنا ایک شخص آوے گا وہ نماز پڑھاویگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ روز وقت انتقال محمد غوث گوالیری کے بندگی جلال واصل کالپی میں تلاوت قرآن مجید کرتے تھے کہ اس اثنا میں آنسو آپ کے ٹپکنے لگے مردمان نے دریافت کیا آپ نے سکوت میں ہو کر خلوت اختیار کی بعد برآمد خلوت کے فرمایا کہ محمد غوث گوالیری کا انتقال ہوا اور نماز جنازہ کی میں پڑھکر آتا ہوں لوگوں نے تاریخ و دن لکھ لیا اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہی روز دن اور تاریخ تھی جیسا کہ فرمایا تھا

شیخ حسن زنجانی عرف پیر جھنجانی

یہ پوتے مولانا خواجگی کے ہیں مزار ان کا گنبد میں متصل پیر جھنگا جانب پورب لب راہ قلعہ ہے واقع ہے

محبت شاہ

یہ درویش تھے مزار محلہ رام گنج متصل گنبد کہ دروازہ پر آپ کا مزار مشہور ہے اور مزار لبا بزرگوں کے ہیں اور محبت شاہ

کو ۱۲۱۲؁ھ ہجری میں اراضی لگانی ص۵۰ روپیہ کی نصیر الدولہ بہادر
نے معافی میں دی تھی **قائم خاں** متوکل یہ صاحب مرید حضرت
سید ابو سعید عرف شاہ خیر اللہ تعلی حضرات جو رہ کے ہیں آپ بڑے متوکل
عابد و زاہد تھے اکثر آپکی ذات سے بہت آدمی فیضیاب ہوئے کہتے
ہیں کہ چالیس برس کا عرصہ ہوا کہ جب سے آپ نے نوکری ترک کرکے
گوشہ اختیار کیا مدرسہ میں میاں صاحب کے متوکل رہے اور مزار
اپنے پیر سے خط اٹھاتے رہے یہاں تک کہ وہیں انتقال کیا اور دربانی
میں اپنے پیران طریقت کے رہے یعنی مزار آپ کا اندر مدرسہ
متصل دروازہ جانب پورب واقعہ ہے۔ انتقال ۱۳۰۴؁ھ ہجری میں ہوا

ذکر مولانا مولوی سعد اللہ صاحب کالپوی مدرسہ اول عربی و فارسی ضلع اسکول جھانسی وللت پور

یہ حضرت نمائش کو پسند نہیں کرتے تھے عالم باعمل تھے اور مرید
حضرت مولانا شاہ **فضل الرحمٰن** رحمتہ اللہ علیہ گنج مراد آبادی
کے تھے آپ ایام طفلی میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ لکھنو تشریف
لے گئے چونکہ زمانہ بادشاہ غازی الدین حیدر کا تھا اور آپ کے والد

باجد نے مولانا موصوف کو خدمت میں مولانا شاہ عبدالحیئ صاحب
کے جو اس وقت فرنگی محل میں تعلیم علوم طلبا کو دیتے تھے مولانا نے کو
بھی تحصیل علم کو حاضر ہوتے تھے چند سال میں علم فقہ وغیرہ تحصیل
کرکے باالتفاق آبدانہ لکھنؤ سے ریاست باؤنی کدورہ تشریف
لائے اور آپ کے ماموں ملا ن داؤد نے کہ ملازم سرکار نواب امیرالملک
بہادر کے آبدار خانہ میں تھے مولانا کو خدمت میں مولانا سید امجد علی
صاحب مختلص تلق کر لکھنؤ کے تھے ان کے سپرد کیا آپ کی خدمت
میں چند سال رہ کر علم و شعر و سخن و سبباق حاصل کیا اور عربی بھی
جناب مولانا عالم باعمل عزیز احمد صاحب ولایتی سے تحصیل کیا بعدہ
سررشتہ تعلیم میں نوکری کی پہلے تحصیلدار بندہ علی صاحب کہ رہنے
والے تہوڑ ضلع بجنور کے تھے ان کے صاحبزادوں کو ستره ۱۷ برس تعلیم
علم کیا بعدہ انیس ۱۹ برس ضلع اسکول للت پور میں مدرس اول رہے
اور سات سال ضلع اسکول جھانسی میں پڑھاتے رہے جبکہ سرکار
انگریز بہادر سے مولانا کی پنشن ہوئی باالتفاق و آبدانہ اپنے وطن شہر
کالپی میں تشریف لائے اور جناب منشی عنایت حسین خاں صاحب
خان بہادر ڈپٹی کلکٹر الہ آبادی کے صاحبزادوں کو بارہ ۱۲ برس تک تعلیم
کرتے رہے چنانچہ ۱۸۹۶ء اٹھارہ سو چھیانوے عیسوی میں مقام شہر
الہ آباد محلہ دوندی پورہ بر مکان ڈپٹی صاحب بہادر انتقال فرمایا مزار

مولانا کا محلہ دوندی پورہ شہر الہ آباد میں ہے۔

ذکرِ عاشق محمد کامل

آپ کو نہایت ولولہ اور غلبہ محبت الہٰی کا تھا۔ حالت جذب کی رکھتے تھے مرید اور خلیفہ حضرت سید محمد کالپوی کے ہیں اور نعمت آپ کو پیر زنجانی سے بھی حاصل ہوئی نقل ہے کہ ابتداءً مذہب آپ کا ہنود تھا عہد طفلی میں والدین آپ کے بسبب غبی ذہن و بد حافظے کے ناراض تھے یہاں تک کہ ایک دن ناراض ہو کر مکان سے نکال دیا اسی وقت میں اکثر طفلاں بنا بر حصول علم گنبد میں پیر زنجانی صاحب کے جایا کرتے تھے یہ نکل کر تنہا گنبد میں گئے اور نہایت عقیدت سے رجوع کی پیر زنجانی صاحب نے ظاہر ہو کر بعد تفتیش حال آب و دہن لب مبارک سے انکو چھکایا اسیوقت کل علوم دینی و دنیوی حاصل ہو گئے آپ مکان میں آئے اور والدین سے کہا جو چاہو مجھ سے پوچھو تو انھوں نے کتابہائے ہندی و فارسی جوان کو دیں سب پڑھنے لگے نہایت خوش ہوئے تب آپ نے کہا میں تبصرف پیر زنجانی صاحب جمیع علوم سے واقف ہو گیا لیکن اب تمہارے کام کا نہیں ہوں چنانچہ آپ مع اہل خانہ مسلمان ہو گئے اور دست پر حضرت میر سید محمد کالپوی کے بیعت کی اکثر آپ مدرسہ منورہ میں رہتے تھے اور اکثر احاطہ میں کہ

گنبد زنجانی کے جانب پچھم ملحق ہے قیام رکھتے بعض کہتے ہیں کہ اس احاطہ
میں ایک مزار بڑے کامل کا ہے اس سے بھی آپ کو نعمت حاصل ہوئی
اور مصرعہ تاریخ وفات آپ کا یہ ہے۔

مصرعہ ۔ بفردوس شد جائی **عاشق محمد**

مزار آپکا عیدگاہ کی جانب دکھن ملحق دیوار عیدگاہ گوشہ
پچھم میں بعمارت پختہ واقع ہے **نقل** ہے کہ ایام بلوہ میں مولانا
شاہ **سلامت اللہ** صاحب کہ عالم وفاضل تھے کالپی میں اور
بنابر زیارت قبور کالپی گئے باعث وقفیت اسرار باطنی کا ایک
صاحب باطن کی قبر پر کہ برابر ہموار تھی پیر آپ کا پڑ گیا کشش باطنی سے
آپ کی طبیعت بیخود ہو گئی کہ اٹھ نہ سکے بدن آپکا عرق عرق ہو گیا
بسبب نسبت سلسلۂ پیران طریقت آپ کی روح پر فتوح نے ان سے
کہا کہ یہ مسافر ہیں اور اعانت کی کہ مولانا صاحب اٹھے اور فرمایا اس
وقت اگر روح عاشق محمد صاحب کامل معین نہ ہوتی تو معاملہ دیگر
گوں ہوتا اس کالپی میں مزارات بہت ہیں اچھے اچھے لوگ صاحب
تصرف وخوارق تھے کہ جنکا نام نہیں معلوم ایسے اب تک تصرف ظاہر
ہو جاتا ہے اور اکثروں کو فائدہ پہونچتا ہے تھوڑے سے بزرگان
دین کا جو حال معلوم ہوا اور سننے میں آیا درج کیا اللہ تعالیٰ بطفیل
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ وسلم بہ طفیل

بزرگان اس احقر العباد کو ہر بلا سے محفوظ رکھکر باعزاز و آبرو رکھے اور عاقبت بخیر کرے اور جمیع مسلمان کو آمین یارب آمین۔

سوئم باب میں حالات حاکمان ظاہری و بنائے کالپی مع کوائف بعض مکانات۔

یہ کالپی سب سے بڑے شہروں میں پرانا شہر ہے آبادی اسکی بقول دانایاں تاریخ اہل ہند زمانِ جنات ہے اور کالیدیو نامی کو بانی اِس بنائے کالپی کو جانتے ہیں اور تاریخ دانایانِ اہل اسلام کی یہ تقریر ہے کہ بعد وجود حضرت آدم علیہ السلام جب جانب باری کو العدم کلی عالم جنات کا کہ قابض و متصرف روئے زمین تھے منظور ہوا تو ظہور اسکا یوں ہوا کہ جنات میں کمی اولاد شروع ہوئی اور بتمنائی اولاد اجنہ نے اولاد بنی آدم لیجاکر متبنی کرکے پرورش کرنا شروع کیا جب یہ رسم شائع ہوئی تو پرورش یافتگان جنات نے اجنہ کو اپنا باپ حقیقی جانا اور روش اجنہ اختیار کی یہاں تک کہ اجنہ کالعدم کلی ہوا پس اس سبب سے اہل ہند میں اکثر عقائد جنات کے پائے جاتے ہیں اب بھی یہاں کالپی میں ہر سال متصل قلعہ مہینہ پھاگن میں کنارے دریائے جمن ایک مختصر سا میلہ ہوتا ہے زبان ہنود کالیب دیو کے نام سے پوجا چڑھاتی ہیں اور یہ وجہ تسمیہ کالپی کی ہے دوسری

سند آبادی قدیم کالپی کی یہ ہے کہ مقدمہ **تاریخ فرشتہ** میں بذکر حکومت
کیشوراج بن مہاراج یہ عبارت مندرج ہے کہ ہم دریادل سلطنت بر
برادری رابطہ فرستاد خود از راہ بلدہ **کالپی** یہ گونڈوارہ درآمد
سرازدکن برادر وادر یہ کیشوراج ہمعصر **فریدون و منوچہر**
کا تھا راجہ باسودیو نے بعد راجہ بکرماجیت کے جو تھا راجہ تھا شہر
کالپی کو آباد کیا اسی کے عہد حکومت میں **بہرام گور** بادشاہ ہندوستان
میں آیا چنانچہ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے راجہ باسدیو کو بہرام گور درعہد
حکمرانی رو دادہ **قنوج** شدہ بود قلعہ و شہر کالپی از محدثات اوست
یعنی راجہ باسدیو اور ظاہر کہ معنی احداث کے عدم سے وجود آبادی کالپی
کا ہزار برس پیشتر اس واقعہ کے قصہ مذکورہ کیشوراج سے پایا
جاتا ہے پس معنی احداث کے یہاں تجدید مقصود نہ ہونگے غرضکہ بنائے
قلعہ موجودہ کالپی مجدد راجہ باسدیو ہے گو اس سے قبل بھی کچھ نشان
پایا جاتا ہے بعہد ایک مدت و دراز سے شہر کالپی خاص اور اسکے
متعلقات **مہوبا و چندیری و گوالیار و کالنجر** وغیرہ برقوم
راجپوت چندیلہ متصرف رہے اور بعد ایک مدت کے سلطان **محمود
غزنوی** کی ایک یورش ہوئی اور یہ ملک اس کے قبضہ تصرف میں
آگیا لیکن چونکہ سلاطین غزنویہ کا قیام ہندوستان میں نہیں رہا اس
سبب سے پھر یہ ملک اس کے قبضہ اقتدار اقوام ہنود میں آگیا -
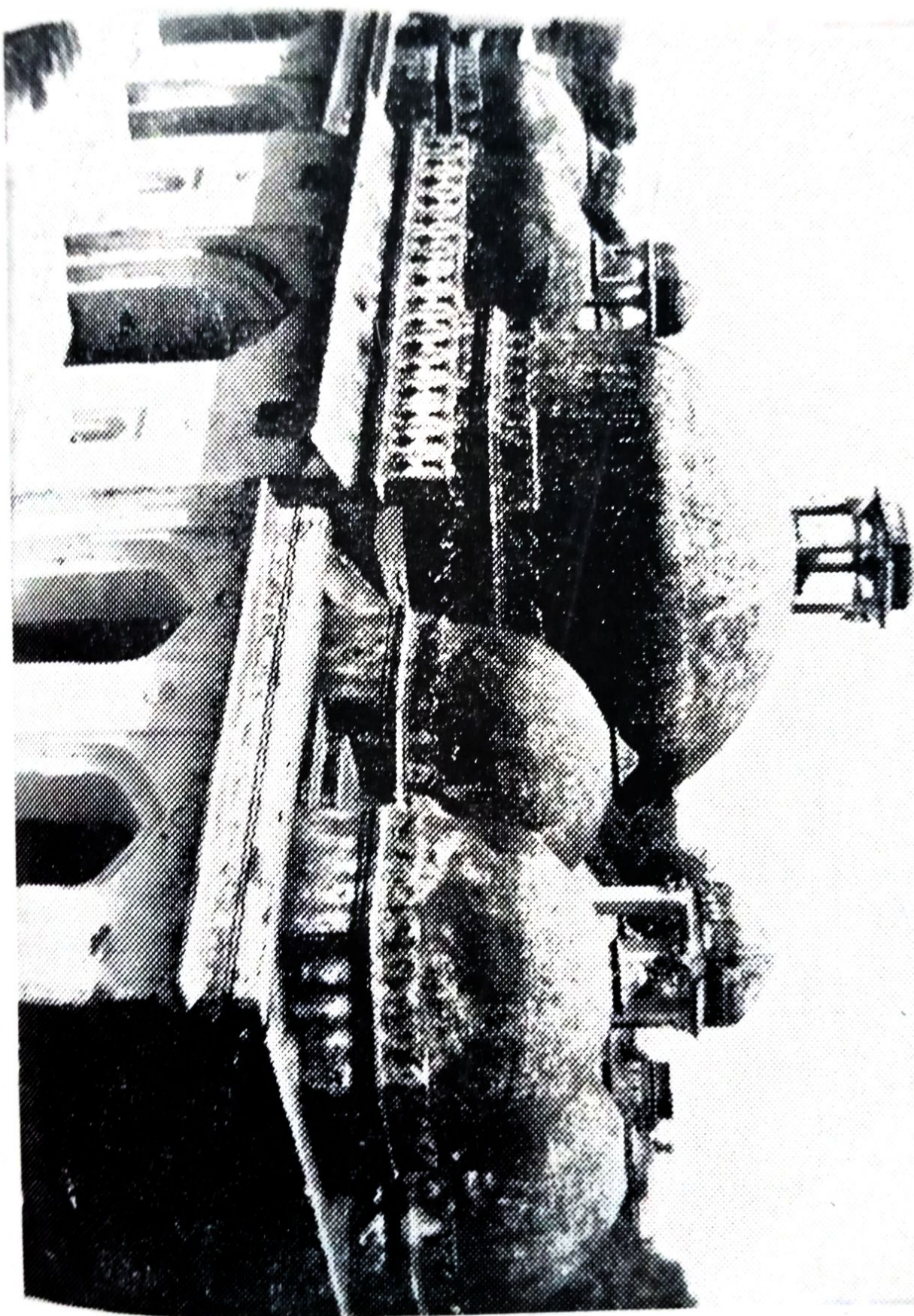
ذکر حکومت تادرشاہ

کہ اول بعد علمداری راجوے یہی بادشاہ کالپی میں آیا زمانہ حکومت سلاطین **غوریہ** میں جب کے سلطنت دہلی میں فتور واقع ہوا اور ہندوستان میں طوائف الملوک ہوگئے **مالوہ گجرات** اور **دکن** اور **جونپور** وغیرہ سلطنت علیحدہ ہوگئی تب ۸۳۵ھ ہجری میں سلطان ہوشنگ شاہ مالوی نے عزم تسخیر کالپی کیا جب کہ قریب **کالپی** پہونچا تو معلوم ہوا کہ سلطان ابراہیم شرقی بعزم آتا ہے ہوشنگ شاہ نے دفع سلطان ابراہیم شرقی مقدم سمجھکر اور ہی توجہ کی مگر سلطان ابراہیم نے بسماعت خبر توجہ سلطان مبارک شاہ دہلی سمت جونپور کے معاودت کی اور ہوشنگ شاہ مالوی بلا منازعت متصارف کالپی ہوا اور حکومت کالپی کی تادرشاہ بادشاہ کو سپرد کرکے آپ **مالوہ** کو چلا گیا پس اولًا حاکم سلمانوں میں تادرشاہ بادشاہ **کالپی** میں آیا تادرشاہ نے قوم چندیلہ کا قرار واقعی استقبال کیا اور **چترکوٹ** اور **مہوبا** وغیرہ کو اپنے قبضۂ تصرف میں کر لیا اور اپنا قیام گاہ کالپی میں اختیار کرکے جامع مسجد بنائی اور قلعہ از سر نو مرمت کرائی اور حضرت سراج الدین سالار سوختہ مصری کا مرید ہوا تادرشاہ بڑا علم دوست تھا ولایت مغرب سے علماء فضلاء مثل مولانا ابراہیم مکی اور سید محمد زنجانی وغیرہ

کو بصرف زر کثیر لایا اور ایک مدرسہ بنایا تھا اس میں تعلیم علوم ہوتی
تھی اور یہ بادشاہ ملقب برن بٹور مشہور تھا لیکن کہیں اس لقب
کی وجہ تسمیہ نہیں لکھی

ذکر حکومت کالپی ہری چند عرف لہریا

بعد قادر شاہ کے کالپی اور اس کے نواح میں راجہ ہری چند
کے تسلط پایا اور قرار واقعی علمداری کی اور قرارگاہ اور جائے عمارت
اپنی موضع شاہ پور کہ وہ اب ویران اس پار دریائے جمن
علاقہ بہوگنی پور ضلع کانپور میں متصل کالپی ہے بنائی تھی اور
وہیں کچہری کرتا تھا

ذکر حکومت کالپی سلطان محمد شاہ عرف محمود شاہ لودھی

بعد سلطان تغلق کے جب فیروز شاہ بادشاہ ہوا اور سلطنت
دہلی میں کسی طرح فتور واقع ہوا اور دکن اور بنگالہ اور دیوان
دہلی سے خارج ہوگیا مگر یہ بندیلکھنڈ اس کے قبضۂ اختیار میں
رہا بعد سلطان محمد تغلق اور شور و فساد کی عادت جبلی اقوام راجپوت
بندیلکھنڈ کا تھا برپا ہوا تب سلطان فیروز شاہ لودھی نے سلطان محمد شاہ
کو کہ اس کے بنی اعمام میں تھا. سند اس ملک بندیلکھنڈ کی دیکر روانہ

کیا جبکہ محاربہ کالینجر اور مہوبا اور چندیری وغیرہ کا محمود شاہ نے فتح کر لیا اس کو یہ منظور ہوا کہ اب توجہ بدل کر کے پایان بندیلکھنڈ تک دشمن کو آرام نہ لینے دیجئے حالانکہ بادشاہ کو مرض تھا دیا مارکہ بس زخمی ہوا تھا مخالف نے جب مقام مہوبا سے ہزیمت پائی تو کالپی میں قرار پکڑا جبکہ محمود شاہ بافوج کثیر قصبہ چھتیرہ قریب چھترپور متعلقہ بندیلکھنڈ سے بعزم اخراج راجہ لہریا کالپی میں آیا یہاں راجہ سری چند عرف راجہ لہریا کہ نامی سردار راجپوتان متغلب راجہ تھا۔ آپ کو بہت دور سمجھتا تھا بڑے عزم و ارادہ سے مستعد مقابلہ ہوا بعد کد و کاوش و جنگ عظیم کے محمد شاہ عرف محمود شاہ لودھی نے فتح پائی اور راجہ لہریا مارا گیا بادشاہ نے اس کا سر کٹوا کر سری دروازہ کی بنیاد میں دفن کرایا اس کی سال تاریخ ہجری فتح فیروز ہے یعنی ۷۹۱ھ سات سو اکیانوے ہجری میں یہ واقع وقوع میں آیا مشہور ہے کہ راجہ لہریا کی سات رانیاں ستی ہوئیں چنانچہ موضع گلولی پرگنہ کالپی میں جو بفاصلہ دو کوس جانب پورب کنارہ دریائے جمن کے واقع ہے سات مٹھ پختہ اب تک موجود ہیں اس کو سور جاترہ کہتے ہیں وہاں اب بھی ہر سال مہینہ کاتک میں ایک میلہ موسوم بسور جاترہ لگتا ہے سلطان محمد عرف محمود شاہ لودھی کا بخوبی تسلط ہوا تو اس نے اس کالپی کی

تہذیب و ترتیب آبادی کر کے باون۵۲ محلہ میں منقسم کیا اور محمد آباد نام رکھا اور اپنا پایۂ تخت قرار دیا نیز ایں بادشاہانِ تیموریہ چغتیہ محمد آباد عرف کالپی لکھا ہے

ایںک توبدان اشعار محمد آباد = در عرف کالپیت بنیاد
شہر نہ چناں وسیع برتر = در ہند نہ بلکہ ہفت کشور

واضح ہے کہ محمد شاہ لودھی نے کالپی میں وفات پائی اور چوراسی گنبد میں مدفون ہوا۔

ذکر حکومت کالپی اکبر شاہ بادشاہ

اول۔ جب کہ اکبر شاہ تخت نشین اس وقت یہ ملک متعلقہ دہلی تھا۔ اور عبداللہ خاں او دیگ حکمراں دہلی تھا عہد اکبر شاہ ے نیز ایں دیگرہ کاغذات شاہی میں پرگنہ نورٹھہ سرکار کالپی متھرا تخلافت اکبر آباد لکھا گیا نواٹھہ ایک محلہ کا نام ہے۔ مگر اب اسکا نام تبدیل ہو گیا اکبر شاہ دوبارہ کالپی میں آیا ایکبار سمبت ۱۶۷۲ میں آیا اور موضع الوڑرہ میں جو بفاصلہ تین کوس کالپی سے جانب جنوب ہے ایک تالاب و مندر موسوم بہ استہاق گرو ادین بختہ عمدہ تعمیر کرایا مشہور و معروف ہے کہ روپن گرو جو بیس ٹھاکر تھا فقیر ہو گیا تھا اس نے اس

مقام پر سمادہ لیا یعنی زندہ زمین میں سما گیا تھا اسی خیال سے اس جگہ **روپن گرو** کے نام سے ہر سال **کاتک** سُودی پولنوں کو وہاں ایک میلہ لگتا ہے جو آٹھ روز تک رہتا ہے غرضکہ پھر یہ ملک بندیلکھنڈ برابر دست **تیمور** میں آیا ۔

ذکر حکومت کالپی اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

جبکہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہوا اور ایک زمانہ کے بعد اس نے قصد دکن کا کیا اس زمانہ میں **جیت سنگھ** نامی قوم بندیلہ نے اپنی قوم کے آدمی و نیز دیگر اقوام راجپوت کو متعلق کرکے شورش کی اور کل بندیلکھنڈ میں بدعملی ہوئی اور کالپی کہ مقام حاکم نشین تھا غارت کیا اس وقت بادشاہ کو موقع وقت یہ معلوم ہوا کہ جیت سنگھ مذکور کو استمالت خاطر کرکے سکہ راجگی سکنہ راجگی کا کر دیا اور ملک ڈنگھائی مثل **جیر کہاری** و **جیت پور** و **تیا** و **اجیگڈھ** اس کی جاگیر میں دیا اور اس کو اپنے ساتھ لیا اور یہ راجے ڈنگھائی کے سب اس کی اولاد میں ہے جبکہ بادشاہت میں ضعف ہوا تو اولاد جیت سنگھ مذکور نے کسی طرح خبر گیری اختیار کی اور اپنی حکومت کو بڑھایا اور حکام بادشاہی بسبب ضعف کے اس سے عہدہ

مقام پر سمادہ لیا یعنی زندہ زمین میں سما گیا تھا اسی خیال سے اس جگہ
روپن گرو کے نام سے ہر سال کاتک سُودی پونوں کو وہاں
ایک میلہ لگتا ہے جو آٹھ روز تک رہتا ہے غرضکہ پھر یہ ملک بندیلکھنڈ
برابر دست تیمور میں آیا۔

ذکر حکومت کالپی اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ

جبکہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہوا اور ایک زمانہ کے بعد
اس نے قصد دکن کا کیا اس زمانہ میں جیت سنگھ نامی قوم بندیلہ نے
اپنی قوم کے آدمی ونیز دیگر اقوام راجپوت کو متعلق کر کے شورش کی اور
کل بند بلکھنڈ میں بد عملی ہوئی اور کالپی کہ مقام حاکم نشین تھا غارت
کیا اس وقت بادشاہ کو موقع وقت یہ معلوم ہوا کہ جیت سنگھ
مذکور کو استمالت خاطر کر کے سکہ راجگی سکنہ راجگی کا کر دیا اور
ملک ڈنگھائی ضلع چیر کھاری و جیت پور و دتیا و اجیگڈھ
اس کی جاگیر میں دیا اور اس کو اپنے ساتھ لیا اور یہ راجے ڈنگھائی
کے سب اس کی اولاد میں ہے جبکہ بادشاہت میں ضعف ہوا تو
اولاد جیت سنگھ مذکور نے کسی طرح خبر گیری اختیار کی اور اپنی حکومت
کو بڑھایا اور حکام بادشاہی بسبب ضعف کے اس سے عہدہ

ہوسکے اور بہ نرمی پیش آئے یہاں تک کہ اس کے ایک غلام نے پھر بعد
کالپی کا کیا اور ایک جم غفیر کے ساتھ پشت شہر پر خیمہ کیا تھا چونکہ
کہ وہ طاقت کسی طرح اس کے مقابلہ کی نہ رکھتا تھا ناچار ہو کر چاہا کہ
اوسے طرح صلح کی ڈالی اس کی صورت یہ نکالی کہ کل عمائد اور اکابر اور
شرفائے شہر کے کہ بقول مشہور ان میں بالکی نشین تھے سبکو لیکر اسکے
خیمہ میں گیا خدا جانے کہ اس وقت کیا گفتگو سخت ہوئی یا اس کو
دغا منظور تھی اس نے سب کو قتل کرایا مشہور ہے کہ اس روز اکثر
سو آدمی قتل ہوئے اور اس شہر **کالپی** اور اسکے نواح میں اسکا تسلط ہوا۔

ذکر نواب خان بنگش والی فرخ آباد

کہ زمانہ حکومت محمد شاہ کے کالپی میں آیا جبکہ محمد شاہ بادشاہ
ہوا اور محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو عہدہ امیر الامراء کا بادشاہ کی
طرف سے ملا تو اسکو ملک بندیلکھنڈ کی فتح کی ہوئی ہوئی اور مقام
شمیر گڈھ کے گھاٹ سے کہ قریب فرخ آباد کے ہے عبور کر کے
بندیلکھنڈ پر یورش کی اور اکثر جگہ مثل کالپی وغیرہ فتح کر کے قصد
آگے کا کیا اور یہ محمد خان بنگش ۱۱۴۲ھ میں اس ملک میں آیا اور
کالپی میں **احمد خان** کو اپنا نائب قائم کر کے آپ آگے بڑھا و بندیلے
جیت **پور** کے قلعہ میں محصور ہوئے **افغانیوں** نے ان کا محاصرہ

راجہ ستر غلام جیت سنگھ مذکور الصدر کا نہایت عقیل تھا اسنے باجی
راؤ پیشوا کو بطریق استمداد پونہ کو ایک راسلہ بھیجا اس میں لکھا
کہ اگر ان کی فوج یہاں جلدی پہونچکر ہمکو اس بلا سے محفوظ رکھے تو
کالپی وغیرہ تین لاکھ کا ملک بطریق پیشکش کے آپ کی نظر کروں اور
بخط ہندی دوہا لکھا۔

دوہا

ستراسی اور جیٹھ بد جو اسی کی سال = جاڑ و پڑو ستر سال پر کیا رجی گوپال
دوست جبنی باہما بہرگ اور باجی راؤ = باجی جات بوندیلکی راکھو باجی راؤ
جو بیتی گج راج پر سوگت پہونچی آئے = اون میں رجپوتیان تم عبدٹو ترکاؤ

چونکہ مقام پونہ سے فاصلہ بعید ہے اور برہمنوں کا کارخانہ سست
ہوتا ہے بغیر بچار ساعت و شگون کے کوئی کام نہیں کرتے ہیں وہاں سے
مدد آنے میں عرصہ ہوا تب تک راجہ ستر سال نے یہ حلیہ کیا تازہ اختراع
کیا کہ افغانیوں کے ساتھ گفتگو معاملہ کرکے کچھ روپیہ نظر کیا اور راہ رسم
محبت کی بڑھائی اور نہایت تملق و چاپلوسی سے پیش آیا یہاں تک کہ
ایک بار بطریق دعوت کے محمد خان اور کل لشکر کو قلعہ پر لے گیا اور راج
محل نامی ایک مکان میں ہنگامۂ رقص و سرود کا گرم کیا جب دیکھا
کہ اس کو خوب غفلت ہوگئی تب پہرہ مضبوط بٹھلا کر دروازہ قلعہ کا
بند کیا اور لشکر پر چھاپہ مارا یہ حال دیکھکر لشکر بھاگا یہاں سردار لشکر

راجہ ستر غلام جیت سنگھ مذکور الصدر کا نہایت عقیل تھا اسنے باجی راؤ پیشوا کو بطریق استمداد پونہ کو ایک مراسلہ بھیجا اس میں لکھا کہ اگر ان کی فوج یہاں جلدی پہونچکر ہمکو اس بلا سے محفوظ رکھے تو کالپی وغیرہ تین لاکھ کا ملک بطریق پیشکش کے آپ کی نظر کروں اور بخط ہندی دوہا لکھا۔

دوہا

ستراسی اور جیٹھ بد چوراسی کی سال = جاڑو پڑو ستر سال پر کھیا رجی گوپال
دوست جنبی بانہہ گہی اور باجی راؤ = باجی جات بوندیلکی راکھو باجی راؤ
جو بیتی گج راج پر سوگت پہونچی آئے = اون میں رجپوتیاں تم ہیٹو ترکاؤ

چونکہ مقام پونہ سے فاصلہ بعید ہے اور برہمنوں کا کارخانہ سست ہوتا ہے بغیر بچار ساعت و شگون کے کوئی کام نہیں کرتے ہیں وہاں سے مدد آنے میں عرصہ ہوا تب تک راجہ ستر سال نے یہ حلیہ کیا تازہ اختراع کیا کہ افغانیوں کے ساتھ گفتگو معاملہ کرکے کچھ زر بہ نظر کیا اور راہ رسم محبت کی بڑھائی اور نہایت تملق و چاپلوسی سے پیش آیا یہاں تک کہ ایک بار بطریق دعوت کے محمد خاں اور کل لشکر کو قلعہ میں لے گیا اور راج محل نامی ایک مکان میں ہنگامۂ رقص و سرود کا گرم کیا جب دیکھا کہ اس کو خوب غفلت ہو گئی تب پہرہ مضبوط بٹھلا کر دروازہ قلعہ کا بند کیا اور لشکر پر چھاپہ مارا یہ حال دیکھکر لشکر بھاگا یہاں سردار لشکر

نہ محمد خان بنگش کے قلعہ میں قید ہو گئے جبکہ **قائم خاں** بڑے بیٹے
محمد خاں کو یہ خبر معلوم ہوئی وہ لشکر عظیم کے ساتھ بعزم **جیت پور**
روانہ ہوا ہنوز جیت پور نہ پہونچا تھا کہ راجہ ستر سال نے محمد خان بنگش
سے اس شرط پر صلح کی کہ کبھی نواب محمد خاں بنگش بذات خود یا اس کی
اولاد بعزم لینے بندیلکھنڈ کا نہ کریں اور بہ ارادہ ملک گیری اس پار
دریائے جمن کے نہ اترے بعد اس قرار واثق کے سیکو چھوڑ دیا اثنار راہ
میں قائم خان کو راہ میں ملے دونوں سیدھے فرخ آباد کو چلے گئے۔

ذکر حکومت کالپی گوبند پنڈت

بعد اس واقعہ کے باجی راؤ پیشوا با فوج کثیر مقام **پونہ** سے
بندیلکھنڈ میں آیا اس وقت راجہ ستر سال سے بجز اس کے حسب
قرار اپنے تین لاکھ روپیہ کا ملک اس کے سپرد کر کے کچھ بن نہ پڑی
الغرض راجہ نے موافق اپنی شرط کے وہ ملک یعنی **کالپی** وغیرہ سپرد
پیشوا کے کر دیا اراکین دولت **پونہ** بخیال بے اعتباری قول و فعل
بوندیلہ و بعد مسافت پونہ کے حکومت اس ملک کی قبول نکرنی تھی تب
باجی راؤ پیشوا نے گوبند پنڈت اپنے باورچی رسوئی یز کو یہ ملک
دیکر پونہ کا راستہ لیا اور بارہ ۱۲ ہزار سوار پیادہ ہمراہ گوبند پنڈت
چھوڑ گیا یہ گوبند پنڈت آدمی فہیم اور مدبر راہ و رسم سرداری و
ملک داری سے بخوبی واقف تھا اس نے اپنی قیام گاہ **کالپی** میں

مقرر کیا اور بوندیلوں سے معاملات میں بیدار مغزی سے پیش آیا اور
اپنی حکومت کو بڑھایا۔ یہاں تک کہ قریب ایک کروڑ روپیہ کے اسکے
ملک کا محاصل ہو گیا تھا اور پیشوا کو اپنی کارگزاری سے راضی رکھا
اور مقصد کارہائے نمایاں رہا اسکے بعد جب باجی راؤ پیشوا العزم تسخیر
ہندوستان میں آیا اور احمد شاہ درانی نواح پانی پت
میں محاربہ ہوا تو یہ گوبند پنڈت مہتمم رسد رسانی نواحی اسلام
آباد عرف متھرا دست افغانیوں سے مارا گیا اور پھر یہاں عمل
بوندیلیوں کا ہو گیا۔

عملداری پنڈت لچھمن راؤ دکھنی وغیرہ

بعد اس کے سمت اٹھارہ سو تین میں پھر پنڈت لچھمن راؤ ناظم
کالپی میں عمل دخل ہوا یہ شخص نہایت منتظم تھا اس کے انتظام کا اس
نواح میں بڑا شہرہ تھا اس نے کالپی کی مرمت کرائی آٹھ ۸ برس تک
حکومت کے بعد سمت ۱۸۱۱ اٹھارہ سو گیارہ میں مر گیا اس کے بعد پنڈت
دادا صاحب اس کالپی میں عامل ہو کر آیا پھر سمت ۱۸۱۸ اٹھارہ
سو اٹھارہ کی سال میں بادشاہ علی گوہر اور نواب۔ شجاع
الدولہ اس پار دریائے جمن کے آئے اور کالپی وغیرہ تین پرگنہ نواب
صاحب شجاع الدولہ نے امراؤ گر گوسائیں کو دیئے اس نے حویلی کے
دروازہ پر سات عدد توپیں رکھیں ایک توپ کا نام کالکا تھا اس

کے اوپر یہ عبارت الخط فارسی یہ عبارت کندہ تھی۔
ستر نکے مارنے کو اوتر میری کا لگا یہ تو ہمیں بعملداری سرکار
صاحبان انگریز ۱۸۰۱ء اٹھارہ سو ایکیادن علیسوی میں بمقام کالپی توڑ
ڈالی گئیں بعدہٗ سمت ۱۸۲۰ اٹھارہ سو بیس میں شجاع الدولہ کی طرف
سے نواب اسمٰعیل بیگ خان کو کالپی دیزہ تین پرگنہ خدمت ہوئی
اس کے جانب سے مرزا رستم بیگ عامل ہو کر کالپی میں آیا۔

ذکر عملداری بالاجی راؤ و گنگادھر پنڈتان

بعد اسکے سمت ۱۸۲۲ اٹھارہ سو بائیس کی سالیں پنڈت بالاجی راؤ گنگا
دھر راؤ کہ دونوں بیٹے گوبندراؤ پنڈت مذکور الصدر کے تھے عمل ہوا
لیکن سنبھور بہ راجگی بالاجی راؤ تھا کالپی میں رہا کرتا تھا اور گنگادھر کا
قیام ساگر میں تھا بالاجی راؤ کے ایک لڑکا ابہا صاحب نام تھا
پنڈت اس کو بڑا الغیبی اور صاحب اقبال کہتے تھے اور فی الحقیقت آدمی
عقلمند و صاحب سہم تھا اپنی حیات میں فوج کو خوب آراستہ کیا تھا اور
اکثر نون گے آدمی جمع کئے تھے مکانات پختہ قلعہ کے سامنے متصل حویلی
شیخ احمد بنائی تھی اس کے قریب اس نے ایک محلہ ابہا گنج آباد
کیا تھا اب بھی اس کا نام چلا جاتا ہے جو کہ اس کی زندگی نے وفا نہ
کی اپنے باپ کے روبرو مر گیا۔

ذکر عملداری صاحبان انگریز بہادر

بعد بالاجی راؤ کے نانا صاحب اس کے لڑکے کا عمل ہوا
اور اسی مابین میں سرکار انگلشیہ کا ہندوستان میں تصرف ہوا اور
ملک میاں دوآب یمین الدولہ نواب سعادت علی خاں بصلح ہاتھ
آیا اس وقت باستماع بدانتظامی حال پونہ سرکار منظور ہوا کہ
مقام پونہ پر فوج کشی کی جاوے اور مصلحت یہ معلوم ہوئی کہ انلوگوں
پر جو متعلق خاندان پیشوا ہیں مثل کالپی و گوالیار ناگپور
کے زور ڈالا جاوے اس جہت جنرل اودم صاحب معہ ایک فوج کثیر
کے عازم کالپی ہوئے اور مابین کالپی اور بھوگنی پور کے قیام کیا
اور بیس روز تک معہ لشکر مقیم رہے آخر اس امر پر صلح ہوئی کہ
حاکم کالپی صرف پرگنہ کالپی اور کونچ سپرد سرکار انگریزی کرے اور
اپنا قیام جالون میں اختیار کرے پھر کسی طرح تعرض سرکار کو نہ ہوگا
چنانچہ ایسا ہی ہوا یعنی ۱۸۶۰ء میں اٹھارہ سو ساٹھ کی سال میں
عمل دخل صاحبان انگریز بہادر کا کالپی میں ہوا اور نانا صاحب
وغیرہ پنڈتان نے اپنا قیام جالون میں اختیار کیا اس کے بعد ۱۸۹۵ء
اٹھارہ سو پچانوے سے کل ملک جالون وغیرہ قبضہ میں سرکار انگلشیہ
کے آیا۔

—

کیفیت بعض مکانات مشہور چوراسی گنبد

یہ گنبد قدیم عمارت متصل شہر کالپی جانب جنوب واقعہ ہے واضح
ہے کہ سلطان محمد عرف محمود شاہ لودھی نے سنہ ۷۹۱ھ سات سو اکیانوے
ہجری میں لہریا راجہ عرف سری چند پر فتح پائی فتح فیروز ہے جسکے
بحساب ابجد سنہ ۷۹۱ھ ہجری اخذ ہوتے ہیں اور کالپی میں تسلط کیا اپنے
عہد تسلط میں چوراسی گنبد بنایا وجہ تسمیہ **چوراسی گنبد** کی یہ ہے
کہ وقت تعمیر چوراسی گنبد تعمیر ہوتے تھے کہ محمود شاہ لودھی نے
تیار کرایا اس گنبد میں تین قبریں ہیں ایک محمود شاہ لودھی دوسری
اس امیر کی جو بادشاہ کی طرف سے رہتا تھا تیسری قبر ایک شقّے کی
بھی مشہور ہے کہ اس شقّے نے مقامات خوف میں ساتھ بادشاہ کا
دیا اور عین معرکہ میں خود سپر بادشاہ ہوکر زخمی ہوا بادشاہ اسکے
ساتھ بہت سلوک کرتا تھا اس شقّہ نے بادشاہ سے یہ اقرار کرالیا
تھا کہ میری قبر آپ کے پاس ہو اور بادشاہ نے وعدہ کیا تھا چنانچہ
وہ بھی وہیں دفن ہوا یہ عمارت پرانی اور دلچسپ ہے باوجود کہنگی
وشگفتگی عمارت اس کی پائیدار معلوم ہوتی ہے۔

سری دروازہ

سنہ ۹۱ھ ہجری میں سلطان محمد عرف محمود شاہ لودھی نے اس

شہری دروازہ کالپی شریف

دروازہ عالیشان کی شہر **کالپی** میں بنیاد ڈالی اور وجہ تسمیہ سری دروازہ کی یہ لکھی ہے کہ محمود شاہ لودھی نے جب سری چند عرف راجہ ہرپا سے محاربہ کیا اور اس کو مار ڈالا تب سر اس کا کاٹ کر اس سری دروازہ کی بنیاد پر رکھا اس پر یہ سری دروازہ بنایا گیا اس کے ملحق ایک مسجد موسوم **جامع مسجد** وسیع پختہ اور عمدہ تیار کردہ **نادر شاہ** بادشاہ ہے جس کی مرمت نور خاں نے ۱۸۴۵ء میں کرائی اور دالان مسافر خانہ جو گر پڑے تھے بنوا لئے۔

قلعہ کالپی

کالپی میں کنارہ دریائے **جمن** پر یہ قلعہ ہے اسکی بنائے تعمیر بابت مختلف روایت ہے کسی کا بیان ہے کہ ہزار برس کے قریب عرصہ ہوا یہ قلعہ **بیاس جی** پنڈت برہمن نے تعمیر کروایا تھا ایک تحریر سابقہ محررہ دراب علی مرحوم رئیس وظیفہ دار **کالپی** میں لکھا ہے در سال سمت ۱۸۰۳ اٹھارہ سو تین لچھمن راؤ ناظم دکھنی در کالپی قلعہ نو احداث کرد مگر اور تحریرات سلف سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید سمت ۱۸۰۳ء میں ناظم لچھمن راؤ نے اس قلعہ کی بنیاد ڈالی ہو بلکہ تجدید احداث کی ہو اور کتاب تاریخ فرشتہ میں کہ معتبر اور مشہور کتاب تاریخ کی ہے

بدکر راجہ باسدیو اس موقع پر کہ بہرام اس کے عہد حکومت میں وارد
قنوج ہوا تھا یہ عبارت مندرج ہے کہ قلعہ اور شہر کالپی از محدثات
اوست اور واسطے تحقیق سنہ کے تاریخ ہند میں دیکھا گیا تو معلوم ہوا
کہ بہرام بعد سلطان مسعود کے سنہ ۱۰۴۰ء میں تخت نشین ہوا اور بعد
مدت تخت نشینی کے وارد قنوج ہوا تھا اور بانی قلعہ کا راجہ باسدیو
پایا جاتا ہے بعد ایام غدر سنہ ۱۸۸۹ء میں یہ قلعہ بحکم صاحبان انگریز بہادر
سرنگ لگا کر اڑا دیا گیا صرف ایک مکان پختہ لداؤ کا اس میں باقی ہے
جس کی بنیاد قریب تین گز کے عرض میں ہے باقی سب مسمار ہو گئے اب
اس میں بنگلہ انجینئر صاحب کا بنا ہے نہایت جگہ فضادار ہے اور قلعہ سے
دریائے جمن تک سیڑھیاں پختہ اور ایک مندر اب تک موجود ہیں اور
وہ موسوم بقلعہ گھاٹ ہیں۔

مدرسہ مقدسہ موسوم مدرسہ میاں صاحب

دو سو اکسٹھ ۲۶۱ برس کا عرصہ منقضی ہوا کہ مدرسہ پختہ حضرت
میر سید محمد کالپوی نے شہر کالپی کے جنوب میں تیار کرایا تھا۔
اور یہ مکان بعہد اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ تیار ہوا تاریخ بنائے
مدرسہ کا یہ مصرعہ ہے ؎ ملک جاروب کش اینجا ہمیشہ لا

دارالعلوم محمدیہ خانقاہ کالپی شریف (جالون)
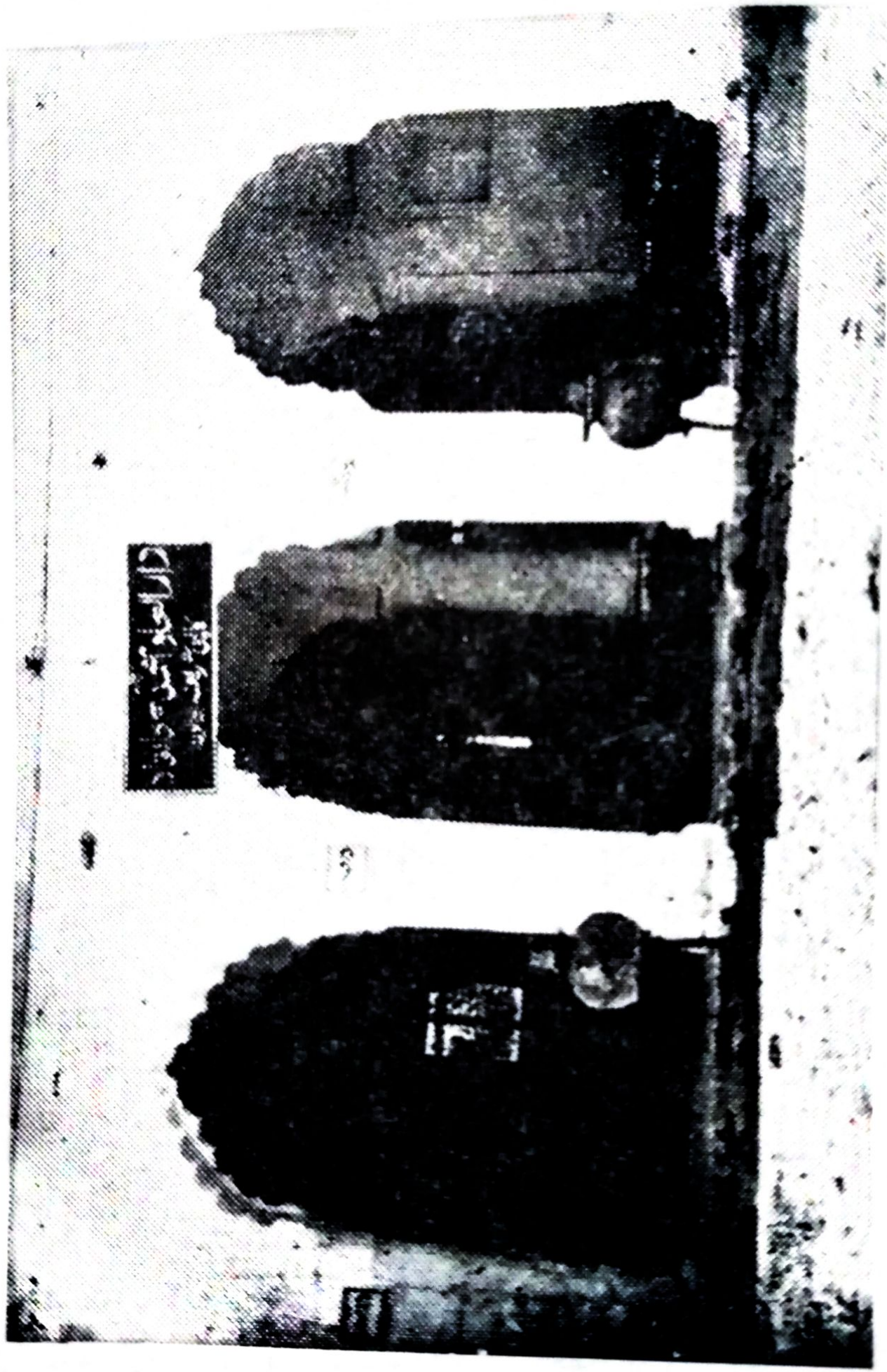
جسکے اعداد بحساب ابجد اخذ کرنے سے ۱۰۲۷ھ ہوئے جس کو عرصہ
۲۶۱ دو سو اکسٹھ سال کا گذرا اس مکان کے حصار میں چار گنبد
اور مکانات پختہ اور ایک مسجد اور کنواں ہے ان گنبدوں میں
قبریں خاندان حضرت **میر سید محمد کالپوی** کی ہیں اور
نواب سعادت علی خاں ریاست باؤنی کی جو مرید شاہ ظہور محمد
تھا اسکی بھی قبر حصار مدرسہ میں ہے۔ مگر کنواں مدرسہ کا بعد
ایام غدر ۱۸۵۹ء میں سید شاہ ظہور محمد نے تعمیر کرایا تھا یہ
سابق کا نہیں ہے بعد اس کے ۱۸۷۱ء اٹھارہ سو اکہتر عیسوی
میں حضرت سید علی رضا نے مرمت مسجد وغیرہ مکانات پختہ کی
از سر نو کرائی اس کی مرمت کی تاریخ نواب خواجہ **سعد الدین
خاں** متخلص **شفق** نے لکھا ہے۔

مصرعہ۔ اسکی تاریخ کا یہ ہے۔ ملک دایم شوقش سجدہ پیشہ
جسکے اعداد بحساب ابجد ۱۲۸۸ھ بارہ سو اٹھاسی ہجری
ہوتے ہیں اور عرس حضرت سید میر محمد کالپوی کا ستائیس ۲۷ شعبان
ہوتا ہے ۱۸۷۱ء اٹھارہ سو اکہتر عیسوی میں بباعث سید علی
رضا کے عرس حضرت شاہ ظہور محمد اور عرس حضرت میر سید
محمد کالپوی کا بڑی بارونق اور اہتمام روشنی و طعام وغیرہ سے ہوکے

مجمع کثیر تھا۔

مقام چلہ شاہ بدیع الدین قطب مدار

یہ مکان پختہ مدار پورہ متصل کنارہ دریائے جمن جانب مغرب واقع ہے اس کے حصار میں چند مکانات پختہ اور ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور گنبد پختہ چلہ کا بنا ہے اس کی چہار دیواری پختہ بنی ہے اور ایک کنواں ہے نہایت فضا کا مکان ہے سال میں دو بار میلہ لگتا ہے ایک بسنت پنچمی کو دوسرا تاریخ ۱۷ جمادی الاول کو قریب دو ڈھائی ہزار کے آدمی جمع ہوتے ہیں اور اس کے باہر پھاٹک کے جانب جنوب ایک تصویر شیر کی سرخ پتھر کی بنی رکھی ہے قصہ اسکا یہ مشہور ہے کہ اس مدار پورہ کے متصل اب بھی جنگل اور پہاڑ ہے اس میں ایک شیر رہتا تھا وقت بے وقت دو ایک آدمی کو توڑ ڈالتا تھا اس سے وہاں کے لوگ نہایت خائف تھے ۱۰۱۰ھ سنہ ہجری میں اسمٰعیل ایک شخص نہایت شجاع تھا اس نے اس شیر کو مار ڈالا اور بعضے کہتے ہیں اسمٰعیل درویش کامل تھے ایکروز شیر آیا یہ مسواک کرتے تھے آپ نے وہی پھینک ماری کہ اس کے لگتے ہی قدرت خدا سے وہ پتھر کا ہو گیا اس کی تاریخ کا مصرعہ اس شیر کے منھ کے سامنے ایک پتھر پر کندہ ہے وہ یہ ہے۔

قطعہ تاریخ

کشتہ شد شیر زبان ز اسمٰعیل ۔ تا جبر دانیکش یہ پذیرا اند
بہ تاریخ بمن ہاتف گفت ۔ آنچنان مرد کہ مردان میرزند

مندر گھاٹ پختہ

یہ مندر واقعہ کنارہ دریائے جمن آبادی سے جانب شمال
پختہ تعمیر کردہ لچھمن بائی لڑکی بالاجی راؤ کا ملحق بانی گھاٹ پختہ کہ اس کا
بنوایا ہوا وہ بھی مع اب تک موجود ہے مندر بہت مضبوط پختہ بنا ہے
بسبب طغیانی دریائے جمن موسم بارش باراں میں پانی اس کے اندر و
اس پاس زور شور سے بہتا ہے مگر اسکو صدمہ نہیں پہونچتا دس پچیس
فٹ بلندی پر ہے ایام غدر ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون عیسوی
طغیانی دریائے جمن سے سب غرق آب ہو گیا تھا صرف چھتری باقی رہ
گئی تھی لیکن ذرا بھی اس کا نقصان نہ ہوا اسی کے متصل مندر ہنومان
کا ہے کردہ اس سے پائیدار معلوم ہوتا ہے اور بنسبت مندر لچھمن بائی
کے اس مندر میں چند ان روز پانی نہ ہوا تھا مگر اسی سال آدھا گر
پڑا اسی گھاٹ کے متصل پل پیپہ کا بنا ہے اس گھاٹ پر ہر وقت
تمام دن آدمی موجود رہتے ہیں خالی نہیں رہتا۔

مندر تپیائے سر و بھالے سر

اگرچہ اس شہر میں مندر بکثرت ہیں مگر تعمیر یافتہ زمانہ حال
ہیں زمانہ گذشتہ کے صرف دو مندر ایک بیتیائے سر واقعہ دروازہ
قلعہ کالپی جس کے قریب احاطہ قبرستان صاحبان انگریز بہادر ہے
اور اس میں قبریں ہیں بہت پرانا ہے دوسرا بھالے سر کا یہ مندر تری بلا
میں بنا ہے اسکی عمارت بھی بہت زمانہ قدیم کی ہے دونوں مندر آباد ہیں۔

ٹرنن گنج

یہ بازار جدید جو بیرہ کا پختہ ۱۸۶۶ء اٹھارہ سو چھیاسٹھ عیسوی میں طیار ہوا آبادی قریب جانب جنوب ہے آبادی اہل حرفہ سے نہایت رونق ہے سب طرح کی دوکانیں ہر ایک پیشہ ورکی موجود ہیں جو مال بیرونی آتا ہے وہیں خرید و فروخت ہوتا ہے اور کنوئیں تعمیر ہوئے ہیں مگر ایک کنواں بہت عمدہ جسکا پنگھٹ پتھر کا بیچ قطر بازار میں تعمیر ہوا ہے اور بازار کی تاریخ مولوی سعد اللہ صاحب مدرس اول پنشن یافتہ کالپوی نے لکھی ہے قطع تاریخ یہ ہے

قطعہ تاریخ ٹرنن گنج

چو کر نہیل ٹرنن جہاں را بجود	در رزق مخلوق کل بر کشود
شد از گنج زینت قریں کالپی	درین دیر تا دور چرخ کبود

اور بازار کے قریب ایک مسجد پختہ بامداد مسلمانان بنائی گئی ہے کہ اس کی قطعہ تاریخ مولوی محمد سعد اللہ صاحب کالپوی نے زیر تحریر فرمایا ہے وہ یہ ہے۔

قطعہ تاریخ مسجد

چنین مسجدی دید کس در جہاں	کہ ایند مردم بدیدن ز دور
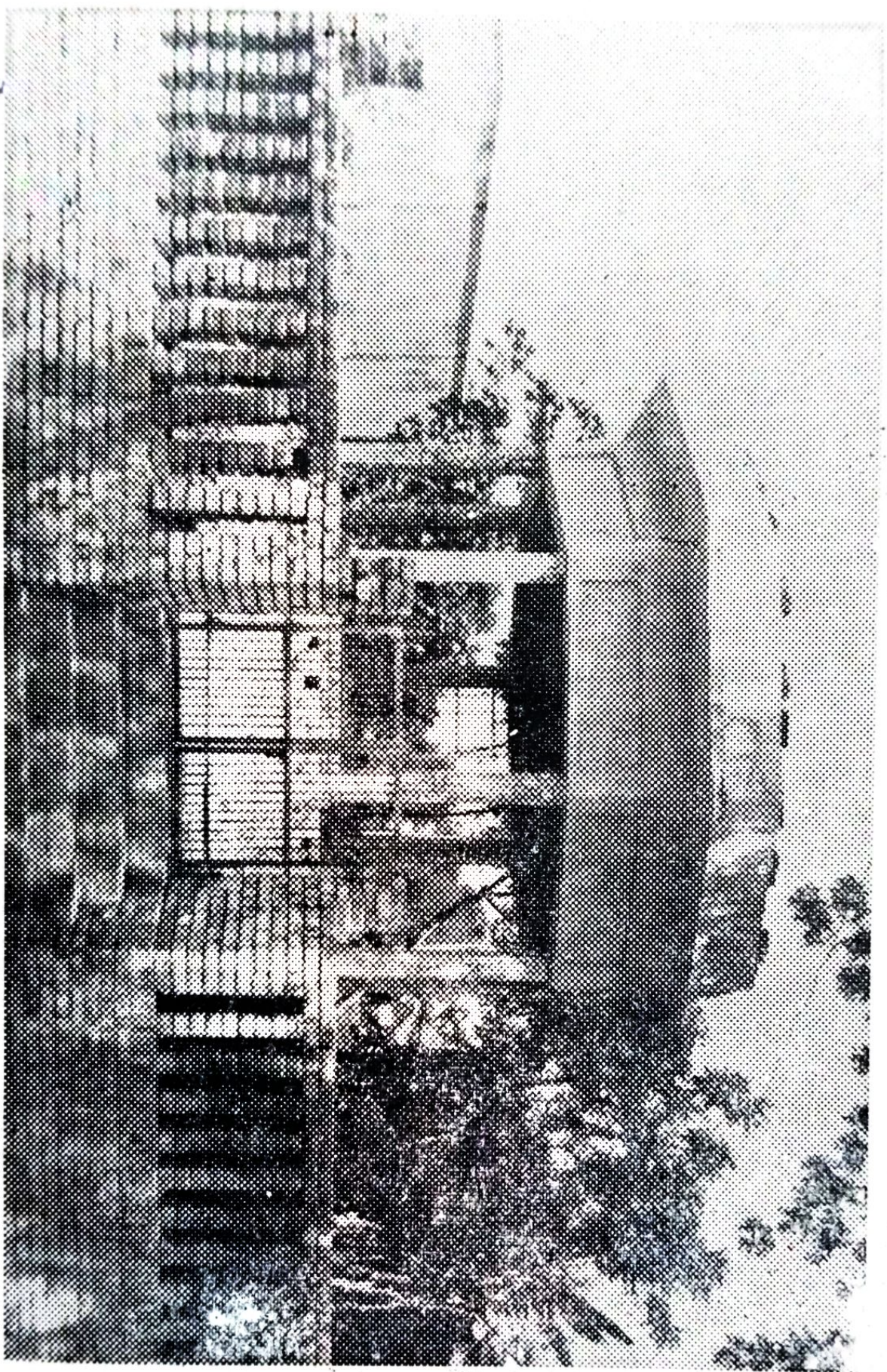
دردینِ بردنش بود بیز تاب | منور درو بام مانند طور
زنورش ببرد بہرہ کور چشم | بہ بیند تبارک شب یائی مور
بود رکن اسلام ازو استوار | اذان واقامت الی النفح صور
پۓ سال تاریخ او گفت سعد | چو بیت المقدس شد ایجاز نور

ہجری ۱۲۸۸ھ

ضلع اسکول

یہ ضلع اسکول ۱۸۷۱ء اٹھارہ سو اکہتر عیسوی میں نہایت عمدہ و مضبوط پختہ متصل بازار ٹرنن گنج بہ توجہ حاکمانِ ضلع تعمیر ہوا ہے اس میں طلبہ انگریزی و فارسی و ہندی تعلیم پاتے ہیں۔

باب چہارم میں اذکار فوائد دین و دنیا مع چند نقول حالات۔

صالحین ـ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے بائیس ۲۲ حق ہیں۔

اوّل ـ یہ کہ جو کچھ اپنے اوپر گوارا نکرے دوسرے پر بھی روا نہ رکھے۔

دوئم ـ کسی مسلمان سے تکبر اور غرور نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ متکبر کو دشمن رکھتا ہے اور مخبرِ صادق نے فرمایا ہے کہ نہ داخل ہوگا جنت

ہیں جسکو ذرا بھی تکبر ہوگا آدمی کو چاہیئے کہ کسی کو نظر حقارت سے
نہ دیکھے اللہ کے دوست اس کے بندوں میں چھپے ہوتے ہیں کہ
نظر نا اہل کی ان پر نہ پڑے۔
تیسرے۔ یہ کہ بات تمام کی اور چغلخور کی کسی کے حق میں
قبول نہ کرے اور سمجھے کہ تمام اور غماز فاسق ہوتا ہے اور پیغمبر خدا نے
فرمایا ہے کہ تمام پر بہشت حرام ہے ایسے شخص سے دور رہنا اور اسکو
جھوٹا جاننا چاہیئے اور جو شخص اور کسی کی بدی تجھ سے کہے گا ضرور ہے
کہ تیری بھی بدی دوسرے سے کہے گا بموجب قول۔
ہر کہ عیب دگران پیش اور دشمرد بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد
چوتھے۔ یہ کہ کسی پر بہتان نہ کرے اور تین دن سے زیادہ کسی
کا کینہ دل میں نہ رکھے سب سے بہتر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان وہ
شخص ہے کہ اپنے بھائی مسلمان پر سلام علیک کرے اور اخلاق سے
پیش آئے حق تعلیٰ فرماتا ہے کہ میں نے درجہ یوسف ؑ اس سبب
بڑھایا کہ اپنے بھائیوں سے انتقام نہ لیا۔
پانچویں۔ یہ کہ سب پر احسان کیا کرے اور نیک و بد میں
فرق جانے کہ احسان کا عوض احسان ہے۔ کس پر ہو چنانچہ سعدی
رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر نیک و بد بدل کن سیم و زر — کہ ان کسب خیر ست واین دو معمر

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین آدمیوں کا وہ شخص ہے کہ کسی کو نفع پہونچائے اور بدترین انسان وہ آدمی ہے کہ جس سے کسی کو نقصان پہونچے۔

چھٹویں۔ یہ کہ بوڑھوں کی عزت و حرمت کرے اور لڑکوں سے شفقت و محبت سے پیش آئے جو شخص سفید بالوں والے کی حرمت اور بچوں پر شفقت نہ کرے گا وہ میری امت میں نہیں لکھا ہے کہ اصحاب اپنے لڑکوں کو واسطے نام رکھنے کے یا دعا کرنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے آپ انکو اپنی گود میں بٹھا لیتے اور جب کوئی لڑکا آپ پر پیشاب کر دیتا اور باپ اس کا چاہتا کہ اس لڑکے کو آپ کی گود سے جلدی لے لوں آپ فرماتے کہ کچھ مضائقہ نہیں سختی اور درشتی سے نہ بولو اور مہربانی کرو میرے کپڑے پانی سے پاک ہو جاویں گے انکا دل جھڑکنے سے ملول ہوگا۔

آٹھویں۔ یہ کہ کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے جس شخص سے جو وعدہ کرے اسکو وفا کرے لکھا ہے کہ جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں وہ منافق ہے۔ اگرچہ نماز گذار اور روزہ دار ہو پہلے جھوٹ دوسرے وعدہ خلافی تیسرے چوری اور جب آپس میں کسی بات پر تکرار ہوگا تو

دو اور نماز نہ چھوڑو کہ یہ معاملہ اہل اسلام نہیں کرتے۔

نویں۔ یہ کہ ہر شخص کی حرمت اس کے رتبہ کے موافق کیا کرو
کہ جس کی عزت مخلوق میں زیادہ ہو اس کی حرمت زیادہ کرنی چاہئے مثلاً
اگر سردار اور بہتر قوم کا تم سے ملے اس کی عزت اور اکرام زیادہ کرنا چاہئے

نقل ہے ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی سفر میں
کھانا تناول فرماتیں تھیں ایک محتاج کو دیکھ کر اس کو روٹی دلادی بعد
اس کے ایک سوار آیا آپنے اسکو بلاکے بہت حرمت سے بٹھایا اور کھانا
کھلایا کسی نے کہا آپ نے کسی محتاج کو نہ بلایا اور تونگر پر بہہ کرم ارشاد
کیا کہ حق تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک درجہ دیا ہے اس کے رتبہ کے موافق
اس سے سلوک کیا چاہئے محتاج آدمی ایک روٹی سے خوش ہو جاتا ہے
اور تونگر بہت احسان سے خوش ہو جاتا ہے۔

دسویں۔ یہ کہ اگر دو آدمیوں میں خصومت ہو تو کوشش کرکے
صلح کرادے اور دو مسلمان میں صلح کرادینا دس ہزار نفل سے بہتر ہے۔

گیارہویں۔ یہ کہ عیب مسلمان کا چھپائے جو کوئی دنیا میں کسی
کا عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے گناہ چھپائیگا اگرچہ پہاڑ
سے زیادہ ہوں۔

بارہویں۔ یہ کہ اپنے تئیں تہمت سے محفوظ رکھے اور دوسروں

حرمت کی جب وہ چلا گیا اصحابیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ
کون بزرگ تھے فرمایا کہ یہ بدگو تھا میں نے اس کی عزت اس واسطے
کی کہ میری بدی نہ کرے جو چاہے کہ اپنے تئیں بدگوئی سے اور عیب
سے بچائے بدگو کے ساتھ حسن وسلوک سے پیش آئے اس سے
بہتر کوئی تدبیر نہیں ۔

سولھویں ۔ یہ کہ مسکینوں اور محتاجوں کی صحبت سے
عار نہ کرے کنارہ کرے موسیٰ علیہ السلام مسکینوں کو بہت دوست
رکھتے تھے اور کسی نام کو مسکین سے زیادہ پسند نہ کرتے جو کوئی اپنے
تئیں مسکین کہتا اس سے نہایت خوش ہوتے اور جناب رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی مناجات میں فرمایا ہے کہ الٰہی جب
تک زندہ ہوں مسکین رہوں اور مرنے کے بعد بھی مسکین رہوں اور
روز قیامت کے بھی زمرہ مساکین میں محشور کر محشوا کر

سترھویں ۔ یہ کہ اول سب پر سلام علیک میں سبقت کرے
حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب دو شخص آپس میں سلام علیک کرتے
ہیں ستر رحمتیں اللہ کی ان پر نازل ہوتی ہیں نوے اس پر جو پہلے
سلام کرتا ہے اور دس جواب دینے والے پر اور جب کوئی دست
بوسی یعنی مصافحہ کرتا ہے اس وقت بھی ستر رحمتیں نازل ہوتی ہیں

کو بدگمانی میں نہ ڈالے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر ماہ رمضان المبارک میں اپنی زوجہ مطہرہ صفیہ خاتون سے مسجد میں باتیں کرتے تھے دو شخص ادھر سے گذرے آپ نے بلا کر فرمایا یہ عورت میری زوجہ ہے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر کس کو گمان بد ہوگا فرمایا کہ شیطان آدمی کے جسم میں مانند خون کے ہر رگ و پئے میں جاری ہے۔

تیرھویں ۔ یہ کہ جسقدر آدمی کو رتبہ اور منصب حاصل ہو حکام وقت سے سعی اور سفارش مظلموں کی کرے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ شفاعت مومن کی اسطرح سے کرنا کہ خون ناحق نہ ہو اور کوئی بیگناہ مارا نہ جائے یا کوئی مسلمان رنج و اذیت نہ پائے بہتر ہے ستر حج نفل سے ۔

چودھویں ۔ یہ کہ اگر کوئی کسی کی بدی کرے اور وہ حاضر نہ ہو چاہیے کہ اس کی طرف سے آپ جواب معقول دے اور اسکو اس بے حرمتی سے بچائیے کہ اسکے عوض میں اللہ تعلیٰ وقت حاجت اور ماندگی کے اس کی مدد کرے گا ۔

پندرھویں ۔ یہ کہ اتفاقاً کسی بد کی صحبت میں گرفتار ہو جائے نرمی اور چرب زبانی سے اپنے تئیں خلاص کرے سختی اور درشتی نہ کرے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی بہت

حرمت کی جب وہ چلا گیا اصحابیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ

کون بزرگ تھے فرمایا کہ یہ بدگو تھا میں نے اس کی عزت اس واسطے

کی کہ میری بدی نہ کرے جو چاہے کہ اپنے تئیں بدگوئی سے اور عیب

سے بچائے بدگو کے ساتھ حسن و سلوک سے پیش آئے اس سے

بہتر کوئی تدبیر نہیں۔

سولھویں۔ یہ کہ مسکینوں اور محتاجوں کی صحبت سے

عار نہ کرے کنارہ کرے موسیٰ علیہ السلام مسکینوں کو بہت دوست

رکھتے تھے اور کسی نام کو مسکین سے زیادہ پسند نہ کرتے جو کوئی اپنے

تئیں مسکین کہتا اس سے نہایت خوش ہوتے اور جناب رسالت

پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی مناجات میں فرمایا ہے کہ الٰہی جب

تک زندہ ہوں مسکین رہوں اور مرنے کے بعد بھی مسکین رہوں اور

روز قیامت کے بھی زمرہ مساکین میں محشور کر محشوا کر

سترھویں۔ یہ کہ اول سب پر سلام علیک میں سبقت کرے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب دو شخص آپس میں سلام علیک کرتے

ہیں ستر رحمتیں اللہ کی ان پر نازل ہوتی ہیں نوے اس پر جو پہلے

سلام کرتا ہے اور دس جواب دینے والے پر اور جب کوئی دست

بوسی یعنی مصافحہ کرتا ہے اس وقت بھی ستر رحمتیں نازل ہوتی ہیں

خندہ اور کشادہ پیشانی پر اور بہتر[۶۹] اور طرف تانی پر ایک۔

اٹھارویں۔ یہ کہ جب چھینک آوے الحمدللہ کہے اور سننے والا یرحمک اللہ کہے۔

انیسویں۔ یہ کہ بیماروں کی عیادت کیا کرے دور ہو یا نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بیمار کی عیادت کرتا ہے اور پوچھنے کو جاتا ہے گویا جنت میں بیٹھتا ہے اور جب پھرتا ہے ستر ہزار فرشتہ متعین ہوتے ہیں کہ اس شخص کے واسطے بخشش اور مغفرت چاہتے ہیں اور جو مومن بیمار ہوتا ہے گناہ اس کے ایسے معاف ہوتے ہیں کہ جس طرح خزاں میں پات جھڑ ہوتا ہے۔

بیسویں۔ یہ کہ ہر مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جایا کرے حق تعالیٰ نے توریت میں فرمایا ہے کہ جو کوئی جنازہ کے ساتھ جایا کرے ایک میل تک اور جو کوئی نماز پڑھے گا اس کو ایک قراط کا ثواب ملے گا اور جو شخص چار میل راہ جائیگا جو دعا مانگے گا قبول ہوگی اور نماز کے بعد دفن تک صبر کرے دو قراط کا ثواب ملے گا قراط سے مراد مقدار کوہ احد ہے اور جنازہ کے ساتھ یوں جانا چاہئے کہ پیچھے جنازہ کے چلے اور نہ ہنسے اور نہ بات کرے اور اللہ کو یاد کرتا رہے اور آنکھیں نیچے کئے غمگین چلا جائے۔

اکیسویں۔ یہ کہ مسلمان قبر پر جایا کرے اور انکے واسطے دعائے آمرزش و مغفرت کیا کرے اور یہ سمجھے کہ جس طرح سے یہ مرگئے ہیں مجھے بھی مرنا ہے۔

بائیسویں۔ یہ کہ مسلمان کے دل کو خوش کیا کرے اور راحت پہونچائے اور درویشوں کو دے اور حاجت مندوں کی حاجت روا کیا کرے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی دردمند یا غمگین یا مصیبت زدہ کا حال دل سوزی سے پوچھتا ہے اور مقصد اس کا بر لاتا ہے حق تعالیٰ ہزار برس کی بندگی اس کی قبول کرتا ہے اور اس کے نامۂ اعمال میں لکھواتا ہے ثواب اسکا بندے کو عطا کرتا ہے۔ روایت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے کہ پچیس چیزیں موجب فقر کی ہیں ایک کھانا حالت ناپاکی میں دوسرے ننگے بدن سونا تیسرے دستار بیٹھ کے باندھنا چوتھے پائجامہ کھڑے ہو کر پہننا پانچویں پیاز لہسن کچا کھانا چھٹویں حالت جماع میں باتیں کرنا ساتویں لوٹی کنگھی سر میں کرنا آٹھویں۔ مکڑی کا جالا گھر سے دور نہ کرنا نویں۔ برتن پانی کے کھلے رکھنا دسویں پھوٹے آبخورہ یا دوسرے پھوٹے برتن سے پانی پینا گیارہویں علماء و بزرگوں سے آگے چلنا بارہویں صبح تک سوتے رہنا یعنی آفتاب

نکلنے تک تیرہویں۔ اہانت بیبیوں کی کرنا چودھویں۔ بر آمد و رفت میں بغیر کام بازار میں داخل ہونا۔ پندرھویں عقوق الوالدین یعنی جسکو والدین نے عاق کر دیا ہو۔ سولھویں۔ ماں باپ کو ستانا۔ سترھویں۔ بہت بوسیدہ کپڑے کو سینا اٹھارویں۔ ہاتھ مٹی سے دھونا انیسویں۔ پیشاب کھڑے ہو کر کرنا۔ بیسویں جو چیز دقت خلال دانتوں سے نکلے اس کو کھانا۔ اکیسویں حقارت کھانے کی کرنا بائیسویں۔ پانی کھڑے ہو کر پینا تیئسویں۔ مسجد میں حالت حدث میں داخل ہونا چوبیسویں مسواک اور خلال کا چھوڑنا پچیسویں۔ پوست لہسن پیاز کا آنگن میں جلانا اور سوکھی روٹی فقیروں کی مول لینا۔

مصرعہ۔ از گدایاں پارہائی نان مخر

نقل ہے۔ یحیٰ نحاد سے کہ فرمایا کہ چار ہزار کتابیں پڑھیں اور چار ہزار کتاب سے چار جملہ اختیار کیے اول یہ کہ اے نفس اگر اطاعت خدا کی کرتا ہے کہ ورنہ روزی اس کی مت کھا دوسرے یہ کہ اگر اپنی قسمت پر راضی ہوتا ہے تو ہو ورنہ خدا دوسرا طلب کر تیسرے یہ کہ جو خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے اس سے باز رہ ورنہ ملک اسکے سے باہر ہو چوتھے یہ کہ اگر قصد گناہ کا کرتا ہے تو ایسی جگہ پیدا کر کہ تجھکو خدا

تعالیٰ نہ دیکھے ورنہ نقل ہے ذوالنون مصری سے ایک دن کنارے
دریا کے وضو کرتے تھے دیکھا ایک کژدم کہ صحرا سے دوڑتا ہوا
کنارہ دریا پر آکر توقف کیا ایک مینڈک آب دریا سے باہر آیا
وہ بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہوا اور پانی سے کنارہ پر ہوکر اترا اور
روانہ ہوا شیخ نے یہ دیکھ کر تعجب کیا اور کہا کہ اس میں کچھ اسرار
ہے پانی سے گذر کر دیکھا کہ کژدم بہ تیز رفتار جاتا ہے آپ بھی برابر
اس کے چلے اور ایک درخت کے سایہ تک پہونچے اور ایک جوان کو
خواب میں دیکھا کہ اور دیکھا کہ ایک سانپ قصد ہلاکی جوان کی رکھتا
ہے کژدم نے سر سانپ کے نیش مارا کہ ہلاک ہوا اور کژدم واپس
پھرا اور کنارے پانی کے پہونچا وہیں مینڈک باہر آیا کہ کژدم سوار
ہوکر پانی سے در گذرا۔ شیخ دل میں خیال کیا کہ یہ جوان گروہ اولیاء
حق سے ہے پھر پھرے اور پاس جوان کے آئے شراب پئے مست
ہوکر سویا ہوا تھا بوٗ شراب کی آرہی تھی شیخ کو تعجب ہوا ایک
آواز سنی کہ اے ذوالنون کیا تعجب کرتا ہے تو جب بدرقہ
حفظ ہمارے کے سیطرح سے رعایت رکھے اور اگر سیلاب عفو
بے گناہ تیرہ روزگار ہمارے نہ ہوئے کون دھووے اور اگر دریائے
رحمت ہم کو سرگشتگان تیہ ضلالت کا دستگیر نہ ہووے کون ہووے

اور اگر لعاب کرم ہدایت رواں ہم کشتگان وادی غفلت پر
جاری کرے کون کرے اور اگر نسیم عنایت ہمہ غرق شدہ ہوائے
نفسانی کو غرق آب مخالفات سے لبا دل توبہ و قبولیت پر نہ
لادے تو کون لائے شیخ کو رقت ہوئی اور گرد اس جوان کے پھرتے
اور کہتے تھے۔

اے خفتہ کہ دوست نگہبان جان تست
تو ست و غافل و کرمش پاسبان تست

خوابت جگونہ ایذا ز شوق ان کریم
کس رحمت و عنایت بیش از گماں تست

کہتے ہیں کہ وہ جوان تائب ہوا اور ترک لذات دنیوی کا
ہو کر مخصوص سعادت عقبیٰ ہوا۔

بزرگوں نے کہا کہ چار چیز آگے چار چیز ضائع ہیں۔ چراغ
پیش آفتاب اور باران شورستان میں اور کلام حق دل ظالم
میں وزن صاحب جمال دست نابینا میں **نقل** ہے کہ حضرت امام
جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کون معصیت ہے کہ جس سے
قرب خدا حاصل ہو اور طاعت ہے کہ قرب حق سے باز رکھے فرمایا وہ
طاعت کہ جس میں عجب ہو سبب دوری حق کا ہے اور وہ معصیت

کو پشیمانی لاوے باعث حضوری ہے۔

گنہگار اندیشہ پاک از خدا = لیے بہتر از عابد خود نما

نقل ہے ایک پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا کہ جل علا تو کس چیز کا محتاج ہے ندا آئی کہ اے عیسیٰ میں مستغنی ہوں اور غنی الاغنی ہوں۔

نقل ہے ہے پنج نصیحت منقول حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے ہیں تونگری طلب کیا میں نے تلاوت قرآن میں پایا اور شرف صوری طلب کیا میں نے خاموشی میں پایا اور بزرگی طلب کی میں نے درویشی میں پائی اور راحت طلب کی میں نے طمعی میں پائی اور روشنائی طلب کی میں نے روزہ داری میں پائی۔

چار شخص کو حق تعالیٰ دشمن رکھتا ہے

اول خلاف گوئندہ دوئم فقیر متکبر سوئم سلطان خود پرست چہارم۔ پیر زانی۔

چار چیزیں استقامت رکھتی ہیں

اول ملک عدل دوئم عمل نیت سے سوئم نعمت شکر میں چہارم دین تقویٰ میں

نقل۔ ہے کہ مردمان حضور میں داؤد علیہ السلام کے گفتگو کرتے تھے اور لقمان حکیم جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یاد

فرمایا خاموش رہتے انھوں نے لقمان سے کہا تم کیوں نہیں باتیں کرتے کہا کچھ خوبی کلام میں نہیں ہے مگر یہ کہ ذکر خدا کا ہوے اور کوئی چیز خاموشی نہیں ہے۔ مگر وہ کہ فکر روز جزا کی ہوے۔

تمام شد

مناجات

ہر گھڑی ہے دعا یہ تجھ سے خدا
مجھکو ہر آفت و بلا سے بچا

بخشدے اے میرے خدائے کریم
مجھ سے جو کچھ ہو جرم و خطا

جور افلاک نے کیا ہے تنگ
لے خبر میری اے میرے مولا

رحمت حق جو کھینچ لے مجھ کو
دور ہو جائے یہ سب حرص و ہوا

کٹ گئی عمر اپنی غفلت میں
ہائے افسوس مجھ سے کچھ نہ ہوا

کتنا پیمان شکن ہوں میں توبہ
روز تو یہ ہے پھر وہی ہے خطا

دامِ شیطان سے حق بچانا مجھے
کون حامی ہے میرا تیرے سوا

کیوں نہیں ہوتا دل میں میں نادم
روز شب کرتا ہوں میں خطا بہ خطا

کرتا جو کچھ ہوں ظاہر نہ باطن
تجھ سے کچھ اے خدا نہیں ہے چھپا

سقیم عصیاں لے ہو رہی صحت
رحمت حق کرے جو کچھ بھی دوا

تو لاتقنطو جو فرمایا
ہو گئی مغفرت کی سب کو رجا

تو نے فرمایا میں کرونگا قبول
مجھ سے رو کر کرے جو کوئی دعا

میں بھی روتا ہوں روز در پہ ترے
باب رحمت مجھے تو اپنا دکھا

بطفیل سرورِ دیں
یا اللہ بخش دے عاصیوں کی خطا

دین و دنیا میں کوئی غم نہ رہے

غم اگر کچھ کبھی ہو تو ہو تیرا

زندگی عیش میں بسر ہووے

ہووے بالخیر خاتمہ میرا

بند عصیاں میں پھنس رہا ہوں میں

فضل کرتا رہوں ابھی میں رہا

حاجت خلق کرتا ہے پوری

بات کی بات میں تو اے یکتا

فضل سے مجھکو تو اے خالق

دولت آبرو تو کر دے عطا

مجھ سے جو کچھ ہوئی خطا تیری

عفو کر دے اسے تو رب عُلما

راہ شیطان سے بچائیجو

راہ حق پر چلائیو مولا

رزق سے کر غنی تو مجھکو غفور

غیب سے رزق میر کیجیو عطا

کر نہ محتاج غیر کا مجھ کو

فکر روزی میں در بدر نہ پھرا

جو کہ رکھتا ہوں آرزو دل میں

اس کا سامان کردے تو پیدا

کچھ نہیں کام مجھ کو دنیا سے

اپنی الفت کی راہ تو دکھانا

جرم سے ہو رہا ہے قلب سیاہ

روشنی اس کو مغفرت کی دکھا

فعل بد پر نہ میرے کیجیو نظر

اپنی رحمت کو دیکھ نہ دیکھ خطا

شوق اپنے رکھیو شام و سحر

ذوق دنیا نہ ہو دل میں اصلا

ہاں اگر ہو تو ہووے حبّ نبی

اور الفت نہ ہووے اس کے سوا

بے تمنا بھی تیری رہ خواہ میں

خاک بر سو اڑا کے صبا

تیرے ملنے کا ہے مشتاق

سا ز و وصل جلد اس کو بلا

تمام شد ۲۶ ر اکتوبر ۱۹۷۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ النبی الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین وبرحمتک یا ارحم الراحمین (آمین)

فقیر کا نسبی سلسلہ حسب ذیل ہے

ابواب العلم حضرت سیدنا اسد اللہ الغالب ومطلوب کل کا لب سیدنا حضرت علی ابن طالب رضی اللہ تعلیٰ عنہ کے پسر سیدنا حضرت سید الشہدا حضرت امام عالی مقام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پسر سید حضرت امام زین العابدین رضؓ کے پسر سید امام باقر رضؓ کے پسر حضرت حسین اصغر رضؓ کے پسر حضرت سید علی دستگیر رضؓ بن سید حسن فحص کے پسر سید خضر مدنی رحؒ کے پسر حضرت حسین بن حضرت سید علی رضؓ کے پسر سید حضرت سید احمد تختہ شال رسول رضؓ کے پسر سید حضرت سید محمد کے پسر سید حضرت عمر رضؓ کے پسر سید حضرت ابوبکر رضؓ کے پسر سید حضرت حمزہ کے پسر سید حضرت سید احمد زاہد کے پسر سید حضرت سید حامد اولیا رحؒ کے پسر حضرت سید مجید الدین کے پسر حضرت سید سیف الدین رضؓ کے پسر سید اللہ بخش رضؓ کے پسر حضرت

سید عماد الدین کے پسر حضرت سید بہاء الدین رض کے پسر حضرت سید
ابو سعید دانشمندؒ کے پسر حضرت سید محمد ترمذی رضی اللہ تعالی
نور ث اعلی چونرہ و کالپی کے پسر حضرت سید احمدؒ رض کا پسر حضرت
شاہ فضل اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پسر حضرت سید شاہ ابو سعید
کے پسر حضرت سید احمد سعید کے پسر حضرت حسین علی کے پسر حضرت
شاہ برکات علی صاحب کے پسر حضرت سید شاہ سلطان احمد
صاحب کے پسر حضرت سید شاہ فضل الدین احمد کے پسر حضرت
سید شاہ قطب الدین احمد و سید شاہ منیر الدین احمد کے پسر حضرت سید
شاہ ضیاء الدین احمد چونرہ ی قادری برکاتی محمدی اس فقیر کے دو
فرزند صغیر سن موجود ہیں۔

یہ تھا فقیر کا نسبی شجرہ

نوٹ:- کتاب خریدتے وقت خانقاہ دارالعلوم محمدیہ کی مہر ضرور دیکھ لیں۔

(مطبوعہ یتیم خانہ برقی پریس کانپور)